

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْأَرْثَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

صحائف الاشرافی

حصہ اول

مترجمہ
اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ شبیبہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابو احمد سید محمد علی حسین الاشرافی
ابجیلانی کچھوچھوی سجادہ نشین خانقاہ حنیفہ سرکار کلاں درگاہ رسول پور کچھوچھوچھو شریف فضل آباد (یو پی)

باہتمام
نبیہ شیخ المشائخ شبیبہ غوث الثقلین اشرف العلماء بانی دارالعلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ
حامد اشرف الاشرافی ابجیلانی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد مسبئی نمبر ۳۰۰۰

ناشر

ادارہ فیضان اشرفی دارالعلوم محمدیہ مبارک محمد علی دہلوی
ادارہ فیضان اشرفی دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی ۱۳
الغیر القادر محمد شاز علی مدد اشرافی
الصفاء اردک احمد آدہ الندی



مزارات
حضرت مولانا سید شاہ الحاج محمد علی حسین (اشرافی میاں) - خلف المنور حضرت مولانا سید شاہ عظیم الشرف، غیر

فہرست مضامین ”صحائفِ اشرافیہ“
حصہ اول

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
	کس فن کا حاصل کرنا ضروری ہے۔	۲۶	اعذار: محمد نور الہدیٰ اشرفی و دیگر
۴۸	علماء و تیا و علماء آخرت میں کیا فرق ہے	۲۷	کلمات تصدیق: از اشرف العلماء حضرت مولانا سید حامد اشرف
۴۹	بندہ اپنے عمل سے بہشت میں جائے گا یا خدا کی رحمت سے۔	۳۸	مقدمہ: از: شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ
۵۰	قوم بنی اسرائیل کے عابد کا واقعہ	۴۰	خطبہ ابتدائیہ: از: مرشد الانام حضرت سید شاہ احمد اشرف علیہ الرحمہ
۵۱	پہلا صحیفہ / حدیث پاک	۴۰	دیباچہ: از: شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ
۵۳	حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب	۴۳	ابیات التجانیہ: " " "
۵۳	سیادت و شاہی کے بیان میں۔	۴۴	فہرست مضامین کتاب صحائف اشرفی منتخب از لطائف اشرفی۔
۵۹	محبوب یزدانی کے والد ماجد کے دینی و علمی کارنامے۔	۴۶	مقدمہ؛ بزرگوں کے حالات اور ان کے واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
۶۰	دوسرا صحیفہ	۴۶	قال الاشرف الخ
۶۰	محبوب یزدانی کی ولادت یا مساجد اور تحصیل علوم تحت نشینی اور عدل و انصاف کا بیان۔	۴۶	طالب صادق کے لئے علوم و فنون میں
۶۰	ولادت پاک اور ولایت عظمیٰ کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے والدین		

کتاب _____ صحائف اشترنی (حصہ اول)

مرتب ————— حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ

پروف ریڈنگ — مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ انٹرنی ریلوڈ پوری

کتابت _____ حافظ وجہ القم خان رضوی بستوی

صفحات _____ دوسو بہتر (۲۷۲)

سنہ طباعت _____ ۱۴۱۶ھ م ۱۹۹۴ء

تعداد بار دوم ————— دویزار (۲۰۰۰)

بہتمام۔۔۔۔۔ اشرف العلماء ربیدہ صاحب مد اشرف صاحب قبلہ

ناشر ————— ادارۃ فیضان اشرف "سنتی دارالعلوم محمدیہ ممبئی (حیدر نگر: بی ۲۲۹۹)

مطبع _____ رضا آفیسٹ (کمیکو) ۱۲۳، ایم۔ ای سائنگ مارگ آف مین واٹر وڈ میونسپلٹی ۲

قیمت

پاکستان میں حملہ حقوق بحق ذکار اللہ خان اشرفی۔ سیکٹر C ۳۶، بلاک ۶، کوارٹر ۷

بریلی کا لونی۔ لاندھی۔ کراچی ۳۔ پاکستان۔ محفوظ ہیں۔

ملنے کے پتے :-

- ۱۔ ادارہ فیضانِ اشرف سنی دارالعلوم محمدیہ بنارس مسجد، ۴۱ محمد علی روڈ ممبئی ۴۰: ۳۷۳۲۵
- ۲۔ ادارہ فیضانِ اشرف سنی دارالعلوم محمدیہ باولا مسجد دلائل روڈ۔ ممبئی ۴۰: ۳۰۸۷۶۰
- ۳۔ امام و خطیب زرکریہ مسجد، ممبئی ۳
- ۴۔ امام و خطیب مسجد سنگتراشاں ۸۲ ڈسٹریکٹ روڈ، ممبئی نمبر ۸
- ۵۔ حق ایکڑی مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ ۲۷۴۴۰۴
- ۶۔ مولانا ستیقیم رضوی مرزاپوری اشرفی۔ نوری بک ڈپو، درگاہ رسول پور۔
کچھوچھو شریف فیض آباد (بی۔ پی)
- ۷۔ ذکار اللہ خان اشرفی۔ سیکٹر ۳۶، بلاک ۷، کوارٹر ۷، بریلی کالونی لاندھی،
کراچی ۳، پاکستان۔

۷۲	حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کے مرشد کامل کی توصیف کرنا	۷۲	کودی اور نام بھی منتخب فرمایا۔
۷۳	مرشد کی تلاش اور ترک سلطنت۔	۷۳	آپ کی والدہ ماجدہ کا زہد و تقویٰ۔
۷۳	والدہ ماجدہ سے اجازت اور راہ فقر۔	۷۳	آپ کے والدین کے پاس شاہی محل میں ایک
۷۳	چھوٹے بھائی کو تخت و تاج سپرد کرنا۔	۷۳	مجذوب کا آنا۔
۷۳	چھوٹے بھائی محمد اعرف کا نظام ملکی	۷۳	آپ کی ولادت باسعادت پر سلاطین، شعراء و
۷۳	سلطان العارفين سيد احمد سیوی کا قبل ولادت	۷۳	فضلاء کے تہنیت نامے اور قصائد مبارک بادی
۷۵	بشارت دینا۔	۷۵	آپ کی رسم بسم اللہ شریف۔
۷۴	بوقت ترک سلطنت والدہ محترمہ کا باندہ نشا ہانہ	۷۴	پانچ سال کی عمر میں قرأت سبعہ کے ساتھ حافظ
۷۴	رخصت فرمانا۔	۷۴	قرآن ہونا۔
۷۴	شیخ علاء الدولہ سمنانی کا چند منزل ہمراہ آنا	۷۴	سات برس کی عمر میں اصطلاحات علوم عربیہ فرمانا
۷۴	منزل بہ منزل سپاہ کو رخصت فرمانا	۷۴	چودہ برس کی عمر میں دستار فضیلت اور
۷۴	خادم عبید کا بوقت جدائی رونا	۷۴	فن سپہ گری کی مہارت۔
۷۴	خادم عبید کو بھی بادل ناخواستہ رخصت فرمادینا	۷۴	آپ کی تخت نشینی اور ۱۲ برس تک سلطنت رانی
۷۵	آپ کو دیکھ کر حافظ شیرازی کا شعر کہنا۔	۷۵	عدل و انصاف
۷۵	بھار میں ایک مجذوب سے ملاقات	۷۵	حکیمانہ تدبیر
۷۵	سمرقند کے شیخ الاسلام سے ملاقات	۷۵	تیسرا صحیفہ
۷۶	سمرقند میں اپنی سواری اور دو خواص کو بھی	۷۶	امور سلطنت کے باوجود فرائض فرائض کی پابندی
۷۶	رخصت فرمادینا۔	۷۶	سائل کو خالی واپس نہ کرنا
۷۶	اونچ شریف میں تشریف آوری	۷۶	ابتدا ہی سے فقرائے راہ سلوک معلوم کرنا
۷۶	حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں	۷۶	حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرنا
۷۶	سے ملاقات	۷۶	چند سال امور ملکی انجام دینے کی ہدایت کرنا
۷۶	مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا نوازش و عطا	۷۶	حضرت اویس قرنی سے راہ سلوک کی پہلی تعلیم
۷۶	کے بعد رخصت فرمانا۔	۷۶	بہ نغیب حضرت خضر ترک سلطنت فرمانا۔

۸۳	یار کی خوشبو	۷۷	دہلی میں ایک نوجوان صاحب ولایت سے ملاقات
۸۳	مرشد برحق شیخ علاء الحق والدین کا مع خلقار و	۷۷	دہلی سے پورب کوروانگی
۸۳	اصحاب کے استقبال فرمانا۔	۷۸	قصبہ سلاؤد بہار شریف میں تشریف آوری
۸۳	مرشد برحق کا شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر	۷۸	مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ میری
۸۳	استقبال کے لئے تشریف لے جانا۔	۷۸	کی وصیت۔
۸۵	بہ اعزاز خانقاہ مرشد میں باریابی	۷۸	مخدوم الملک یحییٰ میری کی نماز جازہ پڑھانا
۸۶	شرف بیعت اور عنایت و نوازش مرشد	۷۸	مخدوم الملک کی روحانہ پاک نے شکی دی
۸۷	اپنا تاج اتار کر محبوب یزدانی کو پہنانا	۷۹	مخدوم الملک کا دست مبارک قبر شریف سے
۸۷	اصحاب و حاضرین کا مبارکبادی پیش کرنا	۷۹	باہر آنا۔
۸۷	بعد بیعت حجۃ مبارکہ میں لے جانا اور اسرار و	۷۹	لوگوں کا اظہار حیرت اور محبوب یزدانی کی
۸۷	انوار سے مالا مال فرمانا۔	۷۹	وضاحت۔
۸۸	چہرہ محبوب یزدانی کی تابانی	۷۹	مخدوم الملک کے مزار پاک پر شب بیداری
۸۸	تبرکات مشائخ عطا فرمانا	۷۹	بعد وصال مخدوم الملک کا آپ کو خرقہ عطا فرمانا
۸۹	پہلی بار خدمت مرشد میں ۴ سال فیضیاب ہونا	۸۰	اصحاب مخدوم الملک کا خرقہ دینے سے انکار
۸۹	چار سال کے بعد آپ کے لئے لقب تجویز فرمانا	۸۰	اور حضرت محبوب یزدانی کی کرامت
۸۹	اللقاب تنزل من السماء	۸۰	عالم وجد میں خرقہ قوال کو عطا فرمادینا
۹۰	غیب سے جہانگیر جہانگیر لقب کا نزول	۸۰	لوگوں کا اعتراض اور آپ کا جواب
۹۰	درو دیوار خلوت سے صدائے جہانگیر جہانگیر	۸۰	مخدوم الملک کا خرقہ بہار شریف میں
۹۰	بعد نماز صبح وقت مصافحہ ہر شخص کا	۸۲	پوچھا صحیفہ
۹۰	محبوب یزدانی کو جہانگیر جہانگیر کہنا۔	۸۲	مرشد کا اشتیاق و انتظار
۹۰	۲۷ شب رمضان المبارک کو محبوب یزدانی کا	۸۲	حضرت خضر علیہ السلام کا ۷۰ بار آپ کے مرشد کی
۹۰	اسرار و معرفت کی انتہا تک رسائی	۸۲	خدمت میں نزول مقدم کی بشارت دینا
۹۱	پانچواں صحیفہ	۸۳	محبوب یزدانی کی پند و شہرہ میں تشریف آوری

۹۱	مرشد برحق کا مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے روانہ فرمانا۔	۹۱	خوش ہونا۔
۹۲	خدمت مرشد سے محبوب یزدانی کی روانگی	۹۲	بادشاہ کے دل میں قلعہ چار کے متعلق تردد
۹۳	نواحی ولایت جوپور میں تقریر	۹۳	اور خیال باطنی کا اظہار۔
۹۴	مرشد کا مع خلفاء و اصحاب اور روسا و شہر	۹۴	قلعہ چار کی فتح کی خوش خبری دینا
۹۵	ایک کوس تک رخصت کے لئے آنا۔	۹۵	بادشاہ کو مسند عطا فرمانا
۹۶	آپ کا بذریعہ کشف عرض کرتا وہاں ایک شیر بہت ہے۔	۹۶	شہزادوں کا شرف بیعت حاصل کرنا
۹۷	مرشد کا فرمانا وہاں آپ کا ایک شیر بچہ	۹۷	بادشاہ کا قصر شاہی میں قیام کے لئے
۹۸	ساتھ دے گا۔	۹۸	اصرار کرنا۔
۹۹	خطہ ظفر آباد متصل جوپور میں تشریف آوری	۹۹	آپ کا تسلی دینا تمہارے حوالہ سلطنت سے
۱۰۰	جوپور میں جلوہ گری۔	۱۰۰	باہر نہ جاؤں گا۔
۱۰۱	قاضی شہاب الدین کا مع علماء خدمت عالی	۱۰۱	قاضی صاحب کا اپنی تصانیف خدمت عالی
۱۰۲	میں بصدا احترام حاضری۔	۱۰۲	میں پیش کر کے قبولیت کی دعا چاہنا۔
۱۰۳	محبوب یزدانی کا اعزاز و استقبال سے نوازنا	۱۰۳	قاضی صاحب کی تصانیف پر اظہار خوشی
۱۰۴	قاضی صاحب کے منع کرنے کے باوجود	۱۰۴	قاضی صاحب کو خرقہ اور کتاب ہدایہ
۱۰۵	علماء ہم راہی کا آپ سے سوالات کا ارادہ کرنا۔	۱۰۵	مرحمت فرمانا۔
۱۰۶	آپ کے خلیفہ ابوالوفا خوارزمی کا کشف باطنی	۱۰۶	شیخ واحدی کا خدمت عالی میں قصیدہ
۱۰۷	سے ان سوالات کو معلوم کر لینا اور بلا استغناء	۱۰۷	پیش کرنا۔
۱۰۸	ان کا جواب دینا۔	۱۰۸	خورد و کلاں سکناے شہر کا شرف بیت حاصل کرنا
۱۰۹	سلطان ابراہیم شرقی کی مع علماء و وزراء	۱۰۹	مرشد کا محبوب یزدانی کے آخری آرام گاہ کی
۱۱۰	آپ کی خدمت عالی میں بصدا احترام و نیاز آمد	۱۱۰	طرف اشارہ فرمانا۔
۱۱۱	بادشاہ کے طریقہ تنظیم سے محبوب یزدانی کا	۱۱۱	جوپور سے موضع بھڈوڈ میں تشریف آوری
		۱۱۲	ملک الامراء محمود رئیس بھڈوڈ کی
		۱۱۳	خدمت عالی میں حاضری۔

۹۹	بھڈوڈ میں درخت کی شاخ کا آپ پر	۹۹	کومار گرا نا۔
۱۰۰	سایہ کے لئے پھر جانا۔	۱۰۰	جوگی کی لاچاری اور حضرت محبوب یزدانی
۱۰۱	ملک محمود کے ہمراہ حلقہ تالاب کی سیر	۱۰۱	کی خدمت میں حاضری۔
۱۰۲	مرشد کے فرمان کے مطابق قیام کی جگہ کی	۱۰۲	جوگی اور اس کے پانچ سو چیلوں کا
۱۰۳	طرف اشارہ فرمانا۔	۱۰۳	قبول اسلام و شرف بیعت
۱۰۴	وسط حلقہ تالاب میں ایک جوگی کا قبضہ و قیام	۱۰۴	بعد قبول اسلام اپنی مذہبی کتابوں کو جلا دینا
۱۰۵	حلقہ تالاب سے جوگی کو نکل جانے کا حکم	۱۰۵	گوشت نشینی اور ریاضت کی تعلیم و تلقین۔
۱۰۶	جوگی کا نکلنے سے انکار۔	۱۰۶	جوگی کے قبول اسلام کے دن پانچ ہزار
۱۰۷	جمال الدین راوت کو جوگی سے مقابلہ کے	۱۰۷	غیر مسلموں کا اسلام لانا اور شرف بیعت۔
۱۰۸	لئے روانہ فرمانا۔	۱۰۸	محبوب یزدانی کے ہمراہیوں کے قیام کیلئے
۱۰۹	جمال الدین راوت کا مقابلہ کے لئے تہذیب	۱۰۹	جگہ تجویز فرمانا۔
۱۱۰	ان کو پان کا اگال کھلا کر روحانی قوت سے	۱۱۰	جگہ کا نام روح آباد رکھنا
۱۱۱	مشرق فرمانا۔	۱۱۱	ایک عمارت کا نام کثرت آباد
۱۱۲	جمال الدین راوت کا جوگی سے مقابلہ۔	۱۱۲	حجۃ خاص کا نام وحدت آباد
۱۱۳	جوگی کا سحر کے ذریعہ چیونٹیوں کی فوج	۱۱۳	مقام معرفت کا نام دارالامان
۱۱۴	سے حملہ۔	۱۱۴	ایک جگہ کا نام روح افزا رکھنا
۱۱۵	جمال الدین راوت کی نگاہ جلال سے	۱۱۵	اسی باغیض جگہ پر مردان رجال الغیب اور
۱۱۶	چیونٹیوں کا لشکر ختم۔	۱۱۶	اولیاء کرام کی ہمیشہ آمد کی خبر دینا
۱۱۷	جوگی کا راوت پر شیروں کے لشکر سے حملہ	۱۱۷	چھٹا صحیفہ
۱۱۸	جمال الدین راوت کی نگاہ عتاب سے شیروں	۱۱۸	محبوب یزدانی کی خدمت میں علماء و روسا
۱۱۹	کا غائب ہونا۔	۱۱۹	کی حاضری۔
۱۲۰	جوگی کا اپنے سونٹے کو ہوا میں اڑانا	۱۲۰	مند عالی سیف خاں وغیرہ کا شرف بیعت
۱۲۱	محبوب یزدانی کی عصا مبارک سے سونٹے	۱۲۱	حاصل کرنا۔

۱۰۵	حضرت کو خط اودھ میں تشریف لائی دعوت	۱۰۷	تم میں جو شراب ہے جان مرے یا محتاج
۱۰۵	شیخ شمس الدین اودھی کے متعلق اظہار خیال	۱۰۷	ہو جائے۔
	فرمانا۔	۱۰۷	قصبہ جاس میں نزول اجلال
۱۰۵	شرف بیعت سے شرف فرمانا اور لباس و خرقہ	۱۰۷	نہیں ہزار اشخاص کا شرف بیعت سے شرف
	عطا کرنا۔	۱۰۷	سرزمین کدو میں نالاب پر سے
۱۰۵	اودھ و رودلی کے علماء مشائخ اور رؤسا	۱۰۷	مع اصحاب گذر جانا۔
	کا شرف بیعت حاصل کرنا۔	۱۰۷	موضع سائن پورہ کے لوگوں کی حیرت
۱۰۵	مولانا کریم الدین درویش کامل سے ملاقات	۱۰۷	موضع کے ہندو زمیندار کا قوم کے ساتھ
	کا اظہار۔	۱۰۷	حاضری۔
۱۰۶	مولانا کریم کا محبوب یزدانی کی وصف مخفی	۱۰۸	زمیندار کی خدمت و ضیافت اور عرضی پردعا
	بیان کرنا	۱۰۸	قصبہ جاس میں تشریف آوری
۱۰۶	ردولی شیخ سماء الدین کے مکان پر آمد	۱۰۸	خانقاہ کی تعمیر
۱۰۶	مکان سے ایک بزرگ کی خوشبو	۱۰۸	جاس سے دہلی کے لئے روانگی
۱۰۶	مکان مذکورہ کے حجرہ میں حضرت بابا فرید	۱۰۸	اشنار راہ قصبہ انہونا میں قیام
	کی چلہ گاہ	۱۰۸	سادات انہونا کا شرف خدمت و بیعت سے
۱۰۶	محبوب یزدانی کا حجرہ مذکورہ میں چلہ کشی	۱۰۸	مشرف ہونا۔
۱۰۶	موضع پالپے متو میں شیخ داؤد کے مزار کی زیارت	۱۰۸	دعا و خیر سے نوازش
۱۰۷	مقبورہ شیخ داؤد میں محبوب یزدانی کی چلہ گاہ	۱۰۹	قصبہ سدھو میں آمد
۱۰۷	قریبات کو برادہ میں تشریف آوری	۱۰۹	قصبہ کے علماء و شرفا و ران کی اولاد کا
۱۰۷	ایک ہزار لوگوں کا شرف بیعت حاصل کرنا	۱۰۹	شرف بیعت حاصل کرنا۔
۱۰۷	ایک شرابی پر اظہار ناراضگی	۱۱۰	محبوب یزدانی کی دہلی میں تشریف آوری
۱۰۷	شرابی کا انتقال	۱۱۰	دوران قیام دہلی میں پابہرہ چلنا
۱۰۷	بسلہ شراب لوگوں کو وعظ و نصیحت	۱۱۰	دہلی میں اولیاء اللہ کی کثرت کا ذکر فرمانا

۱۱۰	غیث پور دہلی میں خانقاہ اشرفیہ تعمیر کرنا	۱۱۰	تصانیف بزبان عربی، فارسی، سوری، فرنگی
۱۱۳	ساتواں صحیفہ	۱۱۳	اور ترکی وغیرہ۔
۱۱۳	محبوب یزدانی کے فضائل و مناقب	۱۱۳	تصانیف کثیرہ کی ہرست و شمار
۱۱۴	فضائل علمی	۱۱۴	جلیل القدر علماء کا بیان بسلسلہ تصانیف
۱۱۴	پانچ برس کی عمر میں قرأت سبعہ کے ساتھ	۱۱۴	حضرت محبوب یزدانی
	قرآن عظیم کا حفظ	۱۱۴	تصانیف متعددہ بنام مسند عالی
۱۱۴	سات برس کی عمر میں نکات علمی بیان فرمانا	۱۱۴	عوارف المعارف اور خصوصاً حکم پر شرحیں
۱۱۴	بارہ سال کی عمر میں حصول علم کی تکمیل اور	۱۱۴	اہل عرب کے لئے ”قواعد العقائد“ کی
	دستار فضیلت۔	۱۱۴	تصنیف بزبان عربی۔
۱۱۴	فن حدیث میں حضرت امام یافعی سے	۱۱۴	اہل عراق و خراسان کے سادات کا کتاب
	سند حاصل کرنا	۱۱۴	”بحر الانساب“ پیش کرنا۔
۱۱۴	اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے	۱۱۴	آپ کا کتاب ”اشرف الانساب و سجد الاذکار“
	صاحبزادے سے سند حدیث حاصل کرنا	۱۱۴	تصنیف کر کے عطا فرمادینا۔
۱۱۴	دیگر متعدد علماء کبار سے حصول سند حدیث	۱۱۴	اہل ہجرات کے لئے ”اشرف العقائد اور
۱۱۴	قرودین میں پانچ سال تک درس علمی سے	۱۱۴	فوائد الاشرف“ تصنیف فرمانا۔
	مشرف فرمانا۔	۱۱۴	اہل روم کے لئے ”مصطلحات تصوف“
۱۱۴	ارشاد و گرامی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۴	تصنیف فرمانا۔
۱۱۵	مجدد دین و ملت کا بیان	۱۱۵	مناقب حضرت علی پر علماء محمد آباد گوہر کا
۱۱۵	محبوب یزدانی ساتویں صدی کے	۱۱۵	اغراض اور اس کا جواب
	مجدد دین و ملت	۱۱۵	ہنگالہ میں رسالہ ”حجۃ الذاکرین“ کی تصنیف
۱۱۵	محبوب یزدانی کے جلیل القدر تلامذہ	۱۱۵	بعد نماز فرض پنجگانہ تین مرتبہ ذکر کا ثبوت
۱۱۵	روئے زمین کی مختلف زبانوں میں وعظ	۱۱۵	رسالہ مذکورہ میں۔
	اور تصانیف کثیرہ	۱۱۵	فتاویٰ اشرفیہ بزبان عربی

تغیر رخ سامانی و نور بخشیہ	۱۱۷	”اشرف میرا محبوب“ ہے	۱۱۷
”رسالہ قریب“ کی تصنیف قبر شریف میں	۱۱۷	محبوب یزدانی کا روزانہ نماز فجر خانہ کعبہ	۱۲۲
۲۸ محرم کو جلیل خفا و مریدین کیلئے دعا و خبر	۱۱۷	میں ادا فرماتا۔	۱۱۷
بعد نظر وصال شریف	۱۱۸	شیخ نجم الدین اصفہانی پانچ سو اولیا کرام	۱۲۲
خدمت عالی میں امیر تیمور کی حاضری	۱۱۸	کے ساتھ حرم کعبہ میں۔	۱۱۸
خدمت اقدس سے امیر تیمور کو صاحب قراں	۱۱۸	آپ کو ”محبوب یزدانی“ کے خطاب کے ساتھ	۱۲۲
کالقب ملنا۔		مبارکباد دینا۔	
حضرت کی دعا سے صاحب قراں نے غنیم پر	۱۱۸	تمام اولیا زمانہ کا ”محبوب یزدانی“ کے	۱۲۲
فتح پائی۔		خطاب سے مخاطب فرماتا۔	
حضرت محی الدین ابن عربی کی پانچ سو تصانیف	۱۱۸	حضور غوث پاک کو ”محی الدین“ کا لقب	۱۲۳
کا مطالعہ فرماتا۔		ملنے کا واقعہ۔	
علم قرأت کی سند معاً آبا و اجداد پانچ پشتوں	۱۱۸	حضور غوث پاک کو غیب سے ندا	۱۲۴
سے علی الاتصال حاصل ہوتا۔		تم عاشق بننا چاہتے ہو یا معشوق	۱۲۴
محبوب یزدانی تک سلاسل پانچ پشتوں	۱۱۹	غوث پاک کا درجہ معشوق پسند کرنا	۱۲۴
”نیک سلطان“ ولی، حافظ، قاری، عالم ہوتا۔		غوث پاک کو ”محبوب جانی“ اور آپ کو	۱۲۴
مولانا نظام الدین عینی کے متعلق ارشاد گرامی	۱۱۹	”محبوب یزدانی“ کے خطاب سے نوازنا جانا	
نعمت عظمیٰ و فوائد کبریٰ سے حصہ	۱۲۰	اولیا کا قدم بہ قدم نبی کے پیدا کیا جانا۔	۱۲۴
مدینہ الاولیا میں چار سو اولیا کرام کیساتھ	۱۲۰	محبوب یزدانی کا قدم بہ قدم حضرت عیسیٰ پر	۱۲۴
جلوس فرماتا۔		پیدا ہونا۔	
۲۷ شب رمضان المبارک ۸۲۷ھ ہجری	۱۲۱	غوث کا لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور	۱۲۴
میں تمام ہمارے ہوں کو شب قدر کی عزت سے		ظاہر ہو جانا۔	
ممتاز فرماتا۔		غوث سے امتحان سوال کر نیکانقصات	۱۲۷
شب مذکورہ ہاتھ غیب نے ندا دی کہ	۱۲۱	ادب ہی کی بنا پر پیدا غوث پاک کا مرتبہ	۱۲۷

غوثیت پانا۔		مرتبہ ولایت میں بائیں کا دہنے پر فوقیت رکھتا	۱۳۵
بے ادبی کی بنا پر ابن سقار کا محروم ہونا	۱۲۷	انگلی کے اشارے سے پہاڑ کا آجانا	۱۳۶
محبوب یزدانی کا سرزمین گلبرگ شریف پسند فرماتا	۱۲۹	بھائی نور قطب عالم کا مرتبہ قطبیت پر فائز ہونا	۱۳۷
حضرت کا گلبرگہ کو گلبرگہ کہنا	۱۲۹	غوث کے جسم کا انتہائی لطیف ہونا	۱۳۷
خانقاہ بندہ نواز میں قیام	۱۳۰	ابدال کا سات ہونا	۱۳۸
محبوب یزدانی کا مقام گلبرگ شریف یکم رجب	۱۳۱	بعضوں کا چالیس کہنا	۱۳۸
سلسلہ مرتبہ غوثیت پر فائز ہونا۔		چالیس ابدال کا پہاڑوں پر مقرر ہونا	۱۳۸
غوث کی تجویز و تکفین میں آپ کی شرکت اور	۱۳۲	ابدال کو اپنی شکل تبدیل کرنے کا اختیار	۱۳۹
نماز جنازہ پڑھانا۔		ابدال، اختیار، ابرار، اوتاد اور نقباء	۱۳۹
مرتبہ مرغوثیت پر فائز ہونے کے لئے	۱۳۲	کا تفصیلی بیان۔	
مختلف مراتب کا طے کرنا۔		۲۷ رجب کو تمام اولیائے روئے زمین کا	۱۴۰
شہر نہاد میں نو مسلم کا مرتبہ ولایت بر	۱۳۳	روح آباد میں حاضری۔	
فائز فرماتا۔		زمانہ نبی کریم سے زمانہ محبوب یزدانی تک	۱۴۰
آپ کے جد اعلیٰ کا زمانہ خواجہ اختیار کا کی	۱۳۴	۱۹ اشخاص کا مرتبہ غوثیت پر فائز ہونا۔	
ہندوستان تشریف لانا۔		مزار غوث کا عام نظروں سے پوشیدہ ہونا	۱۴۰
آپ کے جد اعلیٰ کا سلطان التمش کے گھر	۱۳۴	سولہ مزار غوث پاک و محبوب یزدانی و دیگر	۱۴۰
سلطان التمش کا خواجہ اختیار کا کی سے	۱۳۴	پچند مزارات کے	
تعارف کرنا۔		بوقت سفر و جنگ رجال الغیب	۱۴۱
دوسرے دن آپ کے جد اعلیٰ کا خواجہ	۱۳۵	کا سامنا کرنے سے احتراز کرنا۔	
بختیار کا کی کے یہاں مہمان ہونا۔		رجال الغیب کا رخ معلوم کرنے کا طریقہ	۱۴۱
خواجہ صاحب کا آپ کے جد اعلیٰ کو خوش خبری دینا	۱۳۵	نقشہ رجال الغیب	۱۴۳
آپ کی ذریت میں غوث بھاگل پور پیدا ہوگا	۱۳۵	محبوب یزدانی کا مرشد کے شہر کی طرف نہ پیر	۱۴۳
		پھیلانا نہ ٹھوکانا۔	
		ہندوہ شریف قیام کی مدت میں پیشاب و	۱۴۳

۱۵۲	آٹھواں صحیفہ	پانچا نہ کرنا۔
۱۵۲	محبوب یزدانی کا ۲۰ سالہ سفر دنیا اور عجیب و غریب مشاہدات۔	۱۴۴ ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو مرید فرمانا
۱۵۲	شجرۃ الوقواق	۱۴۴ ڈاکوؤں کا ڈاکہ زنی سے باز نہ ہونے کا شرط لگانا
۱۵۲	درختوں پر آدمیوں کا بھلنا	۱۴۴ مرید کرنے سے پہلے اسکا نام لوح محفوظ پر لکھنا
۱۵۲	درختوں پر بچھے ہوئے آدمیوں کی عجیب و غریب باتیں۔	۱۴۴ بعضوں کو تین پشت تک مرید فرمالینا
۱۵۳	ان کے لئے غیب سے رزق	۱۴۵ سخت مقام روح آباد دس ہزار آدمیوں کا مرید ہونا۔
۱۵۳	عجیب و غریب موت	۱۴۵ نامہ اعمال گناہوں کا دھونا
۱۵۳	جزیرہ صحف	۱۴۶ تبرکات لوگوں میں تقسیم فرما دینا
۱۵۳	شہر مدھوستان کا بیان	۱۴۶ لوگوں کا اعتراف اور آپ کا جواب
۱۵۳	آدمی مثل چاند کے حسین	۱۴۶ سفر کا نور سے وابہی اور ایک بزرگ سے ملاقات۔
۱۵۴	نواحی اطلاق کا بیان	۱۴۸ غوث پاک کا بزبان عربی وعظ فرمانا
۱۵۴	شہر اطلاق میں صرف عورتوں کا وجود	۱۴۸ غوث پاک کے نو دورہ اسمائے گرامی
۱۵۴	استقرار محل نخل دریا	۱۴۹ اسمائے پاک بطور وظیفہ پڑھنے میں عجیب و غریب فوائد و برکات۔
۱۵۴	صرف لڑکیوں کی پیدائش	۱۴۹ برائے ہر حاجت بعد نماز عشاء یا شیخ عبدالقادر شیعہ رحمہ اللہ ۱۱ مرتبہ بطور وظیفہ پڑھنا اول آخر ۱۱-۱۱ مرتبہ درود قادر پر۔
۱۵۴	سفر سیلان میں چوہے کے مانند چوٹی	۱۴۹ خرقہ غوث پاک محبوب یزدانی کو عطا کیا جانا
۱۵۴	محبوب یزدانی سے چوٹی کی گفتگو	۱۴۹ محبوب یزدانی کے نو دورہ اسمائے گرامی
۱۵۵	حضرت کے ہمراہیوں کی چابیس ڈھیر مٹھائیوں سے ضیافت۔	۱۵۱ برائے حاجات حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کا فرمودہ شعر۔
۱۵۵	چوٹی کا بعد ضیافت فاتحہ کی درخواست	
۱۵۵	جبل الفتح	
۱۵۵	جماعت درویشان سے ملاقات	

۱۵۸	جبل الفتح پر چڑھ کر	۱۵۵	محبوب یزدانی کی خدمت میں عجیب و غریب پتھر کا ہدیہ۔
۱۵۸	پیشواے جماعت حضرت شیخ ابوالغث سے ملاقات۔	۱۵۵	پتھر کی خصوصیات عجیبہ
۱۵۸	محراب حضرت داؤد علیہ السلام	۱۵۶	پتھر خلیفہ خاص ملک محمود کو عطا فرمانا
۱۵۸	مقام عبادت حضرت ابراہیم و حضرت خضر پر حاضری	۱۵۶	دامن جبل الفتح میں تین درویش
۱۵۸	نبی کریم کا محضر شریف کو مخاطب کر کے فرمانا	۱۵۶	درویشوں کے لئے غیب سے رزق
۱۵۸	محضر شریف کا بزبان سنگ سفید جواب	۱۵۶	ایک جزیرہ میں تشریف آوری
۱۵۹	بیرالارواح	۱۵۶	ایک ٹانگ والے آدمی
۱۵۹	نشان قدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور نشان سم براق	۱۵۶	عامل دین فطرت
۱۵۹	زیارت مہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۵۶	گلبرگ شریف میں ۲۰ سالہ بزرگ سے ملاقات
۱۵۹	دس گولیا پتھر دیونی کا لانا	۱۵۶	عجیب و غریب انگوٹھی
۱۵۹	زیارت محراب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۶	سفر بیت المقدس
۱۵۹	بالائے کوہ دعا حضرت خلیل سے چہترہ جاری	۱۵۶	زیارت مقامات متبرکہ
۱۵۹	مزار حضرت داؤد علیہ السلام	۱۵۶	ارواح انبیاء سے فیضیابی
۱۵۹	نشان عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۵۶	۱۳۳۰ھ میں حضرت اشرفی میاں کا سفر بیت المقدس
۱۵۹	مزار حضرت قمر علیہ السلام	۱۵۶	قصہ خلیل الرحمان بابرکت مقام
۱۵۹	نشان قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۵۶	مزارات انبیاء وغیرہ پر حاضری
۱۵۹	مزار حضرت رابعہ بصری	۱۵۸	غار انبیاء پر حاضری
۱۶۰	مزار حضرت مریم علیہا السلام	۱۵۸	غار انبیاء میں بارہ ہزار انبیاء کے مزارات
۱۶۰	تیکہ حضرت بہار الدین نقشبندی		
۱۶۰	تیکہ حضرت بابا فرید گنج شکر		
۱۶۰	چلہ گاہ حضرت بابا فرید گنج شکر		

۱۶۰	مقام صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۶۰	مزار حضرت بلال حبشی و حضرت عبداللہ بن جعفر
۱۶۰	بیت النور	۱۶۰	طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ
۱۶۰	مزار حضرت نوح علیہ السلام	۱۶۰	مدفن بہتر سر شہدائے کربلا
۱۶۰	مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۶۰	مزار حضرت عبداللہ بن زین العابدین
۱۶۰	مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۶۰	مزار حضرت بی بی کلتوم
۱۶۱	مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب	۱۶۱	مزار حضرت بی بی سیکہ
	پتھر کا لکڑی کی طرح جلنا	۱۶۲	مزارات سلطین بنی امیہ
	مزار حضرت حسن راعی	۱۶۳	مزار حضرت ام المومنین ام حبیبہ و ام سلمہ
	دمشق کا بیان	۱۶۳	قریہ زینب میں مزار حضرت بی بی زینب
	حضرت اشرفی میاں کا سفر دمشق	۱۶۳	حضرت اشرفی میاں کا حضرت مولانا بدرالدین
	مسجد جامع دمشق	۱۶۱	محدث سے ملاقات
	مزار حضرت یحییٰ علیہ السلام	۱۶۴	دربار و مکان خزانہ زینب علیہا السلام
	منقرہ سلطان صلاح الدین ابوبی	۱۶۴	مدفن سر مبارک حضرت امام حسینؑ
	بالائے کوہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۱۶۴	مقام نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام
	مزار حضرت ذوالکفل میں اختلاف	۱۶۴	قبر زینب علیہا السلام
	دامن کوہ دمشق میں مزار حضرت	۱۶۵	سکوا لبنان کا بیان
	شیخ محی الدین -	۱۶۵	چالیس محرابوں سے چشمے جاری
	مزار حضرت سید محمد ایوب کردی شہید	۱۶۵	پانی کی روانی سے آواز تلاوت قرآن
	حضرت سید محمد ایوب کردی شہید کا	۱۶۵	مدفن دست مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام
	بایں قدم قبر سے باہر	۱۶۵	شہر محص کا بیان
	مزار حضرت سید صالح کردی	۱۶۵	مزار حضرت خالد بن ولیدؓ
	مقام پہل ابدال	۱۶۵	مزار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
	مزار حضرت صہیب رومی	۱۶۵	مزارات دیگر صحابہ کرامؓ

۱۶۶	مزار حضرت جعفر طیار و عمر بن عبدالعزیز	۱۶۶	مزار حضرت سید احمد رفاعی
۱۶۶	حامہ شریف کا بیان	۱۶۶	شہر مدائن کا مختصر بیان
۱۶۶	مزار حضرت حام بن نوح	۱۶۶	مزار حضرت سلمان فارسی
۱۶۶	زیارت مزارات ادیبائے کرام	۱۶۶	مزار حضرت امام غزالی
۱۶۶	حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی کی اولاد	۱۶۶	صحن روضہ میں کنویں کے پانی کی خصوصیت
	جبر آباد دکن میں -	۱۶۰	مزار حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی
	حضرت سید صالح آندسی سے ملاقات	۱۶۰	اولاد حضرت غوث پاک سے ملاقات
	حضرت اشرفی میاں کو خرقہ خلافت و شجرہ	۱۶۰	تذکرہ مولانا محمد یوسف فقیہ و عبدالرزاق فقیہ
	ارتداد سے مشرف فرمانا		ساکنان بھونڈی -
	سفر شہر حلب	۱۶۰	قصیدہ التجانیہ بیارگاہ حضرت غوث پاک
	شہر حلب کا بیان	۱۶۰	حالات بغداد شریف
	مزار حضرت زکریا علیہ السلام	۱۶۲	مزار حضرت یوشع علیہ السلام
	مزارات حضرت طلحہ و زبیر و حسنؓ بصری	۱۶۲	مزار حضرت ابوبکر شبلی
	بیان زیارت عتبات عالیات ۱۳۲۳ھ	۱۶۲	مزار حضرت منصور طلاج
	مقام جنگ جبل	۱۶۲	مزار حضرت بہلول دانا
	مزار حضرت ابن سیرین	۱۶۲	مزار حضرت بی بی زبیدہ خاتون
	مزار حضرت انس بن مالکؓ	۱۶۲	مزار حضرت امام اعظم بمقام قصبہ عظم
	بغداد شریف کا بیان	۱۶۲	مزار حضرت حبیب عجمی
	مزار حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی	۱۶۳	مزار حضرت حسن نوری
	مزار حضرت معروف کرخی	۱۶۳	مزار حضرت شیخ حماد بآس وغیرہ
	مزار حضرت جنید بغدادی	۱۶۳	قصبہ کاظمین شریفین
	مزار حضرت سری سقطی و دیگر اولیاء کرام	۱۶۳	مزار حضرت امام موسیٰ کاظم و امام محمد تقی
	مزار حضرت عزیر علیہ السلام	۱۶۳	مزار حضرت امام ابو یوسف

۱۸۲	اشعار التجانیہ	۱۷۳	مزار حضرت عبدالعزیز عاصم
۱۸۲	شہر ستر من آراء	۱۷۴	مزار حضرت عبدالرحمن المعروف بابو ہریرہ
۱۸۳	مزار حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی	۱۷۴	مزار حضرت امام شافعی
۱۸۳	بمقام سامرہ مزار امام علی نقی و امام حسن عسکری	۱۷۴	قبہ مزار اولاد حضرت صدیق اکبرؓ
۱۸۳	سوز و گداز کا ڈھیر	۱۷۵	جامعہ ازہر کا بیان
۱۸۳	مقام اصحاب کہف	۱۷۵	دریائے نیل
۱۸۳	کربلا معلیٰ	۱۷۵	اہرام مصری
۱۸۴	مزار حضرت عون شہید	۱۷۵	اُیسنہ سکندری
۱۸۴	مزار حضرت امام حسین	۱۷۵	حجاز شریف
۱۸۴	مزار حضرت علی اکبرؓ و حضرت علی اصغرؓ	۱۷۵	طائف کا بیان
۱۸۴	مزار حضرت حبیب ابن مظاہر صحابی	۱۷۶	مزار حضرت یونس بن عبد اللہ بن عباسؓ
۱۸۵	مزار حضرت حمزہ	۱۷۶	مزار حضرت طیب و حضرت قاسم
۱۸۵	مزار حضرت عباس علمدار	۱۷۶	مزار حضرت امام محمد حنیف بن حضرت علی وغیرہ
۱۸۵	بخف اشرف کا بیان	۱۷۷	مزار حضرت عکرمہ
۱۸۵	مزار حضرت علی	۱۷۸	معلق پتھر
۱۸۵	قبر شریف پر ڈھال اور تلوار	۱۷۸	مسجد عداس
۱۸۶	مزار حضرت صالح و حضرت اہو علیہما السلام	۱۷۸	مزارات صحابہؓ
۱۸۷	شہر کوہ کوامیر نیمور نے کھدوا کر کعبہ لکھوا دیا	۱۸۰	مزار حضرت زید بن ثابت
۱۸۷	مقام عبادت حضرت نوح علیہ السلام	۱۸۰	حرم شریف کا بیان
۱۸۷	مقام جبریل و آدم علیہما السلام	۱۸۰	مسجد حضرت آدم
۱۸۷	مقام سفینہ حضرت نوح علیہ السلام	۱۸۰	حجر اسود
۱۸۷	دریائے فرات	۱۸۱	تعبیر کعبہ شریف
۱۸۸	مصر کا بیان	۱۸۱	جبل ابوقبیس

۱۸۸	حجر اسود کی خصوصیت	۱۸۸	کوہ مفرح سے رونے کا منظر
۱۸۸	چاہ زمزم شریف	۱۸۸	مدینہ منورہ سے ایک میل پہلے حضرت خضرؓ کا
۱۸۸	آب زمزم شریف کی خصوصیت	۱۸۸	صاحب جذب و کرامت کی حالت سلب کر لینا
۱۸۹	جائے پیدائش نبی کریمؐ، مولانا علی فاطمہ الزہراء	۱۸۹	تاکہ بارگاہ رسالت میں کسی قسم کی بے ادبی نہ ہو
۱۸۹	مکان ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ	۱۸۹	بوقت رخصت حضرت خضرؓ کا دو چاند نعین عطا
۱۸۹	نبی کریمؐ کے ساتھ اٹلیس کی فریب دہی	۱۸۹	کھڑکے رخصت فرمانا۔
۱۸۹	نشان کھنی مبارک	۱۸۹	باب مجیدی، باب جبریل، باب السلام، باب الرحمة
۱۸۹	دیو اسے پتھر کی زبان نے عرض کیا	۱۸۹	مقام مدفن ستون حنّانہ
۱۸۹	جبل ابوقبیس سے معجزہ شقی القمر	۱۸۹	روضہ مبارک گنبد خضرؓ
۱۸۹	جبل نور و جبل ثور	۱۸۹	مزار حضرت صدیق اکبرؓ
۱۸۹	جنت المعلیٰ میں صحابہ صحابیات کے مزارات	۱۸۹	مزار حضرت عمر فاروقؓ
۱۹۰	منیٰ میں مقام قربانی حضرت اسماعیلؑ	۱۹۰	مزار حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ
۱۹۰	چھری کا گردن حضرت اسماعیلؑ نہ کاٹنا اور پتھر	۱۹۰	بنام سیدہ صحن روضہ میں باغیچہ
۱۹۰	کاٹ دینا۔	۱۹۰	منصل باغیچہ بیر کوثر
۱۹۰	نور نبی آخر الزماں کی برکت	۱۹۰	مزار حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب
۱۹۰	میدان عرفات کا بیان	۱۹۰	مدینہ منورہ سے سمت شمال کوہ احد
۱۹۰	حضرت آدم و حضرت حوا کی میدان عرفات	۱۹۰	مزار سید الشہداء حضرت حمزہؓ
۱۹۱	میں ملاقات۔	۱۹۱	مقام شہادت و دندان مبارک نبی کریمؐ
۱۹۱	تینوں مقامات پر شیطان کو نکلیاں مارنا	۱۹۱	مسجد حضرت عثمانؓ
۱۹۱	دادی نیل	۱۹۱	مسجد قبلتین
۱۹۲	مدینہ منورہ کا بیان	۱۹۲	مسجد نبی
۱۹۲	مزار ام المومنین حضرت میمونہؓ	۱۹۲	مقام حکیم حضرت فاطمہ الزہراءؓ
۱۹۲	مزار حضرت عبدالرحیم برعمی عاشق رسولؐ	۱۹۲	مقام قیام حضرت حسینؓ کو یمن

۱۹۵	مقام خصلان کے عجیب و غریب حالات	۱۹۸	بیر تغلہ
۱۹۵	جبل الالباب	۱۹۹	مسجد بنی نجار
۱۹۵	جزیرہ طلسم	۱۹۹	مشہد حضرت عثمان
۱۹۵	کشتی سکندر ذوالقرنین اور طلسمی مجسمہ	۱۹۹	مزاریدنا اسماعیل عارج مورت اعلیٰ حضرت
۲۰۰	جزیرہ بحر محیط	۲۰۰	محبوب یزدانی
۲۰۰	عجیب و غریب چڑیا	۱۹۵	مزار حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ نبی کریم
۲۰۰	تین بزرگوں سے ملاقات اور اجازت	۱۹۵	احاطہ بنت البقیع مزارات صحابہ اہل بیت
۲۰۰	عمل ناو علی فرمانا	۱۹۵	کنارہ جنت البقیع مزار حضرت عثمان ذوالنورین
۲۰۰	ولایت جھنگر	۱۹۵	ایک روایت بسلسلہ دفن حضرت عثمان ذوالنورین
۲۰۰	نواحی دکن ولایت جھنگر کی عجیب رسم بد	۱۹۶	مزار حضرت سیدنا عباس عم نبی کریم
۲۰۱	دشت قنچاق کے حالات	۱۹۶	مزار حضرت امام حسن و امام زین العابدین وغیرہما
۲۰۲	مجسمہ سنگین کی ادائے ناصحانہ اثر گئی	۱۹۶	مزار حضرت فاطمہ الزہراء و مدفن سرقدس امام حسین
۲۰۲	محبوب یزدانی کی ولایت قنچاق میں ایک	۱۹۶	مزار حضرت ابوسعید خدری صحابی رسول
۱۹۶	بزرگ سے ملاقات اور نوازش و عطا	۱۹۶	مدائن صالح کا بیان
۲۰۲	رباعی ابوسعید ابوالخیر کے فوائد	۱۹۶	مقتل نافع حضرت صالح علیہ السلام
۲۰۳	جبل القرون	۱۹۶	زمین مغصوبہ
۲۰۴	دو بزرگوں سے ملاقات اور فیضیابی	۱۹۶	مدینۃ الاولیاء بہ نواحی عراق
۲۰۴	بندر کا عرفان	۱۹۶	وجہ تسمیہ
۲۰۴	جبل البر	۱۹۶	گازرون مدفن اولیاء اللہ
۲۰۴	عابد و صالح کا محبوب یزدانی سے فیض	۱۹۶	باکرامت روشن چراغ
۱۹۸	حاصل کرنا	۱۹۸	کوہ قاف کا بیان
۱۹۸	ولایت جبل البر کے راجہ کی درخواست	۲۰۴	کوس تک دیوار بہشت و دعوات
۲۰۵	برسفاش درویش باریابی فیضیابی	۲۰۵	یا جوج ماجوج کے متعلق ایک قول

۲۰۶	نوال صحیفہ	۲۰۶	کرامت ۱۵ ایک لمحہ میں کعبہ شریف پہنچ گیا
۲۰۶	کرامات کا بیان	۲۰۶	۱۵ پتھر کی مورت میں جان پیدا ہو گئی
۲۰۶	محبوب یزدانی کی عمر شریف سو برس سے زیادہ	۲۰۶	۱۵ کندو بنی ختم ہو گئی
۲۰۶	اور تین بار دنیا کا سفر	۲۰۶	۱۵ محبوب یزدانی کی مخالفت سے دنیا و
۲۰۶	کرامت ۱۵ قاضی صاحب کلبے نظیر کی کھانا	۲۰۶	آخرت یرباد
۲۰۸	کرامت ۱۵ قاضی صاحب کے دلی و موسوں پر	۲۰۸	۱۹ بحالت خواب مسئلہ کامل فرما دیا
۲۰۸	انہی اور اس کا جواب	۲۰۸	۱۹ اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام
۲۰۹	۱۵ محوڑوں کو بوقت بیدار پناہ آگاہ کرنا	۲۰۹	۱۹ مناقب حضرت علی پر اعتراض اور اس
۲۱۰	۱۵ زندہ پرغا ز جنازہ پڑھوانا اور اس کا	۲۱۰	کاجواب
۲۱۰	مردہ ہو جانا	۲۱۰	۱۹ زبان مرے سے ٹھک پڑی
۲۱۱	۱۵ مولانا کبیر عباسی کا محبوب یزدانی کو	۲۱۱	۱۹ محبوب یزدانی اور مست ہاتھی
۲۱۱	خواب میں دیکھنا اور بعیت ہونا نیز	۲۱۱	۱۹ نگاہ کرم نے ملی کو عرفان بخشا
۲۱۱	کرامت عجیبہ کا صدور	۲۱۱	۱۹ باد مخالفت موافق ہو گئی
۲۱۵	۱۵ مسجد میں آگ جیسی گرمی	۲۱۵	۱۹ دریا کے اندر کے عارفوں کی خبر
۲۱۶	۱۵ دریا پر چلنا	۲۱۶	۱۹ ایک مرد عارف کا دریا سے ظاہر ہونا
۲۱۶	۱۵ قصبہ نظام آباد میں تین حیرت انگیز	۲۱۶	۱۹ دریا میں مدینۃ الاشرف
۲۱۶	۱۵ کرامتوں کا ظہور	۲۱۶	۱۹ دریا میں خلفاء راشدی
۲۱۹	۱۹ خط جو پور موضع سرس میں آگ لگ گئی	۲۱۹	۱۹ دریا سے ظاہر ہونے والے عارف کی
۲۲۰	۱۹ آباد قصبہ ویران ہو گیا	۲۲۰	۱۹ بارگاہ محبوب یزدانی میں حاضری اور گفتگو
۲۲۱	۱۹ اپنے بادشاہ سے بغاوت	۲۲۱	۱۹ عالم بے خودی میں بھی فرائض و واجبات
۲۲۱	۱۹ ہر مہینہ آگ لگنا	۲۲۱	۱۹ اور سن کا نہ چھوٹنا
۲۲۱	۱۹ دریا کو حکم نامہ	۲۲۱	۱۹ بارہ سالہ مردہ بچہ کو زندہ فرما دیا
۲۲۲	۱۹ لشکر فقیہان ہو گیا	۲۲۲	۱۹ سفید داغ والا شفا پا گیا

کرامت ۲۹ کثرت مال و اولاد کے لئے دعا	۲۴۱	کرامت ۱۱۱ انس کلہم عبد لعبدی کی تشریح	۲۵۵
۲۴۲ مرے ہوئے لڑکے کو اپنی عمر سے دس	۲۴۲	۲۵۶ چہرہ سیاہ ہو گیا	۲۵۶
۲۴۳ سال بخن کر زندہ فرما دینا	۲۴۳	۲۵۷ عصا مبارک سے جامح کی دیوار پرانا	۲۵۷
۲۴۴ مرید صادق کی حالت کا اثر پر	۲۴۴	۲۵۸ میدان جنگ میں مرید کی عرضی پر	۲۵۸
۲۴۵ راہ سیلان کے سانپوں انڑوں	۲۴۵	۲۵۹ دستگیری	۲۵۹
۲۴۶ کو آپ کا عصا نکل گیا	۲۴۶	۲۶۰ ہاتھ کے پنجے سے لشکر کو غالب و	۲۶۰
۲۴۷ محبوب یزدانی کی نافرمانی و بے ادبی	۲۴۷	۲۶۱ مغلوب فرمانا	۲۶۱
۲۴۸ سے ولایت ختم ہو گئی	۲۴۸	۲۶۲ محمود خان گجراتی پر نوازش و کرم	۲۶۲
۲۴۹ روم کے شیخ الاسلام کی نظر میں	۲۴۹	۲۶۳ روزمرہ خرچ کے لئے پہاڑ سے	۲۶۳
۲۵۰ محبوب یزدانی کی تشکیلیں	۲۵۰	۲۶۴ اشرفیاں	۲۶۴
۲۵۱ خطرات دل اور نظر کی کجی سے آگاہی	۲۵۱	۲۶۵ کائنات میں جادوگر حسین عورتیں	۲۶۵
۲۵۲ وہی کی زنجیر سونابن گئی	۲۵۲	۲۶۶ جادوگر نے قاضی حجت کو گائے	۲۶۶
۲۵۳ جلا ہوا ہاتھ فوراً اچھا ہو گیا	۲۵۳	۲۶۷ بنالیا	۲۶۷
۲۵۴ مذہب بد سے توبہ کر کے مرید ہو گیا	۲۵۴	۲۶۸ جادوگر نے سور بن گئی	۲۶۸
۲۵۵ عشق حقیقی اور عشق مجازی کا رمز	۲۵۵	۲۶۹ قاضی حجت سے جادو کا اترنا اور	۲۶۹
۲۵۶ قوت تصرف سے آتش عشق بجھا دینا	۲۵۶	۲۷۰ جادوگر کی اصل حالت پر آنا	۲۷۰
۲۵۷ بعد غائب نعمتوں سے مشرف فرمانا	۲۵۷	۲۷۱ خطاب جہانگیری پر اعتراض اور	۲۷۱
۲۵۸ منازل سلوک چہم زدن میں طے کر دینا	۲۵۸	۲۷۲ مفصل جواب	۲۷۲
۲۵۹ انسانی گوشت سے علاج	۲۵۹	۲۷۳ بصورت انکار اظہار تصرف	۲۷۳
۲۶۰ بازوئے راست کاٹ کر پیش کر دینا	۲۶۰	۲۷۴ بطور دلیل دست مبارک کی انکیکوت	۲۷۴
۲۶۱ نگاہ کرم سے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا	۲۶۱	۲۷۵ کھانے، دیکھنے، سننے، سونگھنے اور	۲۷۵
۲۶۲ مسجد جو نبور میں "انس کلہم عبدی"	۲۶۲	۲۷۶ کلام کرنے کا کام لینا	۲۷۶
۲۶۳ رعبی فرمانا	۲۶۳	۲۷۷ باوجود شہادہ تصرفات معترض کا انکار	۲۷۷

کرامت ۱۱۱ صبح صادق تاریکی کی شب سے بدل گئی	۲۴۱	کرامت ۲۶۱ کلمت ۱۱۱ سے آواز اے گدھے خطاب	۲۶۱
۲۴۲ پکے ہوئے مرغ حلال اور حرام	۲۴۲	۲۶۲ جہانگیری پر کیا اعتراض میں جاگیر ہوں	۲۶۲
۲۴۳ میں استیاز	۲۴۳	۲۶۳ معترض قلندر کی روح پر واز گری	۲۶۳
۲۴۴ ایک درویش کی بارہ برس تک	۲۴۴	۲۶۴ کھجور کی گھٹلیوں کی تسبیح کا عجیب	۲۶۴
۲۴۵ مجاہدہ و ریاضت	۲۴۵	۲۶۵ غریب واقعہ	۲۶۵
۲۴۶ محبوب یزدانی نے ایک پل میں	۲۴۶	۲۶۶ درخت نیم و بہرے کا حیرت انگیز	۲۶۶
۲۴۷ منازل سلوک طے کر دیا	۲۴۷	۲۶۷ واقعہ	۲۶۷
۲۴۸ بنارس میں بست سنجین سے کلمہ	۲۴۸	۲۶۸ دکن کے مولوی کا سوال مرید ہونے	۲۶۸
۲۴۹ پڑھو لیا	۲۴۹	۲۶۹ سے کیا فائدہ ہوتا ہے	۲۶۹
۲۵۰ راجپوت ہنکار سنگھ کو غیبی کھانا	۲۵۰	۲۷۰ آپ کا جواب جب قبر میں جاؤ گے	۲۷۰
۲۵۱ کھلا دیا	۲۵۱	۲۷۱ تم کو خود معلوم ہو جائے گا	۲۷۱
۲۵۲ ہنکار سنگھ مسلمان ہو کر شرف بیت	۲۵۲	۲۷۲ مولوی کو عربی زبان دان پر گھمنڈ	۲۷۲
۲۵۳ سے مشرف ہو گیا	۲۵۳	۲۷۳ اور انتقال	۲۷۳
۲۵۴ ہنکار سنگھ کا نام ہنکار خاں رکھا	۲۵۴	۲۷۴ قبریں نکیرین کے سوالات اور مولوی	۲۷۴
۲۵۵ اور موضع عنایت فرما دیا	۲۵۵	۲۷۵ کی بے بسی	۲۷۵
۲۵۶ موضع کا نام اشرف پور رکھا	۲۵۶	۲۷۶ قبریں محبوب یزدانی کی دستگیری	۲۷۶
۲۵۷ انگوٹھے سے زمین پر چشمہ	۲۵۷	۲۷۷ عین کی مسجد میں محبوب یزدانی و	۲۷۷
۲۵۸ جاری فرما دیا	۲۵۸	۲۷۸ ابوالغیت عینی کی ملاقات	۲۷۸
۲۵۹ چشمہ کا نام "اشرف المار" رکھا	۲۵۹	۲۷۹ نزول بیات و آفات کے بارے	۲۷۹
۲۶۰ مسواک کو زمین میں داب دیا نیم کا	۲۶۰	۲۸۰ میں تبادلہ خیال	۲۸۰
۲۶۱ درخت ہو گیا	۲۶۱	۲۸۱ بار بلا عوام سے اپنے اوپر اٹھالینا	۲۸۱
۲۶۲ موضع اشرف پور کی عجیب بات	۲۶۲	۲۸۲ جہانگیر شہانہ روز طوفان میں	۲۸۲
۲۶۳ ایک لالہ جی نے درخت مذکور سے	۲۶۳	۲۸۳ رہ کر کتا سے لگ گیا	۲۸۳

۲۷۱	کرامت ۵۵ مسواک کو استعمال کرنا اور دلوں کو دیکھنا
۲۷۱	حضرت اشرفی میاں قبلہ کا موعظ
۲۷۱	اشرف پور میں تشریف آوری۔
۲۷۱	خورد و کلاں، مرد و عورت کا
۲۷۲	موضع اشرف پور میں چلہ گاہ
۲۷۳	حضرت محبوب یزدانی
۲۷۳	اشرف المساجد کا تعارف

اعتذار

جس کتاب کے منظر عام پر آنے کا تذکرہ برسوں سے ہو رہا تھا اور اہل عقیدت جس کے لئے فطرتاً ہی دل و نظر فرشتہ راہ کئے اور جنہیں نیاز جھکائے ہوئے سراپا منظر تھے، اب انتظار کی صبر آگاہیاں ختم ہوئیں اور صحائف اشرفی اپنے صوری و معنوی حسن و خوبی کے ساتھ اہل بصیرت و عقیدت کے دل و نظر، فکر و عمل کی تسکین کے لئے شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی کتاب کو منظر عام پر لانے کے سلسلے میں کتابت و طباعت اور اسکی صحت میں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کتنے تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ صحیح معنوں میں انھیں حضرات کو ہو گا جو ان پر خار وادیوں سے گزرے ہوں گے۔ ساحل سمندر پر کھڑے رہ کر طوفان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ عہد کتاب سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا۔

حتی الامکان کتاب کی تصحیح، کتابت کا معیار، حروف کی دیکھنی، کاغذ کی پامداری، طباعت کی نفاست وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے جس کی عوام الناس کو اکثر شکایات رہا کرتی ہیں۔ باوجود ان کاوشوں کے اگر اہل کرم کی نظر میں کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں پوری سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد انشاء اللہ الرحمن دوسرے ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ تصحیح کر دی جائے گی۔

بہیں افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ ”صحائف اشرفی“ میں جس بجا حقیقت افزہ اور نصیحت آموز فارسی اشعار کے ترجمے ہدیہ ناظرین نہ کر سکے اس کمی کا شدت کے ساتھ ہم خود بھی احساس کر رہے ہیں۔ قارئین اس کو ہماری عدم توجہی پر نہیں بلکہ کثرت کار و بجوم افکار پر محمول فرمائیں گے اور کتاب ”صحائف اشرفی“ کے متعلق اپنے فکر و خیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط والسلام

نیک دعاؤں کا طلبگار یکے از سب بارگاہ اشرف

محمد نور الہمدی اشرفی رُوڈ پوری

مدرس دارالعلوم محمدیہ بیبی و خلیفہ امام مسجد کنگر انشان بیبی

یوم پچننبہ۔ یکم محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۶ء

کلمات تصدیق

سیدی و سندی و مرشدی و جدی حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابوالاحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان حلقہ مشائخ و علماء میں احسن الوجوہ ہونے کی بنا پر تشریف غوث الثقلین سے معروف اور جانے پہچانے جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ مارہرہ حضرت قدوة السالکین مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو شبیہ غوث الثقلین سے یاد فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیرو مشد حضرت آل رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ نامانوس ہے تو آپ خود بغرض مزاج پر ہی مارہرہ تشریف لے گئے۔ حضرت آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت خاص ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ ابوالاحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھ چھوڑی کو سو نہیں اور بیعت کر دینی ہے۔ اور وہ اس وقت محبوب الہی نظام الدین اولیا رحمتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں، محراب مسجد میں ملاقات ہوگی چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لائے۔ حضرت محبوب الہی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور جب کتبۃ فی البدیہہ پر شعر کہے۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خواباں

اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

پھر عرض مدعا کیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ تشریف میں حاضری دی حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت اور خلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ

جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہنچا دی۔ اس کے بعد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ کے خاتم الخلافہ کہلائے۔

پچھلے سال عرسِ فاطمی کے موقع پر مارہرہ تشریف فقیر حقیر سید حامد اشرف نے حاضری دی، دل میں یہ جستجو اور خواہش تھی کہ معلوم کیا جائے کہ حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ خالقہ برکاتیہ کے کس حجرے میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضرت حسن میاں دامت برکاتہم سے دریافت کیا۔ منزل پوشی کے وقت حضرت حسن میاں زید مجدہ ایک حجرے میں مجھے لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ حجرہ ہے کہ جس میں حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ اس وقت اس حجرے میں حضرت محمد میاں علیہ الرحمہ کا مزار پر افوار ہے۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خانوادہ اشرفیہ میں واحد شخصیت ہے جنہوں نے سلسلہ اشرفیہ کو عربی عجم کے دیار و امصار میں متعارف کرایا اور اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ اور یہ حق ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ کا مبیت و مظهر و مجدد کہا جائے۔ اور آپ اپنے جدِ کریم حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کے سیرۃ کامل جانشین اور متبع ہونے کی حیثیت سے آپ بے شک اکبر الوقوہ کے مصداق تھے۔ آپ کی ظاہری و باطنی دونوں زندگیاں حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کی اتباع کی آئینہ دار تھیں۔ اتباع کا یہ مفہوم صرف حیات ظاہری سے متعلق ہے بعد ممات اتباع کا یہ تصور ممکن ہی نہیں لیکن آپ نے حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے پائیں اپنی قبر کے لئے تاکید فرما کر لفظ اتباع کو ایک نیا مفہوم بخش دیا تاکہ جمع قیامت کو بھی اپنے محبوب حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے اتباع میں اٹھیں۔ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنے محبوب کے پائیں اس انداز میں پڑا رہنا کہ کبھی کروٹ نہ بدلی یا اتباع کا انوکھا انداز ہے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے حضور والد محترم مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا فرزند پر مصطفیٰ اشرف مجھے فرزند مولانا سید احمد اشرف علیہ الرحمہ اور والدۃ سید محمد محدث علیہما الرحمہ (جو اشرفی میاں کی بڑی صاحبزادی تھیں) کے مابین دفن کرنا چوں کہ یہ اتنا حصہ بالکل میرے جدِ کریم مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے پائیں ہے حضور والد محترم علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ حضور وہاں اتنی جگہ نہیں ہے کہ قبر بنائی جاسکے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس کا نام لے کر فقیر اشرفی در در مارا مارا بھرا اور جن کا کہلانا نہ کیا وہ اپنے پائیں ایک قبر کی جگہ بھی نہ عطا فرمائیں گے۔
آج اسی جگہ پر آپ کا مزار پر انوار مرجع خاص و عام ہے اور فیض رسانی کا سرچشمہ بن رہا ہے۔
حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی نسبی فضیلت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر لائق بیح و تناسل ہیں۔ آپ اس نسب پاک سے متعلق ہیں جو لائق صداقت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس نسب کے بارے میں فرماتے ہیں :-

ان الله اصطفى كنانة من ولد اسماعيل واصطفى قريشاً من كنانة ومن قريش بنى هاشم واصطفاني من بنى هاشم
اللہ تعالیٰ اولاد اسماعیل میں قبیلہ بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ میں سے قریش کے خاندان کا انتخاب فرمایا اور قریش میں بنو ہاشم کو اعزاز بخشا اور مجھ کو بنو ہاشم میں مصطفیٰ کیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے نبی اور نبی علاقہ رکھنے والوں کو ایک غیر معمولی حیثیت دے دی۔ ارشاد کر فرمائی ہے :-

كل نسب وسبب يقطع ليوم القيامة الانسبى وصهرى
تمام رشتے اور ناطے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے علاوہ میرے رشتے ناطے کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخصیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی و سببی تشرافت حاصل ہو جائے اس کو ذاتی طور پر دیگر تمام شخصیات پر ان کی تمام وہی و سببی خوبیوں پر بالاتر ہے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت اپنے اقران اور ہم عصروں میں صورت بہت کردار و عمل حسن اخلاق اور علم ہمتی میں نمایاں تھی۔ نیز شریعت کی پابندی کا از حد احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ بوقت وضوء استعمال سے پہلے کے لئے پوئین پہن لیا کرتے تھے۔ خلال انگشت دست و پا معمول کے طور پر کرتے تھے۔ بسلسلہ طہارت کلوخ کا استعمال بطور سنت کرتے تھے۔

آپ کی شرعی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ جب بارگاہ سرکار غوث اعظم میں حاضری دی تو

صاحب سجادہ خود استقبال کے لئے تشریف لائے اور اپنا ہمراہ خاص رکھا۔
آپ نے اپنی زندگی کے چند نقوش و الہامی تاثرات کو نظم و نثر میں پیش کیا ہے اس وقت ہمارے سامنے منظوم "صحائف اشرفی" جس میں اصناف سخن کا لطف موجود ہے۔ آپ کے اس کلام میں عربی، فارسی، اردو اور ہندی کے تمام اقسام، داور، ٹھمری اور بروگ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وظائف اشرفی جو نثر میں ہے لیکن وہ مختلف اوراد و اشغال و اذکار اور مراقبہ کا مجموعہ ہے جسے ہم "در منثورہ" "بہرینہ نبیہ" کہہ سکتے ہیں۔ حقیقتہً نثر میں آپ کی تالیف مفید "صحائف اشرفی" ہے جس کے مطالعے کے بعد حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ والرضوان اس صدی کے جہانیان جہاں گشت تھے۔ اور سیرو وافی الارض کے علمی تفسیر تھے۔ اور نیز یہ کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" حضرت مخدوم سمنان علیہ الرحمہ کے حالات و کوائف پر مشتمل ہے لیکن حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے سفر عرب و عجم اور زیارات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس انوکھے اور دلنشین پیرائے میں کہ قطعی بے جوڑ و بے ربط نہیں معلوم ہوتے بلکہ دل پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے اور پکارا ٹھکتا ہے :-

"تازہ خواہی داشتن گردا غمائے سببہ را

گاہے گاہے باز خواں این قصہ پارینہ را

اس کتاب کے ساتھ بڑا المیہ یہ تھا کہ اب تک پردہ اخفا میں رہی اور منظر عام پر نہ آئی جس کا سبب یہ تھا کہ وہ مسلسل حادثات کا شکار ہوتی رہی۔

حادثہ اولی : ۱۳۳۲ھ میں کتاب مذکور وجود میں آئی تو کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرایا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو اس کا بڑا غم رہا اور منٹے پر افسوس فرماتے رہے اور سولے صبر کے چارہ نہ رہا۔

۱۳۳۳ھ میں زمانہ عرس مخدوم سمنان علیہ الرحمہ میں حضرت بیڈشاہ ابوالحسن محمد احمد اشرف علیہ الرحمہ آپ کے فرزند اکبر نے ایک خطبہ برآۃ استہلال کے طور پر زبان عربی میں لکھ کر حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض مدعا کیا کہ حضور اگر چندے توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب کم شدہ سے بڑھ کر تالیف فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اشرفی

میاں علیہ الرحمہ صحائف اشرفی کے مقدمے میں اس حادثہ کو تحریر فرماتے ہیں:-
 ”۱۳۲۲ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکورہ
 فقیر کے ہمراہ تھی کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر (بناکر) چرائیا۔ میری ہمت
 پست ہو گئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوت آخذہ باقی رہی نہ دماغ
 ایسا رہا جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گم شدہ کے ملنے سے مایوس
 ہو کر نہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔“

۱۳۲۳ھ میں سفر ثالث حج و زیارت مدینہ منورہ و مغلک
 شام و مصر و حلب و حامہ و ملک عراق عرب، بغداد شریف، کربلائے معلیٰ
 کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہ کے بعد زمانہ عرس شریف
 میں میرے فرزند ارجمند، مرید و خلیفہ اول، عالم باعمل، درویش بافعل، محمود
 چشم حاد، محفوظ شتر ناف، حاجی بیت الشرف، سید ابوالحمو
 احمد اشرف (علیہ الرحمہ) نے ایک خطبہ بصفت برآۃ استہلال زبان
 عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر مقصودی سی
 ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب ”صحائف اشرفی“ مؤلفہ سابقہ سے
 بڑھ کر دوبارہ تالیف فرما سکتے ہیں۔

اس کے بعد بتوجہ روحانیہ حضرت جدی قدس سرہ العزیز
 میرے قلب میں القاء ہوا کہ کرم ہمت چیت باندھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح
 عمری کی تالیف میں سرگرم ہو جاؤں۔ تاہم غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب
 میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان
 مواقع پر جو اشعار مناسب کہے گئے تھے درج کرنا شروع کر دیا۔

بیچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس
 مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسی تک پہنچا
 مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:-

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
 دیگر اہم می کند آنچه میجامی کرد
 اس کتاب کی تالیف کمر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت
 جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلف نہ
 مضامین مندرجہ کتاب گم شدہ باضافہ واقعات جدیدہ جو در کتاب
 سابقہ نہ تھے لکھنا شروع کر دیا۔

حادثہ ثانیہ: حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دور
 حیات مبارکہ میں نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر یہ کتاب ”صحائف اشرفی“ زیور طبع سما آراستہ
 نہ ہو سکی۔ حضرت علیہ الرحمہ کے پردہ فرمالینے کے بعد کئی تبرکات و کتب حضور والد محترم
 مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کو جائز طور پر ورنہ میں حاصل ہوئیں۔ ایک زمانہ تک
 تمامی کتب صندوق کے سپرد رہیں اور کوئی خاص توجہ نہ کی گئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ
 یہ تھی کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جب کہ آپ نے ضعف
 پیری کی بنا پر تمام سفر ملقوی کر دیا تھا اور کچھ چھ شریف کے مکان مسکونہ سے منتقل ہو کر آستانہ
 روح آباد خانقاہ حسیہ سرکار کلاں میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہی پورا
 گھرانہ درگاہ شریف میں زنان خانہ میں مقیم ہو گیا۔ یعنی ہم سب کے سب درگاہ شریف میں
 رہنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات
 کے لئے مریدین و معتقدین و متوسلین فوج در فوج آتے تھے اور شرف ملاقات
 سے اور پند و موغلط سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اور سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے
 تھے۔ اور صبح و شام خوان اشرفی پر آنے والے مہانوں کی حسب مقدار تواضع کی جاتی تھی۔
 جس کا بوجہ حضور والد محترم کی فیضان متوکلانہ زندگی پر تھا۔

حضور والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ اگر بار قرض کی سبکدوشی میں مجھے جائداد فروخت
 کرنی پڑے تو یہ گوارا ہے۔ لیکن یہ ناپسند ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت اشرفی میاں
 علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد کوئی قرض کی انگلی ان پر اٹھا سکے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائیداد کا ایک بڑا حصہ موضع رامپور کا فروخت کر دیا گیا۔ اور قرض کی ادائیگی کر دی گئی۔ نیز خاندانی دیگر انجمنوں نے ایسا کبیر لکھا تھا کہ کتابوں کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

ایک روز حضور والد محترم نے خواب میں حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ فرزند مصطفیٰ اشرف تمہارے مقدور میں ہو تو فقیر کی کتاب طبع کر کے منظر عام پر لاؤ۔ چنانچہ حضور والد محترم نے کتاب ”صحائف اشرفی“ کے مقدمے میں اس اشارہ باطنیہ کو جو کہ خواب میں آپ کو دکھایا گیا تھا، پیش کرتے ہیں:-

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری زندگی میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ کو ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کر اگر سلسلہ وغیرہ سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر۔ تو بہتر ہے

بعد ازیں حضرت مخدوم سید اشرف چاگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور تشریف لائے۔ دوران گفتگو میں تذکرہ صحائف اشرفی“ کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ (الی آخرہ)

حضور والد محترم سید مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ نے کتاب ”صحائف اشرفی“ کا مبیضہ کر لیا اصل نقل دونوں بابو کبیر احمد خان مرحوم کے حوالے دیے دیکر دیا مگر وائے صدحیف و افسوس کہ وہ طبع نہ کر سکے اور دسیوں سال ان کے یہاں اصل نقل دونوں صندوق کی زینت بنی رہی۔

جب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ طبع نہ کر سکیں گے تو بالآخر حضور والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مسلسل تقاضوں کے بعد کتاب مستطاب ”صحائف اشرفی“ کو حاصل کیا۔ پھر

اسی بجس میں احتیاط سے رکھ دیا جہاں سے دستیاب ہوئی تھی۔ حضور والد محترم مرحوم و مغفور نے ضعف پیری اور دورہ تنفس کی بنا پر دیار و امصار کے سفر کو ملتوی کر دیا اور گھر ہی پر تلاوت قرآن حکیم اور اشغال و اذکار کا اضافہ فرما کر اپنی زندگی کے اوقات کو پورا کرنے لگے۔ کبھی کبھی اسی حالت میں گم ہو جاتے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ فرماتے کہ یہ کیا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اسے ذہول کہا جاسکتا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ جب کوئی دنیا اور مافی الدنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو گرد و پیش کی تمام چیزیں اپنی ہیئت کدائی اور نام کے ساتھ اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ہم اسی کیفیت کو عالم محویت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر یہ کیفیت اعتدال پر آتی رہتی ہے معمولات و فرائض سنن و نوافل کو کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔

ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمَ تَبْيَضُّ بَيَاضًا

حتیٰ کہ نماز تہجد سخت دورہ تنفس کے باوجود اپنے رب کے حضور ادا فرماتے۔ اور یہی وہ نماز تہجد تھی کہ جس میں داعی اہل کولبیک کہا اور ہم کو صدائے اللہ اللہ سے بیدار کیا اور خود ہم کو نَوْمَةِ الْحُرُوفِ کی منزل تک پہنچے اور ہم سے رخصت ہو گئے۔

میری شومی قسمت کا حال یہ تھا کہ میں اپنے والد محترم کا آخری دیدار نہ کر سکا۔ ان کی تہجد و تکفین اور غسل میں شریک نہ ہو سکا، نہ ان کے جنازہ کو کا ندھادے سکا، نہ نماز جنازہ پڑھ سکا اور نہ قبر میں اتار سکا۔

مجھے بذریعہ تار بمبئی کے پتہ پر اس سانحہ پر درد و غم ناک اور پرہیزگاری اطلاع دی گئی۔ جو حزن و الم مجھ پر طاری ہوا اس کیفیت کے بیان کے لئے الفاظ کی وسعت بھی ناکافی ہے۔

ایک وہ غم ہوتا ہے جو تنہا ایک ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن یہ وہ غم ہے جس سے پورا خاندان اشرفی ہی نہیں بلکہ دنیا کے اشرفیت ماہم کناں ہے۔

اللھما اغفرلھ ولوالدیہ واستاذہ ومشاخھ وابنائھ
ویئاتھ واخاٹھ واخواتھ ومن توسل منھ والنسق بارادتھ

حادثہ ثالثہ : حضور والد محترم علیہ الرحمہ کے وصال فرمالینے کے بعد آپ کے ترکہ میں صحائف اشرفی و وظائف و اسناد و تذکرہ خلفائے مسودات اور حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص و نیز عصائے مبارک اور کچھ خٹو والد محترم کے ملبوسات دستیاب ہوئے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص اور عصائے مبارک اس وقت حضرت مولانا سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف (جو میرے برادر معظم ہیں) کی تحویل میں بطور امانت موجود ہے۔ اور ہر سال سنائیسویں محرم الحرام کو کچھ چھ شریف میں عرس کے موقع پر اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ اور مسوات میرے حوالے کئے گئے۔ بمبئی واپس آجانے کے بعد یہ چلا کہ عزیز بزرگ حکیم سید احمد حسین اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور اپنی تحویل میں رکھا۔ آخر میں کتاب ”صحائف اشرفی“ شدید تلفاض کے بعد مجھے اس عزیز سے حاصل ہوئی اور میں اسے لے کر بمبئی آگیا اور دارالعلوم محمدیہ کے خوشخط و ہونہار طلباء کی مدد سے مبیضہ کرایا پھر اصل و نقل دونوں کو اپنی حفاظت میں محفوظ رکھا اور یہ سوچا رہا کہ شاید کوئی صورت طباعت کی سامنے آجائے۔

ایک روز میرا عبدالغفور صاحب زید مجددہ زکریا مسجد میرے حجرے میں تشریف لائے۔ دوران گفتگو ”صحائف اشرفی“ کی طباعت کا تذکرہ آیا بڑے ہی جوش و خروش سے وعدہ فرمایا دوبارہ گفتگو ناگپور میں ہوئی اور مزید وعدے کی تائیس فرمائی۔ چنانچہ کچھ کتابت کا کام بھی شروع کرا دیا گیا۔ لیکن کاتب صاحب کی کتابت نہ معیاری تھی اور نہ حسن و دلکشی لئے ہوئے ہاں، اخلاط کی کثرت ضرور تھی مجبوراً ناپسند کرتے ہوئے رد کر دی گئی اور ایک اچھے خوشنویس کاتب حافظ وجہ القرضاں رضوی (جو دارالعلوم محمدیہ کے سابق ہونہار طالب علموں میں ہیں)

سے معیاری کتابت کے ساتھ کام شروع کرا دیا گیا۔ اور اس موصوف کو بذریعہ رجسٹری مطلع کیا کہ طباعت میں اتنا صرفہ ہوگا لہذا جلد بند و بست کر کے روانہ فرمائیں۔ مگر جواب بڑا ایسا کن آیا جس کا مختصر ناظرین کے پیش نظر ہے۔ مکتوب گرامی پر عبدالغفور صاحب مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء -

اس سے پہلے ایک رجسٹری ملی تھی میں نے رجسٹری کا جواب بھی دیا مگر وہ جواب آپ کو نہ ملا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ گرامی نامہ کے پیش نظر ادباً عرض ہے کہ فی الحال ضروریات کا اتنا بوجھ ہے کہ میں بالتفصیل عرض کرنے سے قاصر ہوں۔ لہذا فی الحال کسی دوسرے کام کے لئے رقم کی فراہمی دشوار ترین مسئلہ ہے ورنہ فقیر ہرگز اس کام سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ انشاء اللہ المولیٰ آئندہ فقیر سے جو بھی خدمت ممکن ہو سکے گی کرنے کے لئے تیار ہے لیکن فی الحال مجبور ہوں۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد کچھ ذہنی الجھنیں بڑھ گئیں لیکن روحانیہ پاک حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا فرما ہوئی اور ایک گونہ طباعت کی راہ پیدا ہو گئی۔ اہل سورت کے محب مخلص جو جام اشرفی کے مست تھے حضرت مولانا حامد فقیہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ بمبئی و صدر دارالعلوم خواجہ دانا شاہ سورت کی یقین پر ایک رقم پیش کی جو گرچہ طباعت کے لئے ناکافی تھی لیکن میرے نزدیک بڑی گراں قدر تھی۔ مولیٰ تعالیٰ ان عقیدت کینوں کو جزائے خیر دے۔

چنانچہ اب ہم اس منزل پر پہنچ چکے ہیں کہ ”صحائف اشرفی“ کا پہلا حصہ جو باب کرامات تک ہے اس کو شائع کر رہے ہیں۔ ”صحائف اشرفی“ کا دوسرا حصہ حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ کے بیعت ارادی و ارشادی اور حضرت حاجی الحرمین ابوالحسن سید عبدالرزاق نور العین علیہ الرحمہ کے قبولیت فرزند و شجرہ نسب اور بعض اہم خلفاء کرام کے ذکر پر مشتمل ہے۔ نیز مسئلہ سجادگی کا شرعی منصب اور اس کا تفصیلی جائزہ۔

”صحائف اشرفی“ کے تیسرے حصے میں حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت اور حضرت

نورالعین علیہ الرحمہ کے فرزندوں اور دیگر خلفاء کے بارے میں بشارتیں اور بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ نے کتنے بزرگوں کو بطریق اویسی سلسلہ اشرفیہ میں داخل فرما کر خرقہ خلافت اور فیضانِ مدام سے نوازا اور خاندان اشرفی کی شاخیں کہاں کہاں اس وقت موجود ہیں، نیز ان کا شجرہ نسب بیان کیا گیا ہے۔

انجیر میں ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے طباعت کے سلسلے میں تعاون فرما کر عقیدت مندوں کا ثبوت دیا ہے بالخصوص عزیز مولوی حافظ محمد نور الہمدی اشرفی رودرپوری نے پر خلوص انداز میں بڑی ہی جانفشانی کے ساتھ مسودے کو صاف کیا اور پروف ریڈنگ (کاپی کی تصحیح) میں عرق ریزی کے ساتھ کتاب مذکور کو صحیح حد و حال میں منظر عام پر لانے میں شریک ہے۔ رب کریم موصوف کو سعادت دارین سے نہال فرمائے۔ آمین ثم آمین
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھو
صدر اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ ممبئی
و خطیب و امام زکر یا مسجد۔ ممبئی

یومِ پُنجشنبہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء
مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

انجیل طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت دانائے معرفت حضرت مولانا شہ محمد مصطفیٰ اشرف

رَحْمَةُكَ وَفَضْلِكَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

فیقر فقیر ذرہ بے مقدار سید محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی خلف اصغر علی حضرت محبوب ربانی حاجی الحرمین ابو احمد المدعو سید شاہ محمد علی حسین صاحب اشرفی حبیب سلائی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ حسینیہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد۔

حضرت مخدوم اوحاد الدین محبوب یزدانی میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز تارک سلطنت سمنان عرض پر داز ہے کہ ”لطائف اشرفی“ سے اخذ کر کے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب ”صالح اشرفی“ تحریر فرمایا تھا جس میں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت کے خلفاء و دیگر بزرگان دین کے حالات مندرج ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے سفر عراق کی کیفیت بھی درج ہے۔

حضرت کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری حیات میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر شہیدیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کر اگر سلسلہ وغیرہ سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر تو بہتر ہے بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہرہ ضلع بھاکپور۔

تشریف لائے۔ دوران گفتگو میں تذکرہ ”صحائف اشرفی“ کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔

اللہ تعالیٰ البفیل جمیع بزرگان و نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب موصوف کو جزائے نیک آخرت عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

فقیر سید محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی غفرلہ
خلف اصغر اعلیٰ حضرت محبوب ربانی حضرت سید شاہ
ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین رحمۃ
اللہ علیہ درگاہ کچھوچھو شریف۔ ضلع فیض آباد۔

یکم صفر ۱۳۷۳ ہجری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان اشرف لطائف توهب الی قلوب الکونین واصحف صحائف تصحف علی
استار نصارة الفواد ونور العین هو الفتاء فی اللہ والبقاء یا اللہ والعرفان بان لا
موجود الا اللہ واکرم ملفوظات تلفظ بها عند الثقلین واعظم مکتوبات تکتب
مع الاجر فی حضرة رب المشرفین والمغربین هو الاستهلال فی نور اللہ و
الاستقرار تحت ظل اللہ والایمان بان سیدنا ومولانا محمدا رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلى الہ وصحبہ لاسیما علی ساداتنا العمرین وعثمان ذی
النورین والمولیٰ الی الحسنین والی محمد الحسن الشریف والی عبد اللہ وابن
علی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن جمیع عباد اللہ المکرمین واولیاء اللہ
المعظمین ما دارت دائرة الملون وطلعت مطالع الشمسین بعد هذا
فقیر حقیر ہیچ میزروہیچ محمدان خاکپلے درویشان
نتگ خاندان عاصی پر معاصی امید وار شفاعت شافع کونین

بندہ درگاہ نبی الحرمین الحاج سید ابو احمد المدعو بہ محمد علی حسین من اولاد حضرت
غوث الثقلین خادم سجادہ اشرفی سمنانی آستانہ روح آباد معروف بدرگاہ کچھوچھو شریف ضلع
فیض آباد ابن مقبول بدرگاہ لم یزل حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی اشرفی نور اللہ مرقدہ مرید
اور ادنیٰ خادم حضرت انجی معظم وکرم و محترم مخدومی ومولائی ومرشدی حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف
حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ بنیرہ حضرت باعز و شرف سید شاہ نیاز اشرف اشرفی رحمۃ اللہ
علیہ نجمت شائقین حالات بزرگان وطالبین مقالات برگزیدگان عرض کرتا ہے کہ بعد سفر حج
بیت اللہ زیارت دربار حضرت حبیب اللہ علیہ التجبۃ والثناء ۱۲۹۶ھ میں کتاب لاجواب

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ملفوظات حضرت جدی و مولائی تارک الملکت والکونین
مرشد الثقلین سلطان اوحاد الدین والدنیا قدوة الکبریٰ وغوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر
سمانی سامانی نور بخشی جشتی نظامی قادری مخاطب بخطاب محبوب یزدانی اشرف الشیخ فیضہ العالم
وقدس السیرۃ الاعظم مطبع نصرت المطالع دہلی میں بار اول طبع کرائی۔ چون کہ زمانہ موجودہ
میں اکثر مبسوط کتابیں اردو میں ترجمہ ہو کر مقبول انام ہوئیں اور عموماً زبان اردو نے بہت
ترقی پائی۔ اس لئے فقیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مختصر سوانح عمری حضرت موصوف الصمد زبان
اردو میں لکھ کر نذر خدمت شائقین کروں، اور کتاب لطائف اشرفی اور رسالہ اشرف الفوائد
اور مکتوبات اشرفی اور کتاب سنوات الاتقیاء من توالیف شیخ ابراہیم سرہندی سے خاص خاص
مضامین انتخاب کئے اور کتاب زبدۃ الاسرار تصنیف شیخ عبدالحق محقق دہلوی سے تبرکاً و تیناً
بعض بعض حالات حضرت قطب الکوین غوث الثقلین جدی و مولائی وسیدی شیخ محی الدین
ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ خاص مواقع میں درج کئے، اور اس کتاب کا نام صحائف اشرفی
رکھا، بجائے فصول و ابواب کے صحیفہ اول و دوم آخر فہرست تک درج کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں
خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکور فقیر کے ہمراہ تھی، کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرا لیا۔
میری ہمت پست ہو گئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوت آخہ باقی رہی نہ دماغ ایسا رہا۔
جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گمشدہ کے ملنے سے مایوس ہو کر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔۔۔
۱۳۲۳ھ میں بعد سفر ثالث و حج و زیارت مدینہ منورہ و سفر ملک شام و مصر حلب و حامہ اور
ملک عراق، عرب، بغداد و شریف و کربلائے معلیٰ و کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف
وغیرہ۔ بعد انقضائے زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفہ اول عالم با عمل
درویش بانگل محسوس و شیم حاسداں محفوظ از شر ناقصان حاجی بیت اشرف سید ابوالمحمود احمد
اشرف نے ایک خطبہ بصنعت براعتہ الاستہلال زبان عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض
کیا کہ حضور اگر حضور ہی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب صحائف مؤلف سابقہ سے بڑھ کر
دوبارہ تالیف فرما سکتے ہیں۔ اس کے بعد توجہ روحانیت حضرت جدی قدس سرہ العزیز نے میرے
قلب میں القاء ہوا کہ کمر ہمت چیت یا نہ دھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم

ہو جاؤں۔ تاہم عجیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقوفوں پر جو اشعار لکھے تھے
سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان مواقع پر جہاں جو اشعار مناسب کہے گئے تھے، درج کرنا شروع کیا
بیچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو
سکتا۔ اب میرا اس شی ٹھیک پہونچا، مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:-

فیض روح القدس اربانہ مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه میسجاسی کرد

اس کتاب کی تالیف کمزور کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہ کے
فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعات
جدیدہ جو درج کتاب سابقہ نہ تھے، لکھنا شروع کر دیا۔ اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی
ابو الجلیل محمد غلیل الدین احمد صدیقی بریلوی سیاح ہفت زبان سلمہ نے بکمال ادب عرض کب کہ
حضور پر اگرچہ مضامین سابقہ مستحضر ہیں مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی لزومت
نہ ہوگا۔ اس خادم کی یہ تمنا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں، اور خادم لکھتا جائے
فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی، یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالیٰ نے ازل
میں ان کے نصب میں لکھی تھی۔ یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال
حجاز فلسطین، مصر، شام اور عراق کے غنایات عالیات کی زیارات سے مشرف ہوئے اور مرثی و
مولائی حضرت اشعشع سید صالح، آفندی ابن سید مرثیٰ آفندی نقیب اشرف حاما شریف کی خدمت
میں حاضر ہو کر شرف خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ہندوستان میں ۱۹۱۵ء میں حسب
بشارت عالم رویار اس فقیر سے بے طعاً تاج و دلق و مثال خلافت ممتاز ہو کر بخطاب خلیل اللہ شاہ
مخاطب کئے گئے۔ یہ فقیر بھی ۱۳۳۲ھ میں بماء ربیع الثانی حاما شریف میں جب بشوق زیارت
اپنے جد اعلیٰ سید ابو العباس احمد جیلانی قدس سرہ جو حضرت نور العین کے تحقیقی دادا تھے،
حاضر ہوا تو حضرت سیدی و مرشدی سید صالح آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے بے طعاً تاج و مثال
خلافت اس فقیر کو مشرف فرمایا، اور اسی سفر میں سید عبدالجبار آفندی حموی نے بھی سلسلہ عالیہ
قادریہ کی جس میں آپ سے لے کر حضرت امام حسن علیہ السلام تک سلسلہ بیعت، عن آبائے
طوے چلا آیا ہے، خلافت عطا فرمائی۔

ناظرین باتمکین کی خدمت میں یہ عرض ہے بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر غلطی و خطا ملاحظہ فرمائیں، تو اس کی اصلاح کر کے دامنِ عفو میں چھپائیں، اور مجھ کو ممنون فرمائیں.....

اب بارگاہِ الہی میں التجا ہے کہ خداوند، ملکا، بادشاہا، کریما، کارسازا، بندہ نواز اپنے نیازا اپنے کمالِ کرم اور بندہ پروری سے طفیلِ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اس کتاب کو مقبول اور منظور انظار اربابِ طریقت فرما کر اس کے برکات اور انوار سے اپنے بندوں کو مستفیض فرمانا۔

ابیات التجائیہ

الہی یہی ہے مری التجا	نہیں اور اس کے سوا مدعا
کہ مقبول ہو جسکے میری کتاب	پڑھے شوق سے اس کو ہر شیخ و شاب
زمانے میں جاری ہو یہ فیضِ عام	طفیلِ محمد علیہ السلام
پڑھے اس کو جو کوئی یا اعتقاد	ملے اس کو دونوں جہاں کی مراد
پسند آئے یہ ان کے سرکار میں	شہنشاہِ سمنان کے دربار میں
خوشی سے پسندائیں میرے حضور	ملے گا تجھے جسکے اس کا حضور
خدایا مری التجا کر قبول	طفیلِ رسول اور آلِ رسول
ترا بندہ اشرفی خاکسار	قبولِ دعا کا ہے امیث روار

* * *

اس کتاب میں لفظ قدوة الکبریٰ یا حضرت محبوب یزدانی یا حضرت غوث العالم سے حضرت سلطان سید اوحید الدین اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ۔ اور لفظ حاجی الحرمین یا حضرت نورالعین سے حضرت قدوة الآفاق سید عبدالرزاق نورالعین ہمشیر زادہ حضرت محبوب یزدانی اولاد پاک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محمدی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مراد ہیں۔ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے اپنا خلیفہ برحق اور سجادہ نشین مطلق بنایا تھا۔

فہرستِ مضامین

کتاب صحائف اشرفی منتخب از لطائف اشرفی وغیرہ

مقدمہ: اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور ان کے واقعات سننے اور پڑھنے میں کیا فائدہ ہوتا ہے۔

پہلا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب بیادیت اور نسب شاہی کے بیان میں
دوسرا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کی ولادت باسعادت اور تحصیل علوم اور تخت نشینی اور عدل و انصاف کے بیان میں۔

تیسرا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں نیز حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم باطنی پانے اور روحانیہ پاک خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض روحانی حاصل کرنے اور بزرغیب حضرت خضر علیہ السلام ترک سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے اور اثنائے سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں۔

چوتھا صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈوہ شریف میں پہنچنے اور آپ کے مرشد مخدوم شیخ علاؤ الدین گنج نبات کا معرقلہ دار و مریدان آپ کے استقبال کے واسطے ایک کوس شہر سے باہر آنے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پاکی پر سوار کر کے لے جانے اور حصول شرف بیعت کے بیان میں۔

پانچواں صحیفہ: حضرت محبوب یزدانی کا خدمت مرشد سے رخصت ہو کر مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے شہر جو نپور میں پہنچنے اور سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جو نپور کی ملاقات کرنے اور شہزادوں کو مرید کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلما کو ترقی خلافت عطا کرنے اور سمت آستانہ روح آباد پہنچنے اور کمال جوگی کا مقابلہ کرنے اور جوگی جی کے سلمان ہونے اور ان کے مرید ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرہ وحدت آباد شریف وغیرہ کے بیان میں۔

چھٹا صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطِ اودھ اور قصبہ و دہلی اور سدھو اور قلعہ جاس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں ساتواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور دیگر فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

اٹھواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان میں۔

نواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں۔

دسواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے شجرہ بیعت ارادی سلسلہ چشتیہ، نظامیہ، سراجیہ اور شجرہ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، بہروردیہ، شطاریہ، زاہدیہ اور مدارییہ وغیرہ کے بیان میں۔

گیارہواں صحیفہ :- حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین اولاد حضرت غوث الثقلین کے قبولیت فرزند کی اور ان کے شجرہ نسب سیادت اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

بارہواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کرام کے بیان میں۔

تیرہواں صحیفہ :- حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان میں اور نزول فیض الہی اور تشریف لانے ملائکہ اور مردانِ غیب اور تمام اہل خدمات اور بشارت نسبت فرزند ان نورالعین و دیگر خلفاء جلیل الشان میں جو حضرت محبوب یزدانی نے انفس متبرکہ سے بشارت فرمائی۔ اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کی تہمیز و تکفین میں

خاتمہ :- ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے آج تک مزارِ فنا نزالانوار سے جاری ہیں

مقدمہ

اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور ان کے واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قَالَ الْأَشْرَفُ بِشَرِّ فِي اللَّهِ تَعَالَى مَنْ أَصْعَلَ كَلَامَكَ بِحُسْنِ الْقَبُولِ وَ الْأَعْتَادِ وَ بَطَرِ الْيَقِينِ وَالْإِنْقِيَادِ فِي عِرْفَانِي وَ وَجَدَ لِي بِسَمْعِ خَلِيٍّ لِي فَقَدْ إِنْ رَحِمْتَ حَسَنَاتٍ فِيهِ نُقْطَةُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ إِنْ التَّبَسُّ عَلَيْهِ فِي الْحَالِ فَقَدْ يَنْتَبِثُ لَهُ النَّصَبُ فِي طَوْرِ مَنَ أَطْوَارِهِ

(ترجمہ) ”فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے خوش خبری مجھ کو دی حق تعالیٰ نے کہ جس نے سنا تمہارے کلام کو ساتھ حسن اعتقاد کے، کان دھرے میری شناخت میں پس داخل ہوں گی نیکیاں اس میں اور کلام معرفت۔ اگرچہ اس پر وہ کلام مشکل ہو، اس کے طور میں اس کے اطوار سے نصیب ہوگا۔“

حضرت حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نورالعین نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ طالبِ صادق کو تمام علوم و فنون سے کس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے؟

فرمایا کہ توحید کے جاننے اور ایمان کے پہچاننے کے بعد اول اول جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقائد حق، شریعت و طریقت کا جان لینا ہے، اور عبادت کا جاننا ہر ایک درویش پر فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ :- اَذْبُوا شَمَّ فَقَهُوْا شَمَّ اَعْتَزَلُوْا وَاَعْمَلُوْا (ترجمہ) ”پہلے ادب سیکھو، پھر فقہ حاصل کرو، پھر گوشہ میں بیٹھو اور عمل کرو۔“

اسی ارشاد کے قریب حضرت محبوب یزدانی نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت شیخ الاسلام احمد جام زندہ بیل بزرگانِ چشت کے مزاراتِ متبرکہ کی طرف روانہ ہوئے دوسری طرف سے حضرت خواجہ قطب الدین مودودی چشتی قدس سرہ احباب و اصحاب کے ساتھ نکلے، اثنائے راہ میں دونوں

بزرگوں سے ملاقات ہوئی، باتوں بات کچھ بے لطفی پیدا ہو گئی۔ جب طرفین کے دلوں سے کدورت دور ہو گئی تو حضرت شیخ الاسلام نے خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے فرمایا کہ ان احباب و اصحاب کے جھگڑے کو چھوڑ دو۔ صرف دو خدمت گار ہمراہ رکھو۔ اور تین روز توقف کے مجھ سے ملو، چنانچہ ارشاد کے موافق حضرت خواجہ نے عمل کیا۔ پھر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں آکر کہا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا، میں نے ویسا ہی کیا۔ اب جیسا فرمائیے ویسا کروں... شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سجادہ کو طاق پر رکھو اور جادو علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے، اور عابد بے فقہ چکی کے گد ہوں کی طرح سے قابل تعریف و تحسین نہیں۔ خواجہ نے قبول کیا اور کہا کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں کہ ویسا کروں۔ فرمایا کہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ اپنے خاندان کو زندہ اور روشن کرو۔ تمہارے باپ دادا بہت بزرگ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی نے کہا کہ جب مجھ کو آپ خاندان کے زندہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو برکت کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا: سامنے آؤ۔ یہ سنتے ہی شیخ الاسلام کے قریب سامنے آ گئے شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے مسند کے کنارے پر بٹھالیا اور تین بار فرمایا: ”بشرط علم، یعنی تمہاری خاطر سے تم کو مسند پر بٹھالیتا ہوں۔ اس مسند پر بیٹھنے کا حق اس وقت پیدا ہو گا جب تم علم حاصل کر لو گے۔“

اس کے بعد تین روز شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اس مدت میں ہزاروں فائدہ حاصل کئے اور بے شمار نواز شیشیں دیکھیں۔ تین روز کے بعد واپس آئے۔ اور چند دنوں کے بعد بغرض تحصیل علم بلخ و سجارا کی طرف تشریف لے گئے۔ چار برس تک اپنی طاقت اور مقدور بھر اس بارے میں کوشش کی اور اس کمال کو پہنچے کہ ان شہروں میں جا بجا آپ سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوئیں، جن کی تفصیل سے کتاب دراز ہو جاتی ہے۔ بعد اس کے چشت تشریف لائے اور مریدان و معتقدان کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

حضرت محبوب بزدانی نے فرمایا کہ عالم کو چاہیے کہ بغیر پوچھے ہوئے مسئلہ نہ بتائے، سوال

کے بعد جواب دیا کرے۔

حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ علماء دنیا اور آخرت میں کیا فرق ہے؟ ارشاد فرمایا: ادنی فرق یہ ہے جیسے کھڑی رکھوٹی چاندی میں ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ: فَضْلُ الْعَالِمِ بِاللَّهِ عَلَى الْعَالِمِ بِالْأَحْكَامِ كَفَضْلِ الْمُشَاهِدَةِ عَلَى الْخَبَرِ وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ۔ (ترجمہ) ”فضیلت عالم باللہ کی عالم بالاحکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کو خبر پر فضیلت ہے اور خبر معائنے کے برابر نہیں ہوتی ہے۔“ اور فرمایا:۔ أَلْعَالِمُ بِالْعَمَلِ كَالْفُقُوسِ بِالدَّوْنِ (ترجمہ) ”عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے کمان بلا چلے کے۔“

قَالَ الْأَشْرَفُ الْعَالِمُ بِالْعَمَلِ كَالْمُرْءِ الْقِيَّامِ بِالْأَعْمَالِ (ترجمہ) ”یعنی عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے قلعی کا آئینہ۔“ جب تک آئینہ پر صقل عمل نہ ہوگا رخسارہ احوال و مقامات نظر نہ آئے گا۔ طالب علم جانتا ہے کہ مجرد علم وسیلہ نجات ہے، اور یہ نہیں سمجھتا کہ بغیر عمل کے ہوئے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِعِلْمِهِ (ترجمہ) ”قیامت کے دن اس شخص پر زیادہ عذاب ہوگا کہ جس کے علم نے کچھ نفع نہ دیا ہو۔“

اگر کوئی جنگل میں جائے اور دس تلواریں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ ناگہاں ایک شیر سے مقابلہ ہو جائے، اگر وہ تلوار نہ چلائے گا تو بھلا شیر سے بچ سکتا ہے؟ اگر کوئی سو ہزار مسدہ علمی پڑھتا ہو اور جانتا ہے لیکن عمل نہ کرے، تو اس کے جاننے سے کیا فائدہ۔ اگر کوئی بیمار حرارت و صفر اسے علیل ہو اور یہ جانے کہ اس بیماری کا علاج کاشکاب اور شنگین ہے۔ مگر اس دو کا استعمال نہ کرے تو کیا نفع ہوگا۔ حضرت محبوب بزدانی نے فرمایا: ایک زاہد چار سو مندرق علمی کتابوں کی رکھتا تھا۔ اور شب و روز لوگوں سے مباحثہ کیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہنے لگا کہ جس تاریخ سے مرا ہوں، چاہ وہیل میں مبتلائے عذاب ہوں۔ شعر:

چوں عالم ندارد باعمال میل بود جائے او در نہ چاہ ویل
ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ قرآن مجید سے بھی کچھ دلیل ہے کہ علم
بلا عمل کام نہیں آتا۔

فرمایا کہ بہت جگہ قرآن میں آیا ہے کہ اب سن ۔۔۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ
الْأَمَّا سَعْلَى۔ (ترجمہ) ”فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے“ انسان کے واسطے نہیں ہے مگر
جو کچھ اس نے کوشش کی“

اے فرزند جاننا ہوں کہ تو نے پڑھا ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ مگر دوسری آیتوں کی
نسبت کیا کہے گا۔۔۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
اور ۔۔۔ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور ۔۔۔ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
(ترجمہ) جو کوئی امید رکھتا ہو دیدار پروردگار کی پس عمل کرے عمل نیک اور ۔۔۔
جیسا کہ کرو گے ویسا اس کی جزا پائو گے اور ۔۔۔ جزا ملے گی اس کی جیسا کہ
عمل کیا۔۔۔ اسی طرح چند آیتیں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا اور سائل کی تسکین خاطر
ہوئی۔ حضرت شیخ محمد کبیر العباسی جو حضرت کے اجلہ خلفاء سے تھے، عرض کیا کہ بندہ اپنے عمل سے
بہشت میں جائے گا۔ یا خدا کی رحمت سے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: میری بات سمجھنے کے لائق ہے، اے فرزند! میں یہ
نہیں کہتا ہوں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے بندہ بہشت میں جائے
گا۔ لیکن جب تک کہ بندہ طاعت اور عبادت الہی سے اپنے کو لائق رحمت نہ بنائے گا۔ رحمت
اس پر کب پہنچے گی۔ میں نہیں کہتا بلکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِيْنَ۔ جب رحمت بندہ پر نہ پہنچے گی بہشت میں کیونکر جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ بجز ایمان
بہشت میں جائے گا۔ میں بھی یہی کہتا ہوں، لیکن خدا تک کیسے پہنچے گا۔ حضرت محبوب یزدانی
نے فرمایا کہ بندہ کو عبادت سے چارہ نہیں۔ بندہ کو بندگی چاہیے اور کریم کو کریمی۔ بندہ، بندگی
میں ایسا مستغرق ہو کہ جزا اس کی نظر میں نہ آئے۔ بلکہ بموجب فرمان الہی بندگی میں رہے۔ اگرچہ
بندگی میں قبولیت نہ دیکھے۔ بندگی سے باز نہ آئے۔

محبوب یزدانی نے فرمایا: قوم نبی اسرائیل میں ایک عابد بہت برسوں تک عبادت
میں مشغول رہا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے خلوص کو ملا کر پڑھا کرے۔ ایک فرشتہ کو اس کے
پاس بھیجا کہ اس عابد سے کہو کہ کب تک اس قدر عبادت و ریاضت کرے گا۔ تیری عبادت خدا کی
بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔

اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، خداوندی
سے مجھ کو کیا کام، خداوندی خدا جانے۔

اس فرشتہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ الہی نونظاہر و باطن کا جاننے والا ہے
جاننا ہے کہ اس عابد نے کیا کہا۔

بارگاہ الہی سے خطاب آیا کہ جب وہ بندہ میری بندگی سے نہیں بچتا، تو میں اپنی کریمی سے
کیوں کر بچوں گا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت ابوعلی دقاق سے پوچھا گیا کہ بزرگوں کی باتوں
کے سننے سے کیوں کرفائدہ ہوگا، جب کہ ان کے طریقہ پر نہ چلیں؟

فرمایا کہ فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہو تو قوی ہمت ہو جائے گا۔ اگر نامرد ہے تو
مرد ہو جائے گا۔ اسی اثنا میں فردوسی طوسی کا کلام پڑھا۔

ہر آں کس کہ شد نامہ خوانی کند اگر زن بود پہلوانی کند
یہی جو شخص کہ شد ہنامہ پڑھے، اگر عورت ہے تو وہ بھی پہلوانی کرنے لگے۔

شاہنامہ سے مراد محائف و حقائقِ سوفیہ ہے۔ فی الحقیقت شاہانِ عرصہ ولایت یہ لوگ
ہیں۔ اگر مرد ہو شیر مرد ہو جائے، اگر شیر مرد ہو جائے، اگر فرد ہو عین درد ہو جائے۔۔۔

قَالَ الْاَشْرَفُ كُونُوا مَعَ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّ لَمْ تَطِيعُوا اُنْظَرُوا وَاَوْجُوْهُكُمْ فِي
مِرَايَا الْعَارِفِيْنَ۔ (ترجمہ) ”فرمایا حضرت محبوب یزدانی نے کہ صالحین کے ساتھ رہو۔ اگر
تم سے نہ ہو سکے پس اپنے مزہ کو عارفوں کے آئینوں میں دیکھو، پوشیدہ نہ رہے کہ آئینہ عارفان
سے مراد ان کے احوالِ معارف سے ہے۔“ اور ان کے مقامات اور حکایات دیکھنے سے انسان
کا دل قوی ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی کی عیب چینی نہیں کرنا چاہیے، اس سے انسان کے قلب

میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ لَا تَزِرُ الْخُلُقَ بِمِيزَانِكَ وَزِنُ نَفْسَكَ بِمِيزَانِ الصِّدْقِ يَقِينٍ يَتَعَلَّمُ فَضْلَهُمْ وَلَا فَلَاسَكَ - (ترجمہ) بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ خلق کو اپنی میزان میں نہ تول بلکہ اپنے نفس کو میزان صدیقین میں تول کہ ان کا فضل اور اپنا فلاس تجھ کو معلوم ہو جائے۔

ثنوی شریف مولانا روم میں منقول ہے۔ (حدیث) مَنْ أَرَادَ أَنْ يَجْلِسَ مَعَ اللَّهِ فَيَجْلِسَ مَعَ أَهْلِ الذِّكْرِ دَائِي عِنْدَ الْمُتَصَوِّقِينَ الْكَادِبِينَ۔
مولانا رومی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بارگاہِ صمدیت سے یہ وحی آئی :-

ابیات ثنوی شریف

آمد از حق سوئے موسیٰ اس خطیب	کے طلوع ماہ دیدی نور حبیب
مشرق کردم ز نور ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحان تو پاکی از زیاں	ایں چہ رزست ایں بکن یارب بیاں
باز فرمودش کہ از رنجور بیم	چوں پیر پیری تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا	عقل گم شد ایں گرہ را بکشا
گفت اے بندہ خاص گزریں	گشت رنجور او منم شب کو بسیں
ہست بیماریش بیماری من	ہست معذوری من

اس مقام پر وہ حدیث جو بخاری شریف میں آئی ہے، اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مجمع اولین و آخرین بارگاہِ الہی میں ہوگا تو حق تعالیٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرمائے گا کہ اے بندو! میں بیمار تھا، تم نے میری عبادت نہیں کی۔ میں بھوکا تھا، تم نے نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا، تم نے پانی نہیں پلایا۔ تو لوگ عرض کریں گے کہ خدا وندا! تیری ذات نقصان و عیب سے پاک ہے

اور کھانے پینے سے منزہ ہے۔ ارشاد ہوگا فلاں قریہ میں، فلاں شہر میں، فلاں محلہ میں، میرا بندہ خاص بیمار تھا۔ اگر تم اس کی عبادت کو جاتے، تو گویا میری عبادت کرتے، کیوں کہ فانی فی اللہ باقی باللہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح فلاں میرا دلی بندہ بھوکا تھا، اگر اس کو کھانا کھلا دیتے تو گویا مجھ کو کھلاتے۔ اور میرا فلاں دوست پیاسا تھا، اگر اسے پانی پلا دیتے تو گویا مجھے سیراب کرتے...
مولانا روم فرماتے ہیں :-

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	گو نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانے صحبت با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
از حضورِ اولیاء گر بگسلی	تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود	عکس بے گانہ ہمہ کوری بود

اربابِ طریقت اور اصحابِ حقیقت پر واضح ہو کہ اولیاء اللہ کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے، اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ؕ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔ (ترجمہ) یعنی خیردار اللہ کے اولیاء کے لئے (قیامت) کے دن نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کی۔

پہلا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب سیادت اور نشانی کے بیان میں

قال الاشراف ذكر الصالحين وتذكر العارفين نور تجلي في قلوب الطالبين المستشدين - رتبه " فرمایا حضرت سید اشرف قدس سرہ نے کہ نیکوں کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ طالبین کے دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور ان لوگوں کو جو ہدایت کے طالب ہیں۔"

حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب یزدانی میر سید مولانا ابو حامد الدین سلطان اشرف ہمایون نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید عماد الدین شاہ نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد شاہ نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نور بخشی سمانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا نقیب النقباء سید شمس الدین محمود نور بخشی نبیرہ سلطان اسماعیل شاہ سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالمنظر علی اکبر بل قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید محمد مہدی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اکمل الدین مبارز قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید جمال الدین ابوالقاسم قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابی عبداللہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید حسین شریف قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالاحمد حمزہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالعلی موسیٰ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل ثانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوالحسن محمد قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل اعرج قدس سرہ ابن حضرت سیدنا مولانا ابی عبداللہ امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت مولانا ابوجعفر امام محمد باقر علی جدہ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا مولانا ابومحمد علی بن الحسین امام زین العابدین علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا مولانا ابوعبداللہ امام حسین سید الشہداء علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا مولانا اسد اللہ غالب امام علی ابن ابی طالب علی نبیہ وعلیہ السلام - زوج بتول پارسا حضرت سیدتنا فاطمہ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت سیدنا مولانا ونبینا سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اور سلسلہ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ معطر سے ملتا ہے حضرت شیخ ابراہیم سرہندی نے اپنی کتاب سنوات الالتقیار میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سلطان اشرف ہمایون سمانی کا سلسلہ نسب مادری جناب حضرت غوث پاک سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خواہر عقیقہ سے ملتا ہے اور نیز سلسلہ نسب مادری آپ کی والدہ خدیجہ بیگم کا حضرت سید سلطان سلطان العارفین خواجہ احمد بیوی قدس سرہ سے ملتا ہے۔

اب یہاں سے نسب نامہ سلاطین سامانیوں مختصر طور سے لکھا جاتا ہے۔ بالتفصیل تاریخ ابراہیم کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ سلسلہ بہرامی تک ختم ہوتا ہے۔ اس طرح سامان بن خدادہ بن چشمان بن طغرل بن ہرمز بن بہرام چوہیس۔ ان کے اجداد اسلام لانے سے پہلے حکام ماوراء النہر سے تھے۔ بعد اسلام لانے کے سامان پر زمانہ عمرت کا آیا اور تتر بانی کرنے لگے۔ ان کے اکثر خاندان بزرگ نے تتر بانی کا سر انجام نہ کرنے دیا۔ ایک دن کسی لڑائی میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں یہ شعر کسی سے سنا:-

مہتری گر بکام شیر نر است رو بجو آں ز کام شیر بجوئے

یا بزرگی و ناز و نعمت و کام یا چو مردانت مرگ رو باروئے

ان اشعار کے سننے سے رگ بہرامی حرکت میں آئی اور فراق ہو گئے۔ بعد ایک مدت کے شہر نشانی پر قبضہ کر لیا جس کو آج کل تاشقند کہتے ہیں اور اپنی حکومت ہر طرف جاری کر دی۔ سامان کے بیٹے اسد عہد مامون رشبید خلیفہ بنی عباس میں تھے۔ اسد کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے بنو بن اسد کو والی سمرقند بنایا اور ہرات کی ولایت ایسا بن اسد کو دی۔ دونوں

اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے رہے۔ محمد بن عبد اللہ خلیفہ بغداد نے تمام ولایت نصربن محمد احمد بن ابی
بن سامان کو دی جو اس خاندان میں قابل اور بہتر تھے۔ ان کے قبل ان کے بھائی حاکم بخارا تھے
بھائیوں کے درمیان نزاع پیدا ہوئی۔ اسماعیل بن احمد نے فتح پائی۔ اس کے ملک کے تمام
اطراف میں قبضہ پایا، اس قدر عدالت اور احسان اور رعیت پروری کی کہ بادشاہان زمانہ کو
رشک آتا تھا۔ از بس کار آخرت میں اپنی عمر گراں مایہ کو بر کیا کرتے اور خدمت گذاری علی و
مشائخ میں سرمایہ آخرت جمع کرتے اور حق تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کو مرتبہ ولایت کا
عطا فرمایا۔ ان سات بادشاہوں میں جو ولی کامل ہادی دین تھے، انھیں میں شاہ اسماعیل سامانی
بھی شہسوار کہلاتے تھے۔ سلسلہ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا سلطان اسماعیل
سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ حضرت سید ابوالمنظف علی اکبر بلبل جو کہ نقباء ملک عراق سے تھے
جن کی شان میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے یہ اشعار تحریر فرمائے ہیں :۔

جہاں دار دارائے خورشید تیغ	ابوالفتح جمشید گیتی کشائے
گل بوستان سیادت نہال	مل دوستان نقابت فزائے
نہ بوالمظفر جہاں دار دیں	کہ گیتی گرفتہ بشمشیر رائے
چوں خورشید از تیغ نصرت گہر	ز آئینہ ملک ظلمت نہ زوائے
زہے آفتاب سپہر ہدی	کہ ہر ذرہ را نور بخش از ضیائے
ز آثار شان گیتی نسوزد	ہمہ وارد و کرد دیگر نہائے
کم از ذرہ بود عبد الرزاق	چو خورشید نثار شرف نہائے

حضرت سید ابوالمنظف علی اکبر بلبل موصوف و خرنیک اختر سلطان اسماعیل سامانی فرخ زاد
بلگیم نام کو اپنی حیا نہ نکاح میں لائے۔ ان سے سید شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ پیدا ہوئے
جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ ولایت میں نقباء کا درجہ عطا کیا تھا۔ سلطان اسماعیل سامانی کو
اپنے نواسہ کی ولایت اور کمال پر فخر و ناز تھا۔ اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سید شمس الدین
محمود نور بخشی قدس سرہ کے سلطان اسماعیل سامانی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ سلطان اسماعیل
سامانی کے غلام سبکتگین اور ایبکتگین دونوں تھے۔ سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی تھے۔

جن کا دار السلطنت غزنین تھا اور ہندستان پر بھی حملہ آور ہو کر بہت سے گروہ کفر کو شرف اسلام
سے مشرف فرمایا۔ آپ کے بھانجے سید سالار سعود غازی ابن سید ساہو سالار علوی بچھاؤ کرتے
ہوئے مقام بہرائچ میں اگر شہادت پائی۔

حضرت محبوب یزدانی نے رسالہ اشرف الفوائد میں فرمایا ہے کہ میرے خاندان کی عظمت
اور شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصور کرنا چاہیے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں
کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی۔ فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی
سے منسوب ہے۔

نظم

زہے بادشاہان سامان زاد کہ بودند ہر ہفت کشور کشائے
جہاں را زندان جسم درختاں برافروختہ از زمین تا آسمائے
ازیں بہ چہ باشد نشان سرگ کہ محمود باشد از ایزد آزمائے
خانہ کتبوات اشرفی میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے فرمایا ہے کہ سلطان اسماعیل
سامانی کی وزارت میں سید تاج الدین محمد بہلول بن سید شمس الدین محمود نور بخشی تین برس
تک رہے جو سلطان اسماعیل سامانی کے نواسے کے بیٹے تھے اور بعد سلطان اسماعیل سامانی
کے احمد بن اسماعیل بادشاہ ہوئے۔ اور احمد بن اسماعیل کے انتقال کے بعد حضرت مولانا تاج الدین
محمد بہلول بن سید شمس الدین محمود نور بخشی بادشاہ ہوئے اور اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا بچاس
برس تک بادشاہی کی کمال غلبہ کے ساتھ بادشاہت کرتے رہے اور اپنے عدل اور انصاف
سے رعایا کو راحت پہنچاتے رہے۔ سلاطین عباسیہ سے کہ وہ زمانہ الراضی باللہ کا تھا،
اور سلطان الراضی باللہ سے کمال رابطہ محبت رکھتے تھے، دو مرتبہ دار الخلافہ بغداد میں
خلیفہ سے ملنے آئے۔ نصربن احمد جو قوت فوجی زیادہ رکھتا تھا اور ارادہ کرتا تھا کہ حضرت مولانا
سید تاج الدین محمد بہلول پر حملہ کر کے ان کی سلطنت لے لے مگر دار الخلافہ بغداد سے اس قدر
ان کو مدد پہنچی کہ کچھ نہ کر سکے اور مفصل حالات آپ کے تازنخ ابراہیمیہ میں حضرت شیخ
علاء الدین سمنانی نے لکھے ہیں۔ یہاں بنظر اختصار لکھا گیا ہے۔

سیدنا جلال الدین کے وزیر نے شہرت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا۔ حضرت مولانا سلطان
 بہ ظہیر الدین محمد بن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول تخت سلطنت پر بجائے پدر
 مندرجہ ہوئے۔ کمال عدل و انصاف کے ساتھ بادشاہت کی اور سکھ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا
 اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت اور نشان آپ کے واسطے مرحمت ہوئے۔ وہی رابطہ صدق و
 محبت جیسا کہ آپ کے والد کو خلیفہ کے ساتھ تھا اسی طرح آپ کو بھی حاصل ہوا۔ ولایت
 زمین ایران میں اپنے والد صاحب سے زیادہ متصرف ہوئے۔ شہر قزوین کو اپنا دار الخلافہ قرار
 دیا۔ خواجہ اثر الدین برہکی کو خدمت و وزارت عطا کی۔ چند بار سلاطین دیار سے جنگ ہوئی مگر
 حق تعالیٰ نے آپ کو مظفر و منصور کیا۔ علماء و فضلا و مشائخ آپ کے جود و عطا سے نہایت
 فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ مصنفین زمانہ نے اکثر کتب اور رسائل آپ کے عہد میں آپ
 کے نام سے تالیف کی ہیں۔ بالخصوص علم و حکمت اور ہندسہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔۔۔۔

نظم

ظہیر الدین محمد اُس شہنشاہ کہ برسر داشت از خورشید اختر
 جہاں زیر نیگیں آورد چوں جسم امارت کرد در اطراف کشور
 کتاب غرائب المخلوقات آپ ہی سے منسوب ہے۔ آپ کے زمانے میں بہت کچھ
 ایجادات جدیدہ کی گئیں۔ سچاس برس تک زمین ایران میں سلطنت کی۔ وہم زینع الآخر کو
 رحلت فرمائی۔ اعلیٰ علیین ہوئے۔ حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر آپ کے
 صاحبزادے بتاریخ ۴۲ رمضان المبارک تحت سلطنت پر اپنے والد کے بعد رونق افروز
 ہوئے۔ کار سلطنت نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ خدمت و وزارت خواجہ شرف الدین
 برہکی کو عنایت کی۔ والد کے وقت کے امراء و دولت نے آپ سے بغاوت اختیار کی۔ ان پر
 لشکر کشی کی گئی۔ بادشاہان زمانہ کی سفارش سے ان کی خطامعات کی گئی۔

نظم

نظام الدین محمد اُس علی شیر کہ شد گیتی ستاں و کشور آرائے
 جہاں در زیر علم خود در آور چو خورشید و پہر و ماہ سمائے

سردار لشکر امیر حمید رسلطنت کے کاموں کو بہت سرگرمی کے ساتھ نبھاتا تھا۔ محمود
 بن محمود غزنوی اس سلطنت سے تعلق اختصاص رکھتا تھا۔ جس وقت سلطان محمود بن محمود
 غزنوی نے قصد ہندوستان کیا، شاہزادہ حضرت مولانا سید سلطان عماد الدین بن حضرت
 مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر ہمراہ آئے اور تصرف ولایت دہلی میں شہرت رکھتے
 تھے۔ جب سلطان محمود نے ہندوستان پر غلبہ پایا، آپس میں نزاع واقع ہوئی، انہی ایام میں
 خبر علالت حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر کی آئی۔ شاہزادہ عماد الدین اس خبر کے
 سنتے ہی فی الفور دار الخلافہ عراق عجم کی طرف روانہ ہوئے۔ تین روز قبل انتقال والد ماجد
 دار الخلافہ میں پہنچ گئے۔ حضرت شاہزادہ مولانا سید عماد الدین دار الخلافہ عراق عجم میں
 باتفاق اہلیان دولت و وصیت والدینرگوار تحت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے۔ اطراف ملک
 ایران میں سرحد تو ران تک اپنی حکومت جاری کی اور خدمت و وزارت شیخ مجد الدین برہکی کے
 سپرد کی اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت و نشان خلیفہ نے آپ کے پاس بھیجا اور تمام امراء و
 رؤسا آپ کی فرمانبرداری میں آئے۔ صدائے عدالت و انصاف اور آپ کے جود و سخا کی عالم
 میں بلند ہوئی۔ سات برس تک آپ نے سلطنت کر کے رحلت فرمائی (تو را اللہ مرقدہ)۔۔۔۔
 ابو السلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سمنانی سامانی نور بخشی باتفاق اہلین مملکت
 علی الاستحقاق تحت سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔

نظم

بسال نیک و میمون و مبارک گل گلزار ابراہیم دارائے
 نشست بر سر اورنگ خورشید بروز فرخ و فرخندہ دارائے
 خلعت و وزارت نظام الملک علاؤ الدولہ برہکی کو عنایت کیا۔ یہ نظام الملک مساتھ
 نظام الملک مجد الدین ابن نظام الملک سنجر سے رابطہ محبت رکھتے تھے جس طرح سے حضرت
 ابو السلاطین سنجر سے دوستی رکھتے تھے۔ منصب امیر الامراء تاج الدین ایک کو اور منصب صدر
 میر محمود قزوینی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے
 بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ انتظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ

بادشاہان زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا۔ آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر و دربار شاہی میں حاضر رہتے۔ اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور عجائب و غرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابوالسلاطین تالیف و تصنیف کرتے تھے ان میں سے کتاب مسبیۃ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کلام منطق معانی ہیئت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض و طول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کہ ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا۔ اگر ایک ایک لفظ شروع سے اس کے مقابل کے خانہ میں پڑتے جائیں۔ ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیانی خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض و طول کے خانہ مقابل سے سیدھا ترچھا کسی گوشہ خانہ کے مقابل کے لفظ لئے جائیں۔ جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا۔ اس کتاب کا نام سبع المسابح بھی رکھا تھا۔ کوئی قاضی دوراں اور کوئی عالم زماں اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہو سکا۔ الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مند جامع علوم کی گنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا محمد والدین سمنانی ہے۔ جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔

قطعہ

صاحب سبع المسابح ہفت رنگ ہفت رنگ آورد و چون ہر ہفت رنگ
ہفت کشور ربع مسکوں ساختہ زیر نہ گردوں کشیدہ ہفت رنگ
پس تو یہ ہے کہ اس قسم کی کتاب عرب اور عجم عراق و شام میں جو مشہور ہوئی اور ہر شخص
نے اصحاب علم و فضل سے اور ارباب حکم شریعت سے سب نے پسند کیا۔ اس کتاب کا دیکھنا اپنا
دستور رکھا کہ اس کتاب کی نظیر کوئی دوسری کتاب نہیں ہوئی۔ لطائف اشرافی میں ہے کہ حضرت محبوب
یزدانی نے فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت ابوالسلاطین نے اپنے زمانہ سلطنت میں ایک ہزار
اسلامی مدرسہ جاری فرمایا اور ہر مدرسہ میں دو ہزار طلبہ پڑھتے تھے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ
ابوالسلاطین شاہ عالی جاہ کو کس قدر توجہ تعلیم دینی کی طرف تھی۔ آپ کے زمانہ مبارک میں دو ہزار
علماء جلیل القدر صاحب فتویٰ اپنے فیض علوم سے عالم کو فیضیاب کرتے تھے۔ * * *

دوسرا صحفہ

حضرت محبوب یزدانی کی ولادت باسعادت اور جہل علوم اور تخت نشینی اور
عدل و انصاف کے بیان میں۔

قال الاشرف حشمت الملوك ظل من اللوہیة وخضوع لہم نوع من
العبودية۔ (ترجمہ) حضرت سید اشراف نے فرمایا بادشاہوں کا رعب و دبدبہ الوہیت
کا پر تو ہے اور ان کا جھک جانا عبودیت کی قسم ہے۔

حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نور العین خاتمہ مکتوبات اشرافی میں جہاں
حضرت محبوب یزدانی کے آباؤ اجداد کا حال لکھا ہے، وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان
السلاطین سید ابراہیم شاہ کے ایام سلطنت رانی میں چند لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر بڑیا نہیں
ہوا۔ اس کے بعد سلسلہ پیدائش دس یا بارہ برس تک بند رہا حضرت سلطان السلاطین کو فرزند
کی آرزو وحد سے زیادہ تھی۔ ہر رویش اور ولی کی طرف بغرض دعا متوجہ ہوتے۔ ایک سال اسی
فکر و تردد میں گزرا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال و کمال یعنی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور نہایت اعزاز و
اکرام اور احترام سے پیشوائی کر کے قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

چو خورشید چرخ نبوت نسوز نمودہ جمال دل آرائے خویش
برافروختہ بجھو نور ہدی بتعظیم خم کردہ بالائے خویش
جب سر قدم مبارک پر رکھا، دل کو کمال بشارت ہوئی۔ حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ اے فرزند ابراہیم! تم کو مترود دیکھتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش

کہتے ہو؟
بادشاہ رونے لگے اور کمال عجز و انکساریوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزو
میں دارت تخت و تاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں۔ اگر حضور کے ابرار ان نبوت اور
ہیتم کائنات رسالت سے میرے باغ خزاں رسیدہ کو سرسبز حاصل ہو اور فرزند عطا
فرمائے تو کمال عنایت ہوگی۔

قطع

اگر اندر نیاں رسالت گشتان من از لطافت دارائے
شگوفہ آورد سرسبز گردد نہال گلشن امید پیرائے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے
ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا نام اعرف محمد رکھنا۔ لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت
ظاہری و باطنی ہوگا۔

قطع

امید از داور دارائے گیتی کہ ہفت اورنگ او کرد و برپائے
چنان ست کان مہ چرخ ولایت بود خورشید برج دین و دنیا
نیم لطف الہی جو علی اور شمیم خوشی اور شادمانی عالم میں پھیلی تار تار شرف میں شرف الملت
والدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا ابوالفضل نظام مبینی جامع لفظ طائف اشرفی فرماتے ہیں کہ
میں نے بارہا خدمت عالی محبوب یزدانی میں سبب ترک سلطنت جب دریافت کیا تو حضرت اس
کے بیان میں تجاہل (چشم پوشی) فرماتے تھے۔ جب ایک مدت کے بعد حضرت کے ہمراہ دار السلطنت
سمنان میں گذر ہوا۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سلطان اعرف محمد کی زیارت نصیب ہوئی اور
حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی جو اہل عمر میں حضرت ابوالسلاطین کے دربار میں وزیر تھے اور
اہل عمر میں کسی جنگ میں آپ پر جذبہ سلوک پیدا ہوا۔ ترک وزارت کر کے بطلب راہ سلوک
بغداد شریف میں جا کر حضرت شیخ نور الدین عبدالرحمان اسفرائی سے شرف بیعت حاصل کر کے
طلب راہ سلوک میں فقر اختیار کیا تھا اور آپ خاندان سلاطین سمنان سے تھے حضرت محبوب

یزدانی کے قرابت داروں میں بھی تھے۔ جب آپ کی ملازمت حاصل کی اور حضرت محبوب یزدانی کے
ترک سلطنت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوالسلاطین مولانا سلطان ابراہیم شاہ بارہ برس کی
عمر رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت تخت و تاج شاہی سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت
عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرتے تھے۔ جب آپ کا سن پچیس برس کو پہنچا، حضرت
خدیجہ بیگم جو اولاد کا رسلطان العارفین خواجہ سید احمد سیوی قدس سرہ سے تھیں، ان کو اپنے عقد
نکاح میں لائے۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسل خاندان
سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن مجید ادا ئے نوافل اور وظائف میں شب
روز زبرد کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدت العمر میں کبھی آپ کی نماز
تہجد قضا نہیں ہوتی۔

ثنوی

شب فارغ است از پرستش گری ز روز از تماشا ئے دل پردی
بمقدار آن سرور آرد بخواب کہ مرغے بردوں آورد سر ز آب
جب حضرت ابوالسلاطین قدس سرہ کے دو تین صاحبزادے پیدا ہوئیں اور اکٹھا
بارہ برس تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تو حضرت سلطان کے دل میں خواہش اولاد سے زیادہ
ہو گئی۔ آپ جب کسی درویش سے ملتے، اولاد کے طالب ہوتے۔

قطع

ہر کہ در ہمت مردان زند بر رخ او زود شود فتیاب
ہمت دلہا ست کلید مراد گیر کلیدش کہ شوی گنج یاب
ایک بزرگ مجذوب حضرت ابراہیم شاہ نامی شہر سمنان میں رہتے تھے اور حضرت
سلطان کو ان کے نسبت عقیدہ ملی تھا۔ ایک روز صبح کے وقت بیگم اور بادشاہ دونوں بصلے
پر بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مشغول تھے کہ مجذوب صاحب سامنے نمودار ہوئے۔ بادشاہ اور
بیگم دونوں متعجب ہوئے کہ محل شاہی میں چہاں چوکی پہرہ رہتا ہے ان کو کس نے یہاں آنے
دیا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی کرامت سے اندر چلے آئے۔

قطعہ

یہ ایناں مسیں جو راہ خود را کہ ایشان را بود راہے بہزار
اگر در طرفہ العینی بخواہند بر آرد راہ از دریا و کہسار
جس وقت حضرت مجذوب کو سلطان نے دیکھا پیشوائی کے لئے چند قدم بڑھ کر ان کو
لائے اور تخت شاہی پر لاکر بٹھا دیا۔ ایک لحظہ حضرت مجذوب صاحب خاموش بیٹھے رہے اور
بادشاہ دونوں ہاتھ باندھے ہوئے زیرِ تخت مودب کھڑے رہے۔ مجذوب صاحب نے
سلطان ابراہیم صاحب سے کہا کہ اسے بادشاہ میں تجھ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں کیا اولاد کی
خواہش رکھتے ہو؟

بادشاہ نے خوش ہو کر عرض کیا کہ آپ حاکم ہیں اگر عنایت کریں۔
فرمایا کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ کہ سپر عجبہ روزگار تم کو دوں گا۔
عرض کیا جو کچھ حکم ہو حاضر کروں۔

فرمایا کہ ہزار سکہ شاہی چاہیے۔
بادشاہ نے لاکر آپ کے دامن مبارک میں ڈال دیئے۔

خوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیم کو تم نے جل دے دیا اور مفت میں بیٹھا
لے لیا۔ جب آپ چلے حضرت سلطان تعظیم آپ کے پیچھے ہوئے۔ چند قدم چلے تھے کہ
مجذوب صاحب نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ:

”اب کیا چاہیے اپنا لڑکا تم نے پالیا اور کیا مبارک پر کہ تمام عالم ان کے نقش مقدس
سے فیضیاب ہوگا۔“ اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم مجذوب تشریف نہیں لائے جب تک کہ
محبوب یزدانی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر آپ کی ولادت باسعادت کے دن آئے اور یہ خوش خبری
زبان پر لائے کہ خبردار خبردار اس لڑکے سے واقف ہو کہ یہ امانت پروردگار کی تم کو سپرد کی گئی ہو
جس وقت نہال گلشن شہر یاری اور بیل بوستان تاجدار نے اپنے قدوم سے اس سلطنت
سمنان کو منور فرمایا، حضرت ابوالسلاطین سلطان ابراہیم نے تمام علماء و مشائخ شہر کو اپنی مجلس میں
جمع کیا۔ اور خزانہ کا دروازہ فقرار اور مساکین کے لئے کھولا دیا اور غوب بکمال مرتہ خبرات کی
تمام اطراف و جواب کے شعرا و فضلا جمع ہوئے اور تہنیت نامے اور قصیدے مبارک بادی

کے دربار شاہی میں پیش کئے۔ ہر شخص کو حسب حیثیت اس کے زرد و جو اہر سے مالا مال فرمایا۔

نظم

جو غور شید از سپہر کامرانی درخشاں شد ز برج شرف آرائے
جہاں روشن شد از نور عذارش نثار آورد چرخ از دُرِ دریائے
نہال از گلشن ایمند سرزد بہ سر بزی نہال گلشن آرائے
چنان سر بزد باغ ایمندش کہ بارش غور و ہر کس در ہمہ جائے
بادشاہان اطراف نے تہنیت نامے تولد فرزند ارجمند دربار سلطان السلاطین میں بھیجے
اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت و نشان لے کر وکلا بر سلطنت مبارک باد کو آئے۔ حضرت
محبوب یزدانی کے ذکر ولادت باسعادت کے حسب حال فقیر اشرفی جامع رسالہ لکھنا
نے یہ چند اشعار لکھے ہیں :-

ہو ایشاد اب پھر گلزار سمنان گل تازہ بہ ہر خار سمنان
وہ درجے بہا پر پیدا ہوا ہے کہ جس سے گرم ہے بازار سمنان
نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں مبارک ہو در شہوار سمنان
دعائیں شوق دل سے دے رہے ہیں ولی و کامل و ابرار سمنان
ہوا آراستہ ایوان شاہی بنا رشک جنان دربار سمنان
ہوا پیدا وہ غور شید ولایت منور ہو گیا کہسار سمنان
طلوعِ ماہ اوج دلبری ہے چمکتے ہیں درو دیوار سمنان
خوشی میں فوج والے کہہ رہے تھے ہوا پیدا سپہ سالار سمنان
چمن میں بلبلوں کا چہچہا سقا چمن میں بلبلوں کا چہچہا سقا
ایسروں کو ملی آزاد کی قید شگفتہ ہے گل گلزار سمنان
کھلا باب خزانہ اور لٹا زر طفیلِ مقدم سردار سمنان
لئے شاعر قصیدے تہنیت کے گدا ہر اک ہوا زردار سمنان
لئے سب زرد و گوہر کئی دل سناتے تھے سرباز سمنان
فدائے دولت و ایثار سمنان

بشارت دیتے تھے قطاب ابدال
کہ یہ فرزند ہوگا غوث عالم
جنود اللہ میں ہر سو ہے چہر چا
یہ ہوں گے موجب تنویر عالم
جناب شاہ ابراہیم کے گھر
انہیں کا ہے لقب غوث جہانگیر
تمامی اویار کے ہیں یہ افسر
نہ ہو کیوں اشرفی سوجان و دل سے

جب سن مبارک حضرت محبوب یزدانی کا چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا
دربار شاہی میں جلسہ شادی اور شادمانی کیا گیا اور تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں
ایک بندہ کی گئی۔ طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ
بچھائی گئی۔ حضرت مولانا عماد الدین تبریزی نے بسم اللہ کرائی اور اسجد پڑھائی۔

قطعہ

چومہ پارہ برج خورشید نور
مہ برج خورشید تابندہ روئے
نندہ چار سال و مہ و روز چار
پیردند بر پیر استاد دہر
الف بائے بر لوح آفتاب
فلک در انجم زیاد رخس

اطراف کے بادشاہ ہوں نے اور اس دربار کے امراء نے اس قدر زور و جواہر
نقد میں لا کر پیش کیا کہ مولانا عماد الدین تبریزی کے پاس ایک خزانہ ہو گیا۔ حق تو یہ
ہے کہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سچوائے مَن یُؤْتِی الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوتِیَ
خَیْرًا کَثِیْرًا اور بمقتضائے ذَٰلِکَ فَضَّلَ اللّٰهُ یُؤْتِیْهِ مَن یَّشَاءُ...

اُداستہ کیا ہو، ان کو تعلیم دینا اور پڑھانا محض ایک بہانہ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ حق تعالیٰ
اپنے محبوب نبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس سے تعلیم دلائی اور کس نے ان کو
پڑھایا۔ ایک سال کے درمیان میں حضرت محبوب یزدانی نے ساتوں قرأت کے ساتھ
قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب سات برس کا سن ہوا اصطلاحات علوم عربیہ فرمانے لگے۔

قطعہ

چوں سال مبارک بہ ہفت آمدہ علوم دو ہفتہ نہادہ بجائی
بسال دو ہفتہ چوں پا برہنہاد بہر ہفت پوشیدہ اورنگ زائے
حضرت محبوب یزدانی کو چودہ برس کی عمر میں تفصیل کی دستار بندی ہوئی
ایک سال فن سپہ گری سیکھا۔ جب مولانا ابوالسلاطین حضرت سلطان سید ابراہیم شاہ
اس خاک دان دنیا کو ترک فرما کر جنت کو روانہ ہوئے۔ تخت اور تاج شاہی حضرت مولانا
سلطان سید احمد الدین والدینا اشرف السلاطین محبوب یزدانی کو نصیب ہوا۔
بادشاہان ماتحت نے آپ کی فرماں برداری قبول کی اور دروازہ مبارکبادی کا رخسہ زین
پر کھلا۔ تمام اطراف و جوانب کی سلطنت میں سکھ اور خطبہ حضرت محبوب یزدانی کے نام
تامی کا جاری ہوا۔ بارہ برس تک بکمال غلبہ سلطنت کی خدمت وزارت مجدد الملک تبریزی
اور خواجہ محمود برنگی اور شرف الدین اور عماد الدین کے متعلق فرمائی۔ اور منصب امیر الامراء
بہرام بیگ اور فریدون بیگ وزیر الحمافل کو اور کمال الدین مقدر الملک کو عنایت کیا
کسی کو ادنیٰ اور اعلا سے نا انصافی کی شکایت نہ ہوئی۔

مثنوی

چو اورنگ سمنان بد و تازہ گشت
بدوران عدلش ہمہ روزگار
زہے عدل و انصاف آں دادگر
کہ بر پیش گر گئے نہ ہند دگر
ہر شاہیں زندہ بال باز ہی کلنگ
کہو تر سوئے باز آورد جنگ
اگر قبل بر فرق مورے گذر
کند مور بر فیل آورد نظر

کہ اس دورِ سلطانِ اشرف بود چہاں ظلم تو بر سرِ من رود
دارالسلطنت سمنان کو اپنے ایرِ انصاف سے سرسبز اور شاداب کر دیا۔ آپ کی خیر
عدالت و انصاف سُن کر بادشاہانِ اطراف کو رشک آتا تھا۔
حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت محبوب یزدانی
شکار میں گئے۔ دو تین روز شکار گاہ میں ٹھہرے۔ اطراف کے جنگل میں شکار کر رہے تھے
سپاہیانِ لشکر حضرت کے ہر طرف شکار میں مشغول تھے۔ حضرت محبوب یزدانی باز اور
جرّہ اور دیگر شکاری جانوروں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک دیہات کی
رہنے والی بڑھیا بغرضِ انصاف آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا کو میرے سامنے لاؤ۔
جب ہمراہیوں نے حاضر کیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا ہے تجھ سے
کوئی چیز کسی نے ظلم سے لے لی ہے؟
عرض کرنے لگی کہ میرا دہی آپ کے لشکر والوں میں سے ایک شخص نے بلا قیمت ظلم سے
لے لیا۔

فرمایا کہ اس جماعت میں دیکھو جس نے تیرا دہی لیا ہے وہ موجود ہے؟
بڑھیا نے غور سے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ شخص اس جماعت میں نہیں معلوم ہوتا۔
بیکایک ایک سوار شکار لئے ہوئے دور سے نمایاں ہوا۔ بڑھیا نے کہا دہی ظالم
سوار آرہا ہے۔ جب حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ :-
اس نامراد ضعیفہ کا دہی ظلم سے لے کر کیوں کھایا؟
اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ بڑھیا جھوٹ کہتی ہے میں نے دہی نہیں
کھایا ہے۔

حضرت نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرا کوئی گواہ ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

فرمایا، میں حکمت سے جھوٹ اور بیج معلوم کر لیتا ہوں۔ کسی کو حکم دیا کہ جلد کھیاں
پکڑ کر لاؤ۔ اور سوار نے کہا کہ اس کو کھا۔ کھاتے ہی اس کو قے ہوئی۔ ہنوز دہی ہضم نہیں

ہونے پایا تھا کہ قے سے برآمد ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ عرض کہ اس سوار
کا گھوڑا مع زین و زین و لگام اس بڑھیا کو عنایت فرمایا اور اس سوار کو تنبیہا زد و کوب
کر کے اس کو نکال دیا۔

قطعہ

میں اس انصاف کے قرباں میرے محبوب یزدانی
نزلے عدل بے پایاں میرے محبوب یزدانی
جلالِ جبردی اور عدلِ فاروقی دکھاتے ہو
تلا یہ کس کو غز و شاں میرے محبوب یزدانی
ایک دن حضرت محبوب یزدانی تختِ سمنان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فریادی
آدمی آیا۔ فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ کہ اس کی فریاد سنوں۔
جب فریادی سامنے آیا، عرض کرنے لگا کہ آج کی رات فلاں جماعت میں سویا تھا
جب جاگتا تو دیکھا کہ چالیس اشرفیاں جو میری کمز میں بندھی ہوئی تھیں کسی نے چرائی۔ اب
سب لوگ انکار کر رہے ہیں۔
حکم فرمایا کہ اس جماعت کے سب لوگ حاضر کئے جائیں۔ جب سب لوگ حاضر کئے
گئے تو ایک ایک سے دریافت کیا کہ تمہاری جماعت میں یہ فقیر سویا تھا۔ چالیس اشرفیاں
اس کی کس نے چرائیں؟

سب لوگ نہایت عاجزی سے پیش آئے کہ ہم سے یہ تصور نہیں ہو سکتا ہوگا۔
حضرت محبوب یزدانی نے ارکانِ دولت اور وزرائے سلطنت کی طرف رخ کر کے
فرمایا: جب مدعی کے پاس کوئی ثبوتِ شہادت نہیں تو ایسے موقع پر موافقِ شریعت بجز
قسم لینے کے اور کیا چارہ ہے؟ لیکن ایک معقول حکمت میں نے سوچا ہے شاید رقم
مفقودہ مل جائے۔ حکم ہوا کہ سب آدمی اس جماعت کے چھوٹے بڑے میرے قریب آجائیں۔
ایک ایک آدمی کو آپ اپنے پاس بلائے اور دستِ مبارک ان کے سینے پر رکھتے
دس آدمیوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد ایک شخص کے سینے پر جب دستِ مبارک رکھا اور

دیکھا کہ اس کے دل میں سخت حرکتِ اختلافی پیدا ہو رہی ہے۔ بغور دیکھ کر فرمایا اور حکم دیا کہ: ”اس کو لے جاؤ اور اس سے فقیہ کی اشرفیاں دلوادو“
 ملازمانِ شاہی نے تھوڑی ہی زد و کوب کی تھی کہ مجرم نے اقرارِ جرم کر لیا اور اشرفیوں کی ہمیانی لاکر پیش کی۔ شمار کرنے سے صرف ایک اشرفی کم نکلی۔
 غرض کہ اس قسم کی عدالت اور انصاف حضرت محبوبِ یزدانی سے اس قدر سرزد ہوئے جس کا بیان میں لانا دشوار ہے۔ **نظم**

کیا ترا عدلِ جہانگیر ہے اللہ اللہ
 ظلم کا سرتہ شمشیر ہے اللہ اللہ
 گربہ درگاہِ عالی نے کب شیر کو زیر
 کیا ترے نام کی تاثیر ہے اللہ اللہ

تیسرا صحیفہ

حضرت محبوبِ یزدانی کے ایامِ سلطنتِ رانی میں اور حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیمِ باطنی پانے اور روحانیہ پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیضِ روحانی حاصل کرنے، اور بہ ترغیب حضرت خضر علیہ السلام ترکِ سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے اور اثنائے راہ سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں

قَالَ الْأَشْرَفُ الْأَثَرُ هُوَ الْإِعْرَاضُ عَنِ النَّفْسِ وَالْإِنْقِرَاضُ عَنِ الْبَشَرِيَّةِ
 الدَّلَاسِ۔ (ترجمہ) فرمایا حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے ”ترک‘ منہ پھیرنا ہے نفس سے اور قطع کرنا بشریت سے گندگی کو“

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ ایامِ سلطنتِ رانی اگرچہ حضرت محبوبِ یزدانی امورِ ملی کا شغل رکھتے تھے لیکن پابندیِ ادائے فرائض اور سخن و واجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آدابِ ارکانِ شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہِ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیئے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا۔ دغدغہِ سلوک الہی لڑا کین سے دل میں جما ہوا تھا جو کوئی گروہ فقر اسے آپ کو ملتا اس سے استفسار براہِ سلوک کرتے، مگر کوئی درویش بوجہ اس کے کہ حضرت کا نصیبِ نعمت فقر و دوسری جگہ سے تھا اس لئے کوئی آپ کی تعلیم اور تربیتِ باطنی میں دست اندازی نہ کرتا تھا۔ خوبیِ تقدیر سے ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ”ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معانی اسم مبارک اللہ بے واسطہ زبانِ قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاسِ انفاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو۔ خبردار اس سے غفلت نہ کرنا۔ اس وقت سے حضرت محبوبِ یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا تھا۔ دو سال تک انہیں اشغال

تعلیمِ حضری میں بسر کی جس وقت روحانی پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے اذکارِ اویسیہ سے مشرف فرمایا۔ تین سال تک ان اذکار اور افکار میں مشغول رہے۔ ہر چند کہ حضرت محبوبِ یزدانی ان اذکار و اشغال میں بسر کرتے لیکن دل سے ایسے مرشد کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں۔

نظر

اگرچہ درہمہ اوقات انفاس
لیکن ازہمہ خوابان ارشاد
کہ تا حاصل نہ گرد پیسہ ظاہر
جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس^{۲۵}
برس کی عمر کو پہنچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابندی شریعت اور تقویٰ سے راستہ تھا بظاہر
ملکی انتظام میں بسر کرتے، مگر توجہ قلبی راہ سلوک الہی میں شبانہ روز رہتے۔ اتفاقاً عشرہ اخیر
ماہ رمضان المبارک میں شب بیداری شب قدر کرہے تھے کہ ستائیسویں شب رمضان المبارک
میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا:

۴۴

کارت بنظام آمدہ معشوق بکام
اے اشرف اگر تخت سلطنت دیدارِ خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزارِ معبود سے چنے
چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندستان کی طرف رخ کر دو۔

نظم

اگر خواہی وصال یار دلدار
حضوری لذت دیدار رخسار
بیا بر خیز سر در راہ آور
کہ دوست یار شد اقبال یادر
کہ وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انھیں کے باغ ولایت سے
متہلہ گل مقصود ملے گا۔ ان کی ولایت لاناہایت سے عالم بھرا ہوا ہے اور ان کی عنایت بنیائت
کی مقرر ص، عالم اور بنی آدم سے گمراہی کو تراش رہی ہے۔

ایات

کہ اُس جا کامل از کا ملاں است
جہاں از نور خورشید ولایت
بہند اُس قبلہ حاجات باشد
جہاں را کعبہ مقصود گویند
جہاں تاب است خورشید ولایت
درش چون نقطہ نون چرخ دوار
اگر تابہ از و یک ذرہ نور
عنایت نامہ اُن شاہ دیندار
زہے عالی نظر کن التفاتش
نظر گر از رہ تائید بکند
مس اجسام را اکسیر بکند

کسے کو را بہ بیند کا ملاں است
منور کردہ از روئے عنایت
کہ اُب خضر در ظلمات باشد
زماں را قبلہ معبود جویند
ضلالت برد از نور ہدایت
بدو را و بگردد ہمچو پرکار
چومہ خورشید گردد ذرہ مستور
رہانندہ از قیود نفس امار
ولایت بردہد عالی صفاتش
مس اجسام را اکسیر بکند

گروہ اخبار اُن کو صاحب قدم کہتے ہیں اور گروہ ابرار اُن کو واجب قدم کہتے ہیں
اور اوتاد اُن کو سچائی صادق کہتے ہیں اور ابدال اُن کو عیسیٰ نفس کہتے ہیں اور اصحاب میدان
اور ارباب عرفان اُن کو شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات اور بعض آدمی شیخ علاؤ الدین تل
کہتے ہیں۔ عالم ملکوت میں ان کو موسیٰ انا کہتے ہیں اور عالم جبروت میں ان کو خلیل انوار کہتے
ہیں اور عشاق ان کو یوسف ثانی سمجھتے ہیں کہ میں خضر ہوں ان کو خلق محمد کہتا ہوں۔

مفتونوی

یکے از فتوۂ ابرار گوید
 یکے از صاحبِ اسرار خواند
 یکے از ہادی و مہدیش گفتہ
 یکے از واصلانِ راہ خواندش
 منم کہ کنزِ جانِ روایشار پویم
 جب یہ خوشخبریاں حضرت خضر علیہ السلام سنا چکے نظر سے غائب ہو گئے۔ جب صبح
 دگر از عمدۂ انخبر گوید
 دگر از واپسِ انوار داند
 دگر از لولوئے ارشاد سفتہ
 دگر از کمالانِ شاہ خواندش
 دمی احمد، محمد، حسیق گویم

صادق ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے کمر ہمت چست باندھی۔ تخت و تاج سلطنت اپنے چھوٹے بھائی اعزاز شہ سلطان محمد اعرف کو سپرد کیا۔ اور ان کی وزارت میں محمدی بیگ امیر الامار اور محمد یار بیگ قدوة القباہل ممتاز ہوئے اور امرائے دولت میں صدر جلال الدین اور محمود بیگ اور فرید بیگ سرفراز ہوئے۔ جہان بانی اور عدل و انصاف و رعیت پروری جیسی کہ چاہتے سلطان اعرف محمد سے یکسال خوبی ظاہر ہوئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے خدمت بابرکت والدہ ماجدہ رابعہ ثانیہ بیوی خدیجہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو میں اس سلطنت دنیا کو ترک کر کے فقر اختیار کروں اور بادشاہت ملک آخرت کی حاصل کروں۔

حضرت کی والدہ نے فرمایا کہ اے فرزند جب تم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے روحانی پاک ہمارے جد حضرت سلطان العارفین خواجہ سید احمد بیوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی تھی کہ تم کو ایسا فخر و تہذیب ہوگا۔ دنیا اس کی آفتاب ولایت کی چمک سے روشن ہو جائے گی اور اس کی نور ہدایت کی بدولت جہاں سے گمراہی مٹ جائیگی۔

قطع

تراپو دے پدید آید چوں خورشید کہ از نورش بود آفاق روشن
گلے از بوستان تو شگوف کہ از بویش بود اطراف گلشن
اب میں جانتی ہوں کہ وہ نسیم رحمت الہی چلی مبارک ہو میں تم کو خدا کی راہ میں سپرد کر
دیتی ہوں اور اپنی حقوق مادر کی بخش دیتی ہوں۔

نظم

جاوید بیٹا کیا سپرد خدا اور حقوق اپنے سارے بخش دیا
یہ جدائی تیرے ہی ہے دل پر شاق زندگی بھر رہے گا داغ فراق
میر کرتی ہوں مثل ام ذبیح سخت دل کر لیا ہے میں نے مزاج
حشر کے دن ملو گے اے بیٹا زندگی میں محال ہے ملنا
بیٹا میں بھی ہوئی منجھت و مسن پھر کہاں یہ نصیب وصل کے دن

ملک عرفاں پہ کامیابی ہو فقر کی راہ طے شتابی ہو
لیکن میری ایک نصیحت ملحوظ رکھنا کہ جب دار السلطنت سمنان سے نکلتا نشان و شوکت شاہانہ اور دیدہ بہ خروارہ کے ساتھ مع نشان و نقارہ و سپاہی و مراتب لشکر ہمراہ لے کر نکلتا۔ میں اپنے دل میں خیال کرتی رہوں گی کہ میرا فرزند بغرض کشور کشائی کسی دوسرے ملک پر چڑھائی کرنے کو جا رہا ہے۔ بموجب فرمان مشفقانہ والدہ ماجدہ بارہ ہزار آدمی ان میں دو ہزار قوری جو لوگ ہمیشہ سیر و لشکار اور جنگ میں ہمراہ رہتے تھے سب کو ساتھ لے کر شوکت شاہانہ کے ساتھ تھر سے باہر نکلے۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت کے ہمراہ چند منزل پہنچانے آئے۔ بارہ ہزار قوریان و سپاہیاں جو ہمراہ تھے تین منزل تک برابر ساتھ آئے اور جو کچھ نصائح اور ہدایت بزرگان متعلق اس سفر کے تھیں زبان مبارک پر لائے اور حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا۔ اس کے بعد حضرت نے ہر شخص کو ہر منزل میں رخصت کرنا شروع کیا۔ عبید نام کا ایک خدمت گار محرم تھا اور شاہانہ روز خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ ہر چند اس کو رخصت کرتے تھے مگر وہ حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا جس وقت نہایت مبالغہ اصرار کے ساتھ رخصت کیا، عبید بے اختیار رونے لگا۔ اس کے رونے سے حضرت محبوب یزدانی کو بھی رقت آگئی۔

مثنوی

چوں از ہم شد جدا و لدا ر جانی رواں از تن برآمد زندگانی
کنوں باید بہم خوشنود کردن ہوائے خوشتن بدر کردن
بعض یاران خلص ما و را را الہر پہنچانے آئے۔ آخر ان کو بھی رخصت کیا۔ جس وقت حضرت دار السلطنت سمنان سے نکلے تھے یہ اپنی غزل کمال ذوق سے پڑھتے جاتے تھے۔

غزل

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی محرم اسرار با جاناں شوی
پا بہ تخت و تاج سر در راہ نہ تا سزائے مملکت یزداں شوی
چہیت دنیا کہستہ دیرانہ.... درو آباد ایں ویراں شوی

تاجکے در دام دنیای پائے بند در ہوائے دائہ پیراں شوی
دام فانی برگسل از پائجاں تا تو واصل باقی از سجاں شوی
برگذر از خواب و غور مردانہ دار تا براہ عشق تو مرداں شوی
گر نہی پا برسرا و رنگ جاہ تارکش چوں اشرف سمنان شوی
حضرت مولانا سید شاہ امام اشرف انثرنی جیلانی جاسی سے منقول ہے کہ جب حضرت
محبوب یزدانی ترک سلطنت کر کے مکرمیت راہ خدا پر محکم باندھ کر چلے۔ حضرت خواجہ حافظ
شیرازی جو حضرت کے رعایا شیراز سے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو دیکھ کر یہ شعر اپنے
دیوان کا پڑھنے لگے۔

شکر ننگ شونہ ہم طویان ہند کیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
اور حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایام سلطنت رانی حضرت محبوب یزدانی کی
خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ خواجہ حافظ شیرازی کے بارے
میں فرمانے لگے۔

خواجہ حافظ شیرازی یکے از مجذوبان درگاہ الہی و محبوبان بارگاہ نامناہیت یاس
فیروز مندی داشت و مدت باہم دیگر صحبت داشتہ۔
جس طرح حضرت محبوب یزدانی کو بطریق اولیہ، حضرت خضر علیہ السلام کے روحانی
پاک سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض پہنچا، اسی طرح خواجہ حافظ شیرازی
رحمۃ اللہ علیہ بھی فیضان اولیہ سے مالا مال ہوئے۔

جب حضرت بخارا میں تشریف لائے۔ ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت محبوب
یزدانی کے سر مبارک کو کپڑا کر اپنے سر سے ملا کر اس قدر ہلایا کہ حضرت کو کسی قدر کیفیت پیدا ہوئی
جب آپ کے سر کو چھوڑا مجذوب صاحب نے پورب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جلد اس
طرف کو چلے جاؤ۔

جب حضرت سمرقند میں پہنچے وہاں کے شیخ الاسلام کو دیکھا آپ کی وضع اور شانہ
انداز کو دیکھ کر پہچان گئے کہ ضرور کسی ملک کے بادشاہ ہیں۔ حضور کی ضیافت اور دعوت عمدہ

طور سے کی۔ اس دعوت سے حضرت محبوب یزدانی کی طبیعت خوش نہیں ہوئی۔ دل میں
کہنے لگے کہ فقیروں کو اس سے کیا کام۔

سمرقند تک دو خواص گھوڑوں پر سوار حضرت کے ہمراہ باقی رہ گئے تھے۔ دل میں
سوچے کہ یہ گھوڑے زین زریں کے ساتھ سواری میں ہیں۔ یہی باعث رسوائی ہوتے ہیں
دونوں گھوڑے، خواصوں کی سواری کے معزین زریں ایک مسکین کو بلکہ دے دی اور اپنا
گھوڑا بھی ایک فقیر کو عطا فرمایا۔

ثنوی

مجرور روئے راجبائے رساند کہ از بود او بیچ دروے نماند
کے کو ہوائے رخ یار کرد ہم در سر راہ ایستار کرد
شب کو ایک گاؤں میں جا آئے پیدل چلنے سے ماندہ ہو گئے تھے جہاں آئے وہاں سو گئے
تھے۔ اُسی رات کو حضرت محبوب یزدانی کی آنکھ کھلی یہ دونوں خواص سو رہے تھے۔ حضرت کے
دل میں یہ خیال آیا کہ ان دونوں کی صحبت بھی ترک کرنا چاہیے جس میں تجربہ کی حاصل ہو۔

قطعہ

کے کو صحبت دلدار خواہد ز صحبت خویش ہم دل تنگ آید
گریز از صحبت خویش اندر پی راہ کہ پا از ہم رہت بر سنگ آید
اس کے بعد حالت عشق میں قطع راہ کرنے لگے اس طرح سے مردانہ عاشقانہ قدم
اٹھاتے تھے کہ اگر پائے مبارک میں کانٹا گڑ جاتا تو پھول سے زیادہ نرم معلوم ہوتا۔

قطعہ

براہ عشق اگر در پا خلد خار نباید از رہش پرہیز کردن
کہ از خارش بے گہا شگوفد قدم بر خار باید تیسزد کردن
وہاں سے سفر کرتے ہوئے خطہ اوچھ میں تشریف لائے جو نواب بھاوپور کی ریاست
میں ہے اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ کی ملازمت حاصل
کی۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ

میں پہنچی اور ایک زمانہ کے بعد گلزار سیادت سے نسیم تازہ چلی۔ فرزند نہایت مردانہ راہ خدا میں نکلے ہو مبارک ہو۔ اور جلد پورب ملک بنگال کی طرف چائیے کہ برادریم علاؤ الدین گنج نیات قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔ خبردار۔ خبردار کہیں راستہ میں زیادہ نہ ٹھہرنا۔

قطعہ

قدم در راہ نہ زہار زہار کہ یاراں را بود دو دیدہ براہ
اقامت در رہ مقصود ہر گز نہاید کرد تا برسی بدرگاہ
جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا اور مقامات فقر سے حضرت کو بہت کچھ عطا کیا جس کی شرح سلسلہ عطائے نعمت بزرگان میں کی گئی ہے۔ وہاں سے منزل در منزل قطع راہ کر کے دہلی پہنچے۔ اس وقت دہلی میں ایک جوان حسین یوسف صورت صدیقی سیرت صاحب ولایت تھے۔ انھوں نے کہا کہ :-

”اشرف خوش آمدید۔ خبردار! راستے میں کہیں زیادہ قیام نہ کرنا کہ برادر علاؤ الدین گنج نیات قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں“

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا عرض کرتا ہے کہ جس پر عنایت ازلی ہوتی ہے اس کے لئے سامان قدرتی پیدا ہوتے ہیں کہ خضر علیہ السلام ان کی تعلیم کو جاتے ہیں۔ روحانیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض اٹھاتے ہیں۔ راہ میں جو کوئی درویش کامل ملتا ہے وہ اپنے فیض سے مالامال کرتا ہے۔ اہل خدمات ارباب سلوک اور مجاذیب اس کو بشارت دیتے ہیں اور شیخ برحق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کاش مجھ غلام بیچ کارہ ناہنجار کی طرف ایک نظر توجہ فرمائیں تو نعمت دارین سے غنی ہو جاؤں۔

قطعہ مؤلفہ

اشرف از کرم قدر بہ نام نبود پیش احسان تو پروائے زمانم نبود
از جناب تو کجا اشرفی خستہ رود کہ بجز درگاہ تو جائے امامم نبود
جب حضرت محبوب یزدانی حسب ہدایت صاحب ولایت دہلی سے پورب کو روانہ ہوئے

قصیر سلاؤ جو بہار شریف کے قریب ہے وہاں پہنچے اور چندے قیام فرمایا۔ اب تک حضرت کی عبادت کی جگہ وہاں موجود ہے۔ جس وقت آپ سلاؤ سے بہار شریف کی طرف چلے یہاں حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد بجلی میزری قدس سرہ کے روح پر واز کرنے کا وقت تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبردار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیوں کہ ایک سید صبح النسب تارک سلطنت ساتوں قرأت کا حافظ چودہ علوم کا عالم عنقریب یہاں آئے گا وہی نماز جنازہ پڑھائے گا۔

آپ کے اصحاب بموجب وصیت تجہیز و تکفین کر کے حضرت محبوب یزدانی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کچھ تاخیر ہوئی تو حضرت شیخ چولھائی خادم حضرت مخدوم الملک کے شہر سے باہر تلاش کے واسطے نکلے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی تشریف لا رہے تھے۔ شیخ چولھائی اپنی نور فرست باطنی سے پہچان گئے۔ پوچھا آپ سید ہیں؟

حضرت نے عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔

اسی طرح جو خوشائیاں حضرت مخدوم الملک نے فرمائی تھیں سب آپ میں پائی گئیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو آگے کیا اور خود پیچھے ہوئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خانقاہ عالی میں پہنچ کر حضرت مخدوم الملک کے خلفاء اور اصحاب سے ملے سب نے باتفاق صحبت میت بموجب وصیت امامت نماز جنازہ کا استراہ کیا۔ اول حضرت نے کچھ عاجزی کی آخر سب نے حضرت محبوب یزدانی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔

بیت

پوچھ پیٹھ داشتند از لطف پیش ز یاران دگر ہم پیش بردند

جب حضرت محبوب یزدانی نماز جنازہ پڑھا چکے اور میت کو لوگوں نے سپرد خاک کیا آپ کی خاطر شریف میں یہ خطرہ پیدا ہوا بہار ولایت بنگال میں شامل ہے۔ شاید میرے مرشد یہی تھے جو انتقال فرما گئے۔

اسی وقت روحانی پاک حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ فرزند اشرف خاطر جمع رکھو کہ تمہارے پیر بدولت و سعادت مسند ارشاد پر جلوس فرما ہے

ہیں اور طالبانِ راہ خدا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ ابھی زندہ اور سلامت ہیں۔

ابیات

نشترے بر سر اور رنگ اقبال جہاں گیر دہ تیغ و جد احوال
ز روئے تربیت آن ضیغم غاب گرفتہ بر سر استلیم اصحاب
بہ ہمت پائے سر در راہ اور کہ دارد بہر تو صد چشم بر دور
خاطر شریف حضرت محبوب یزدانی کو تسکین حاصل ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دستِ مبارک حضرت شیخ شرف الدین قدس سرہ کا قبضہ ہاتھ نکلا۔ حضرت کے اصحاب کو حیرت ہوئی اور آپ کے ہاتھ نکلنے کا سبب کسی کے سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک دوسرے سے پوچھنے، کوئی ہاتھ نکلنے کا باعث بیان نہ کر سکا۔ جب حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اس راز کو نہ سمجھا۔ شاید حضور پر یہ راز کھلا ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ نے ایک تاج مردانِ غیب سے پایا تھا۔ اور وصیت فرمائی تھی کہ اس کو میرے ہمراہ قبر میں رکھ دینا۔ غالباً تم لوگ اس تاج کو قبر میں رکھنا بھول گئے۔ اب طلب فرما رہے ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بے شک یہی بات ہے۔ کسی صاحب نے وہ تاج لا کر آپ کے ہاتھ میں دیا پاتے ہی آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

ہمیت

چون تاجِ سلطنت بر سر کشیدہ تیرک خویش جاے بر چشیدہ
رات کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم الملک کے مزار پر رہے پھر روحانی پاک حضرت مخدوم الملک ظاہر ہوئی۔ اپنے مکتوبات شریف کے پڑھنے کی اجازت دی اور کمالِ توجہ سے اپنا خرقہ بھی حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقہ شیخ طلب کیا۔ حضرت شیخ کے اصحاب خرقہ دینے سے انکار کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

اس میں مبالغہ اور اصرار کی ضرورت نہیں چاہیے کہ شیخ کا خرقہ ان کے مزار پاک پر رکھ دو جس کے نصیب میں ہوگا اس کے ہاتھ آئے گا۔

ہمیت

کے کو را بود آں تاج بر سر نصیب او بود این خرقہ در بر
تمام اصحاب نے اس کو قبول کیا اور حضرت شیخ کے مزار پر خرقہ لا کر رکھ دیا۔ باری باری سے تمام اصحاب نے اٹھنا چاہا مگر کسی سے نہ اٹھ سکا۔ جب سب نے ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت محبوب یزدانی نے دست مبارک دراز کیا۔ اور خرقہ مبارک پھول کی طرح اٹھا لیا اور پہن کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ پر عجیب حالت پر عیش پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور یہ شعر زبانِ مبارک پر لائے اور رو براہ ہوئے۔

ہمیت

مرا بر سر بود از لطفِ افسر بر آمد راست مارا خرقہ در بر
عام روایت جو قریب القیاس ہے فی زمانہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت خرقہ حضرت مخدوم الملک کا حضرت محبوب یزدانی نے زیب تن کیا تو قوالوں نے آپ کے سامنے شاہِ دیانہ کا ناشروع کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے عالم وجد میں وہ خرقہ قوالوں کو اتار کر دے دیا۔ ان سے خرید کر صاحبِ سجادہ بہار شریف نے لے لیا چنانچہ اب تک وہ خرقہ حضرت مخدوم الملک کے خاندان میں بقیضہ سجادہ نشین بہار شریف موجود ہے جس کو حضرت شاہِ محمد حیات سجادہ نشین زیب تن فرماتے ہیں۔

اس بات پر لوگوں نے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمانی پر اعتراض کیا کہ ایسے شیخ مخدوم الملک کا خرقہ آپ نے قوال کو عنایت کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ لباسِ رابطہ نعمت ہے درویش سے نہ عینِ نعمت! اس خرقہ کی برکت اور نعمت میں نے لے لیا۔ اب محض خرقہ رہ گیا ہے۔ اور فرمایا لباسِ رابطہ نعمت است از درویش نہ عینِ نعمت اور را برد بہر کو چوں باغبان کہ گل از بہر بوئے مہارند چہ بو سندن گند گل بہر کوئے۔

پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یرثان ہر خرفۃ پوش کی نہیں۔ مجھ سے
لینے والا اور حضرت مخدوم الملک سادیقہ والا چاہیے۔ اور مریدان و خلفاء کو لازم
ہے کہ پیران طریقت کے آثار اور خرفۃ کی ہمیشہ تعظیم اور عظمت کریں۔

ہو تھا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈواثریہ میں پہنچے اور آپ
کے مرشد حضرت مخدوم شیخ علاء الحق والدین گج نبات کا مع خلفاء و مریدان آپ کے استقبال
کے واسطے ایک کوس شہر سے باہر آئے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پاکلی پر سوار کر کے لے
جانے اور حصول شرف بیعت کے بیان میں

قال الاشرف السفر سفرات الظاهر والباطن سفر الظاهر طی الارض
بمشى الاقدام وسفر الباطن سیر القلب بارشاد الامام۔
ابھی شرف ملازمت حضرت مخدومی مرشدی سے شرف نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے
مرشد نے اپنی مجلس میں یاروں سے فرمایا کہ وہ شخص جس کا انتظار دو برس سے کر رہا تھا اور جس
کے دیدار کی تمنا دل میں رکھتا تھا آج کل میں وہ میرا پیارا اگر مجھ سے ملے گا۔

اشعار

بشارت می دہند از عالم غیب مرا ہر دم بگوش سر ز السام
کہ اں موعود دولت بر در تو بسر امروز فردا می نہند گام
امانت می سپارند بر تو ز نہار بر آور کام او از دل سر انجام
کئی بار حضرت مرشد نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام
نے ستر بار حضرت مخدومی کی خدمت میں بشارت نزول مقدم پہنچائی تھی۔ اشتیاق دیدار
حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم کو اس قدر ہو رہا تھا کہ شرح اس کی بیان سے باہر ہے۔

قطعہ

کے را کو بود اقبال یادور بود معشوق چوں عاشق طلبگار

بلے معشوق تاعشق نباشد بر ناید ز عاشق بیچ در کار
نقول ہے کہ حضرت مخدومی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ یکبارگی خواب سے چونک
پڑے۔ بے تابانہ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ یار کی خوشبو آ رہی ہے اور قریب
آپہونچا۔

قطع

ز بوسے یار خوش حالم چو یعقوب مگر آں یوسف ثانی رسیدہ
بنوق دیدن آں نور دیدہ چو اشک از مردے پیروں دویدہ
اپنی سواری کی پالکی اور اپنے مرشد حضرت شیخ اخی سراج الحق والدین کی پالکی جو
آپ کو ملی تھی۔ جس کو زبان بنگالہ میں سنگھاسن کہتے ہیں، ہمراہ لے کر شہر کے باہر آئے۔
آپ اپنے مرشد کی پالکی پر سوار تھے اور اپنی پالکی خالی لے گئے تھے۔ جس وقت حضرت مخدومی
محبوب یزدانی کے استقبال کو نکلے، آپ کے اصحاب اور خلفاء کے علاوہ شہر کے تمام چھوٹے
بڑے آدمی پیادہ اور سوار سب ہمراہ پہلے۔ ایک کوس شہر سے باہر نکلے تھے۔ شہر میں
شہرہ ہو رہا تھا۔ سب لوگ کہتے تھے کہ حضرت صاحب مقام کسی عزیز عالی شان کے استقبال
کے لئے جارہے ہیں اس وجہ سے اس قدر ہجوم ہو رہا تھا کہ آدمیوں کے کش مکش سے راہ
چلنا دشوار تھا۔

قطع

مگر یوسف رسید از منبر مسال کہ مرد و زن بہم از ہم بر آمد
چرا در ہم نہ افتد شور و غوغا کہ آں اقبال غیبی بر در آمد
جب چار کوس شہر سے باہر نکل گئے حضرت مخدومی مع اصحاب اور تمام مجمع کے ایک
سینبل کے درخت کے نیچے اترے۔ یہ وہ مقام ہے جو شہر مالہ کے کنارے پر واقع ہے۔
اور اب تک زیارت گاہ خلعت ہے۔ وہاں سے کچھ مسافروں کی جماعت نظر آئی۔ حضرت
مخدومی نے اپنے خادم کو دوڑایا کہ جلدی سے خبر لاؤ کون لوگ آ رہے ہیں۔ خادم
دوڑتا ہوا گیا جلدی استفسار کر کے حضرت مخدومی کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اشرف
نامی سمنانی نورانی شکل والے آ رہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مخدومی بے حد خوش ہوئے اور چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے دونوں

جانب سے جذبہ محبت نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت محبوب یزدانی دوڑ کر آئے اور حضرت شیخ
کے قدم پر سر رکھ دیا۔

حضرت مخدومی نے سر اٹھایا اور پیار سے اپنے سینے سے لگایا۔ تھوڑی دیر سینے سے
پٹٹائے رہے پھر حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے درخت کے نیچے جہاں اترے تھے
لائے۔ حضرت مخدومی کے تمام خلفاء نے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مخدومی کے
سامنے مؤتب دوزانو ہو بیٹھے۔ اور یہ شعر فرمایا:-

شعر

چو خوش باشد کہ بعد از انتظارے بر امید رسد امیدوارے
حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند اشرف فراق ظاہری کافی نہ تھا کہ فراق باطنی بھی
برداشت کیا جاوے۔

محبوب یزدانی نے سر جھکا کر عرض کیا کہ:-

قطع

فراق از خویش تن نہ بود ارادت چوں رفت از دست می باید کشیدن
زیادت از سکند بود مارا ہوائے آب جیوانی چشیدن
چوں ذرہ در ہوائے رفتے خورشید بر گردیم از بہر رسیدن
توانی زندہ کردن مردہ را کہ جاں در جسم بے جاں بردمیدن
تن بے جاں بر عیسی دم رسیدہ بر عیسی دم بدم تا دم رسیدن
حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو
ہر منزل میں تمہارا انگراں تھا۔ اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمت رکھتا تھا۔ الحمد للہ کہ
جدائی مواصلت سے بدل گئی۔

مثنوی

انداں روزے کہ پام رہ نہادون درے از وصل تو بر من کشادون
بہر منزل کہ کردی سیر چو ماہ زہر تو بمن کردند آگاہ
کنوں از اخلاص در مسامحہ حجاب بود را از ہم دورا

فراق ہم دیگر تافت بر بست یہ یزیم عیش باہم وصل پرشت
 زلف قداس رفتہ وقت وجودش زغبت رفت ہنگامے شہودست
 حضرت مخدومی نے فرمایا فرزند اشرف تم میری پانگی پر سوار ہو۔
 حضرت نے عاجزی سے عرض کیا کہ بندہ بھی سوار ہوا اور آقا بھی سوار ہو کر زیبا نہیں۔

ابیات

چہ حد بندہ تو بردہ باشد کہ با صاحب قدم آوردہ باشد
 نہ زبید بندہ را از راہ ایشان کہ گرد جز رضا خواہد در کار
 نشان بندہ آزاد آنست کہ سرور زبیر پائے خواجگانست
 آخر بعد مبالغہ امر حسب ارشاد حضرت مخدومی کے پانگی پر سوار ہوئے۔ حضرت
 مخدومی بھی اپنے مرشد کی پانگی پر سوار ہو کر چلے۔ جب خانقاہ عالم پناہ کے دروازے
 پر پہنچے، بے اخت یار پانگی سے اتر پڑے۔ اور حضرت مخدومی کی چوکھٹ پر سر رکھ کر
 یہ غزل پڑھی جس کو برجستہ تصنیف کیا تھا۔

غزل

ما برجناب دولت خود سر نہادہ ایم رخت وجود بر سر این درکشادہ ایم
 ظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت تشنہ برآب چشمہ جیواں فتادہ ایم
 بر شاہراہ فقر نہادیم رخ ولے بر عرصہ حریم چوں فرزیں کہ پیادہ ایم
 اے بر حریم عشق جناب تو ما ز سر پا بر نہادہ ایم چہ بر تر نہادہ ایم
 سر بر حریم حضرت عالی نہادہ او بر روئے تو کشادہ بردار بیتادہ ایم
 دارم امید مقصد عالی ز درگہست چو در دیار غربت ازین ہم زیادہ ایم
 اشرف مں وجود خود آوردہ بر زرد از دولت حکیم بہ اکیر دادہ ایم
 حضرت مرشدی کے استانہ پر سر رکھے ہوئے یہ اشعار آپ پڑھ رہے تھے۔ اور
 حضرت مخدومی بکمال توجہ سن رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے اپنے استانہ سے
 حضرت محبوب یزدانی کا سر اٹھا کر اپنے آغوش میں لے لیا اور سینہ سے لگایا۔ دو جہاں

کے مقاصد سے مالا مال کر کے دریائے ناپید کنار کر دیا۔
 بیک نفس کہ نگارم مرا کنار گرفت دلم زہر دو جہاں رستہ و کنار گرفت
 زیاد ذوق تو خاک مرا کہ نار گرفت ز آب وصل نگارم زد و کنار گرفت
 اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کو خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے پاس پہلو بہ پہلو
 بٹھایا۔ عبداللہ خادم سے ارشاد فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ اور پانی پلانے والے حاضر ہوں۔
 حضرت مخدومی نے خود ہاتھ دھلائے اور فرمایا کہ:-

فرزند! مقاصد کونین سے ہاتھ دھو و جس سے خوان وصل ہاتھ آئے۔
 حضرت محبوب یزدانی نے بکمال انکسار عرض کیا کہ میں پہلے اپنے ہی سے ہاتھ دھو چکا
 ہوں۔ اس کے بعد فرش وصال پر بیٹھا ہوں۔

ابیات

تا نہ شوید دست کے از روزگار کے نشیند بر سر خوان نگار
 دست خود را شستہ ام از خوشبخت تا شوم بر خوان وصل از خوشبخت
 حضرت مخدومی کے اصحاب جو حاضر تھے سب ہاتھ دھوئے اور قم قم کے کھانے چنے گئے
 اول چار لقمہ اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلائے۔ آپ نے بے عظیم تمام نوش
 کئے۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ اپنے اور بیگانے میں سے کسی کو ایسا سرفراز نہیں فرمایا:

بیت

لطف جاناں گر بود از حد بروں در حریم وصل خود دارد دروں
 حاضرین مجلس تو کھانا کھا رہے تھے مگر حضرت محبوب یزدانی مرشد کے روئے انور
 کا نظارہ کر رہے تھے۔

قطرہ

تشنہ گر بر چشمہ جیواں رسد در کشد در دم نہ دم اندر کشد
 نفقہ دیدار ہر دم تشنہ ابست گرچہ آب ہفت دریا بر کشد
 تھوڑا کھانا نل کر کھایا۔ آخر وہ چاول جس کو بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں حضرت
 محبوب یزدانی کے سامنے لائے اور فرمایا کہ:-

فرزند! تھوڑے یہ ٹھنڈے چاول بھی کھاؤ۔ تشنگانِ وادی طلب کو اس سے تسکین ہوتی ہے

قطعہ

شریت از دست نگارِ سیم بر تشنگاںِ رامی دہدِ بردلِ یقین
تشہ آب وصال یارِ را ابرویت می دہدِ بردلِ یقین
سب لوگ کھانا کھا چکے تو پاں آئے اور سب کو تقسیم کئے گئے۔ جو گلوہاں حضرت
مخدومی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ کمال رنگِ دل سپاری سے حضرت محبوب یزدانی
کو کھلانے لگے۔ چار گلوہاں علی الاطلاق اپنے ہاتھ سے کھلائیں۔ جب مرشد کی اس قدر
عنایت تھی کیوں کر نہ شوق سے پانی کھاتے۔

برگ وصل از دست رنگیں یارِ خورد جان سپاری کردہ از دلدارِ خورد
چوں نہ بیند یارِ در برِ بچو گل ہر کہ در پا خار ہا بسیارِ خورد

پان کھانے کے بعد حضرت مخدومی نے مرید ہونے کا حکم دیا۔ خدام درگاہ نے بہ قاعدۃ
مناخ مقرر امن و کلاہ لاکر حاضر کیا۔ حضرت مخدومی نے اپنے سر کا تاج اتار کر اپنے ہاتھ سے حضرت
محبوب یزدانی کے سر پر رکھا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

ہنہادہ تاج دولت بر سر من علاء الحق والدین گنج نبات
نہ ہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد بر آوردہ مرا از چاہ آفات
جب بیعت و ارادت کی شرطیں پوری ہو چکیں، اصحاب حاضرین نے مبارکباد دیں
حضرت مولانا علی نے جو حضرت مخدومی کے ایک فاضل خلیفہ خاص تھے۔ فی البدیہہ یہ قطعہ
پڑھا۔

قطعہ

مریدے عشق را از پیر ارشاد جہاں آمد مبارک باد کردہ
در آوردہ بحر قیاد ارادت ز بند روزگار آزاد کردہ
اس کے بعد حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک پہر کامل تنہائی میں تمام اسرار و انوار
سے مالا مال کر دیا۔

قطعہ

دروںِ خسوت اسرارِ بردہ کشادہ دہدِ بروئے صادق خویش
زا دل تا باختر ہر چہ باید نثارے کردہ اند۔ بردائقِ خویش
حضرت مخدومی حجرہ سے باہر نکل آئے اور آپ کو اندر ہی چھوڑا۔ ایک پہر کے بعد
حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ حضرت محبوب یزدانی کو عجیب و غریب حالت میں پایا۔

قطعہ

مئے از خم وحدت را بہ یک بار کشیدہ در زماں از دست ساقی
بیار از خود حساب خویش برداشت شدہ واصل من اندہ بیچ باقی
دست مبارک حضرت محبوب یزدانی کا پکڑے ہوئے حجرے سے باہر لائے۔ آپ کا
پہرہ نورانی آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔

قطعہ

درختاں بر رخس نور ولایت بر آمد از دروں چوں آفتابے
برو بر روشنی لمعات اسرار چو مہر نہت آید از سحابے
حضرت مخدومی نے حضرت محبوب یزدانی کو اپنے بغل بٹھا کر خود خانقاہ کے اندر گئے
اور کچھ تبرکاتِ مشائخ جو از قم خربت وغیرہ تھے اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے باہر
تشریف لائے اور تمام اصحاب خورد و بزرگ کو جمع کر کے فرمایا کہ:
ہمارے اصحاب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ امانت تبرکات مشائخ سالہا سال سے رکھے ہوئے
تھے۔ اب اس کا مستحق پہنچا اس کے سپرد کرتا ہوں۔
اصحاب نے عرض کیا کہ حضور اس را کو زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کریں۔

قطعہ

چہ می پرسی تو زب اسرار مارا کہ تواند دریں معنی نجیدن
بہ بازار جہاں گو ہر شناسی زنگ اندازی و گو ہر گنبدین
حضور سلطان المشائخ محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو دستِ حضرت اخی سراج الحق

والدین سے حضرت مخدومی کو ملا تھا حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا اور اس کے علاوہ اور جس قدر تبرکات مشائخ آپ کے پاس تھے سب عطا کئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان تبرکات سے آپ کے اصحاب کو عطا کرنا شروع کیا۔ اس معاملہ میں بعض لوگ گفتگو کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے سب کو جواب بامصواب دیا۔

قطعہ

لباس را بطر نعمت است از درویش زمین نعمت کو را بر بند ہر سوئے
چوں باغبان کہ گل از باغ بہر پوے مہد جو رفت بوئے نگندن گل بہر کوئے
بیکن یہ نشان ہر خرقہ پوش کی نہیں ہے حضرت مخدومی سادینے والا اور مجھ سالینے والا

قطعہ

ایں گل آن گل نیست کو را ہر کے بوئیش اُس باغبانی دیگر است
زین گلستاں نیست ہر کس گلستاں کیں گلستاں را نشانی دیگر است
جب تبرکات مشائخ عطا ہو چکے حضرت محبوب یزدانی بادگاہ عالی میں رہنے لگے۔ بارہ برس تک شرف ملازمت مختلف مرتبہ میں حاصل کیا۔ پہلی بار خدمت عالی میں جب متقل طور پر مقیم ہو گئے عرض کرتے تھے کہ حضور میرے متعلق خالقہ کی کوئی خدمت کیجئے۔

حضرت مخدومی فرماتے کہ اے فرزند اشرف تمہارے تعلق کون خدمت کروں کہ اس خدمت کو حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کریں گے اور تم کو نہ کرنے دیں گے۔ اس وقت جب کہ میں نے تم کو لباس خضر عطا کیا اسی روز تمہاری نسبت عطار نعمت کے لئے حضرت خضر علیہ السلام نے جد سے زیادہ مبالغہ کیا تھا کہ کیا کہوں۔

قطعہ

ترا از چشمہ اُس باغ علوی نثار فیض می آید بہر دم
وے کز دم بہم مجھے فیض ز جان مایہ دسیر انش بہر دم
جب چار سال کامل خدمت شیخ میں بسر کئے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہیے۔ کیوں کہ: اَلْكَعْبَابُ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ۔ جو کچھ غیب سے نازل ہو

وہی لقب دوں۔

ایک رات حضرت مخدومی وظائف و اوراد شب برأت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جا کر سبز حجب مراقبہ ہو کر دیر تک خاموش رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ یکبارگی خلوت کی در و دیوار سے آواز آئی ”جہانگیر جہانگیر“ حضرت کی خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا۔ اس آواز غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیر ملا۔ حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغول ذکر و فکر تھے۔ جب فجر کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی حب قاعدہ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے لگے۔ اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے۔ جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا ہی کہتا خطاب جہانگیری مبارک ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے ریشہ رانی البدیہ فرمائے۔

قطعہ

مرا حضرت از پیر چہاں بخش خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم چہاں معنوی را کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر
تائیسویں شب ماہ رمضان المبارک یعنی شب قدر کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدومی کی خدمت میں بیٹھے تھے اور سخنان اسرار معرفت سن رہے تھے کہ حضرت مخدومی نے بہ نسبت حضرت محبوب یزدانی کے فرمایا کہ فرزند اشرف! بستان استقدا کو میں نے تمہارے لئے خشک کر دیا اور جو کچھ ابتداء سے انتہا تک اسرار معرفت تھے وہ سب تم کو دیئے۔

قطعہ

ہر اُس گوہر کہ از کان عذیریال رسیدہ بر تو اُس ایثار کردم
کہ ہر چہ از ایر مدار رسیدہ شدہ فیض بہ تو اولار کردم
یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ایمان والوں کو نصیب ہو، آمین یا رب العالمین
ملی نعمت جو مجھ کو ہر ولی سے دیا تم کو وہ سب شوق دلی سے
ہوئے اب واقف سر نہانی ہوئے اب محرم اسرار جانی

پانچوال صفحہ

حضرت محبوب یزدانی کا خدمت مرشد سے رخصت ہونے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے شہر جوہنپور میں پہونچنے اور سلطان ایراہیم شرقی بادشاہ جوہنپور کی ملاقات کرنے اور شہزادوں کو مدد کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء کو خرقہ خلافت عطا کرنے اور سمت آستانہ روح آباد پہونچنے اور کمال جوگی سے مقابلہ کرنے اور جوگی جی کے مسلمان ہونے اور ان کی بیعت ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرہ وحدت آباد شریف وغیرہ کے بیان میں۔

قال الاشراف المقام هو المرام علی سریر التکلیف بوجه الدوام
فرمایا اشرف جہاگیر ممتازی قدس سرہ نے مقام قصد کرنا ہے تخت تمکین پر بطور ہمیشگی کے
حضرت محبوب یزدانی کو خدمت مرشد میں جب چار سال گزرے اور آپ کی ولایت و کمالات کا شہرہ ہونے لگا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ :-

اے فرزند اشرف، مثل مشہور ہے کہ دو تیر ایک بن میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمہارے واسطے کوئی ایسا مقام قیام کی فکر کروں جہاں تم مسند ارشاد پر جلوس فرما کر اپنا فیض جاری کرو اور وہاں کے لوگ تم سے استفادہ حاصل کریں اور پندگانِ خدا کو تمہاری ہدایت سے نور ایمان نصیب ہو۔ اور گم گشتگانِ بادیہ ضلالت کو تمہاری شمع ہدایت سے رہنمائی حاصل ہو۔

قطعہ

بدریا آب شیریں بہراں است کہ ازوئے تشنگان سیراب گردند
نچوں گوہر کہ در معدن نہفتہ بجان در کندن نایاب گردند
حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ اپنے دارالسلطنت کو ترک کر کے محنت غربت سفر

اختیار کی اور اپنے عزیز و اقارب، دوست و احبابِ خدا مان سے بے تعلق ہو کر اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ خدمت درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو کر زیارت جمال باکمال حضور سے ثبات روز مشرف ہو کر وہ نہ کہ دولت ملازمت سے محروم ہو کر داغِ جسدانی دل پر اٹھاؤں یہ قطعہ زبان مبارک سے فی البدیہہ فرمایا۔

قطعہ

کسے کہ دولت توفیق.. بزرگاں کشیدہ پائے از اورنگ شاہی
نثراب فرقت یاراں کشیدہ ہمدادہ پائے در صحرائے غربت
ممن چوں سایہ تو، پیچو تنھنے چڑایں سایہ را از شخص رانی
نہ گرد و غل من از شخص مست از گرش از تیغ صدمہ بارم برانی
بدرگاہ تو اشرف گرد بود خاک بہ از جمشیدی و کیخسروانی

جب حضرت مخدومی نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ :-

اے فرزند تم ہم سے جدا نہ ہو لیکن اس میں کچھ ارادۃ الہی شامل ہے۔

غرض کہ دو سال اور اس مبالغہ میں گذرا۔ حضرت مخدومی نے فرمایا کہ یہاں سے تم کو رخصت کرنے میں کچھ حکمت ہے جس سے تم آگاہ نہیں۔ اب تم کو چاہیے کہ اس پر راضی ہو جاؤ

قطعہ

ارادت چوں بریں رفت است لے یار بباہ از دل و جہاں سر نہادن
وصال یار گر بہر خوشتر آمد در فرقت دمی باید کشت دن
کہ طفلان را زیاد از عہد خوردن ز شیر مادران ز ہر بیت دادن
حضرت محبوب یزدانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں تک نوبت پہونچی۔ شیخ کے فرمانے سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ تا چار طوعاً و کرہاً تسلیم در ارادت پر جھکایا اور غرض کیا کہ جو حضور کی مرضی ہو میں تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔

قطعہ

مبارک بندہ آزادگی بہ نسبت کہ اہم دم زند با خواجہ خویش

مرید آنت کہ بر امر ارادت ہند از جاں سر تسلیم در پیش
 آخر حضرت مخدومی نے یہ تجویز کیا کہ ولایت نواحی (جونپور) میں بھیجیں کہ وہاں کے
 لوگ آپ کے نور ولایت سے بہرہ مند ہوں۔ قطع
 اگرچہ مشک ختنی را خطا نیست لیکن در ختن قدرش نباشد
 اگر افتد بجائے دیگر اس مشک جہاں بر بونے او بر ہم زمانند
 یہ بات قرار پائی کہ بعد انقضائے ماہ رمضان شریف عید کی نماز پڑھ کر حضرت
 محبوب یزدانی کو رخصت کریں۔ بعد رمضان شریف جب عید کا دن آیا حضرت مخدومی سامان
 سفر میں متوجہ ہوئے۔ ماہی و مراتب علم و نقارہ ہمراہ رہنے کے لئے منگایا گیا۔ جس شان سے
 حضرت مخدومی سفر کرتے تھے وہ سب سامان کیا گیا۔ خلوت خانہ سے حضرت مخدومی نے عمدہ
 لباس فاخرہ لاکر حضرت محبوب یزدانی کو پہنایا۔ اس رخصت کے وقت شہر کے ادنیٰ اور اعلیٰ
 لوگ سب حاضر تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو حضرت کو رخصت کرنے نہ آیا ہو۔ سب لوگ آپ
 کی محافرت کے مددے میں کلمات حسرت زبان پر لاتے تھے۔ حاضرین کی بے قراری اور
 گریہ و زاری سے قیامت برپا ہو رہی تھی۔

غزل لجامعہ

کئے سب نے شور و فغاں کیسے کیسے تڑپنے لگے نیم جاں کیسے کیسے
 جدائی کے مضمون بھرے شعر پیغم سناتے تھے اہل زباں کیسے کیسے
 لگائے ہوئے ٹٹکلی کس مستحق سے بکتے تھے پیسے جواں کیسے کیسے
 شب روز فرقت سے اس شعلہ رو کی بگھلتے رہے شمع ساں کیسے کیسے
 شکایت کریں اثرنی کیا فلک کی حزیں کر دئے شادماں کیسے کیسے
 حضرت مخدومی مع تمام اصحاب و احباب رؤسائے شہر کے باہر ایک کوس تک پہنچانے
 چلے آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کرنے لگے تو آپ نے عرض کیا کہ:
 بندہ کو نواحی جونپور میں جانے کا حکم ہوتا ہے اور مجھ پر یہ بات منکشف ہوتی ہے
 کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

دراں بیشہ کہ ماراں حکم صید است ہمیں دانم کہ شیرے ہست بیدار
 ولے ماراچوں شیر ترزہ ہست چہ باک از شیر باشد لے جہاندار
 حضرت مخدومی نے یہ سن کر سر کو جیب و گریب ان غیب میں ڈالا اور ایک پہر تک
 خاموش رہے۔ اس کے بعد اس میدان غیب سے عالم شعور میں آئے اور خوش ہو کر یہ زبان پر
 لائے کہ فرزند اس شیر کا غم مت کھاؤ۔ وہاں تم کو ایک شیر بچہ ہاتھ آئے گا۔ اس شیر کے مقابلے
 میں وہی شیر بچہ کافی ہوگا۔
 جب حضور، حضرت مخدومی سے رخصت ہو کر چلے قطع مسافت کرتے ہوئے مقام
 ارول میں ٹھہرے۔

حضرت شیخ نسیم ارولی حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ دل میں یہ خیال کیا چشم و
 خدم شاہانہ، نیمہ و خرگاہ امیرانہ حضرت کے ہمراہ ہے درویشوں کو اس سے کیا کام۔
 حضور کے قلب انور پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ: اے برادر مسیح طویلہ در گل زدم
 نہ در دل۔ مطلب یہ کہ اے بھائی یہ چشم و خدم امیرانہ جو تم دیکھتے ہو میرے قلب میں اس کی
 جگہ نہیں ہے۔ اور خواجہ ابوسعید ابوالخیر اور خواجہ ابواسحاق کا زرونی کے سامان چشم و خدم
 کا بیان فرمایا کہ جن کے باورچی خانے سے بہتر اونٹ لہسن پیاز اور ترکاریوں کے چھلکے روزلاؤ
 کہ پھینکے جاتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی قطع منازل کرتے ہوئے چشم و خدم سامان شاہانہ و امیرانہ اور
 دبدبہ ملوکانہ کے ساتھ خطہ ظفر آباد متصل جونپور میں قیام پذیر ہوئے۔ خدام عالی نے عرض کیا کہ
 کس مقام پر اسباب مغفرتاں را جائے۔
 آپ نے فرمایا کہ فقیر کی عادت مسجد میں ٹھہرنے کی ہے۔ ظفر خاں کی مسجد میں سامان رکھو
 اور بیرون مسجد ہمراہیوں کے خیمے کھڑے ہوں۔

وہاں حضور سے عجائب اور غرائب کرامات کا جب ظہور ہوا تو محبوب یزدانی اور حاجی چراغ
 ہند ظفر آبادی کے درمیان کچھ ناقض اور مخالفت ہوا جس کا ذکر صحیفہ آٹھ میں آئے گا مگر بہت جلد
 صفائی ہو گئی اور جابسین میں رابطہ اخلاق پیدا ہوا اور حاجی صاحب کے گھر حضرت مدعو

ہوئے۔ طعام دعوت نوش فرمایا اس کے بعد اپنے یاروں سے فرمایا کہ اسباب باندھو اب یہاں سے جوہنپور جاؤں گا۔

جب علم جہانگیری مع حشم و خدم جوہنپور میں پہونچا اور سلطان السلطین ابراہیم ترقی بادشاہ جوہنپور کی جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ بادشاہ نے چاہا کہ حضرت کی زیارت کے واسطے حاضر ہو۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بزرگ سید ولی باکمال عالی حال ہیں۔ پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں اس کے بعد آپ تشریف لے چلے۔

بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور قاضی صاحب اپنی پالکی پر سوار ہو کر چلے اور علمائے دانشمند بھی ہمراہ ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نماز ظہر پڑھ کر سجادہ پر جلوس فرما تھے کہ دور سے قاضی صاحب کی سواری نمودار ہوئی۔ حضرت نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین جو بہت بڑے عالم اور فاضل ہر علوم میں مشہور ہیں۔ آپ کی زیارت کو آئے ہیں۔ فرمایا بہت خوب۔

قاضی صاحب دور سے پالکی پر ادا بانز کر پیادہ ہو کر آنے لگے اور علمائے ہمراہی سے فرمایا کہ خبردار کوئی اظہار قابلیت اور کسی مسئلہ کی گفتگو نہ کرنا کہ نور ولایت سید پاک کی پشانی انور پر چمک رہا ہے۔

قطعہ

چرخ شیدایت تاباں از جنبش
کہ خورشید فلک زو زرہ گردد
بگو ہر سید است در بایں موج
کہ دریائے جہاں چوں قطرہ گردد
اس قطعہ کو پڑھتے ہوئے قاضی صاحب حاضر دربار ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بمقتضائے اخلاق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھ کر چند قدم استقبال کر کے قاضی صاحب کو اپنے پاس لاکر بٹھایا اور بڑے اخلاق سے پیش آئے۔

جو زانجا شکر دآں شیر یزد
ہر چند کہ قاضی صاحب نے علماء ہمراہی سے تاکید کر دی تھی کہ اظہار قابلیت اور

خود نمائی کوئی نہ کرنا مگر سب کے دل میں کوئی نہ کوئی مسئلہ علمی مد نظر تھا کہ حضرت سے استفادہ کریں گے۔ حضرت مولانا شیخ ابوالوفا خوارزمی خلیفہ حضرت نے اپنی کشف باطنی سے دریافت کر کے بلا استفسار جملہ علماء کے خیال کردہ مسائل کا جواب دینا شروع کر دیا کہ کسی کو مجال کلام نہ بھتی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی انصاف سے داد دی۔

شعر

بکلم فصاحت بیانے کہ داشت
یہ دلہا چون نقش نیگیں برنگاشت
جب یہ باتیں ختم ہوئیں حضرت قاضی صاحب نے خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں عرض کیا کہ سلطان ابراہیم ترقی بادشاہ جوہنپور حضرت کی قدم بوسی کے لئے آج حاضر ہونا چاہتا تھا۔ اس خادم نے کہا کہ پہلے میں شرف پا بوسی حاصل کر لوں۔ کل آپ حاضر خدمت بابرکت ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے بہت اچھے ہو۔ اگر وہ آئیں حاکم ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب رخصت ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہندستان میں ایسا فاضل کم دیکھا گیا ہے۔

دوسرے دن حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف معمولی رونق افروز سجادہ تھے کہ سلطان کے آمد آمد کی خبر ہوئی کہ ہمراہی وزراء و مصاحبین آرہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ اس قدر مجمع عظیم وزراء و مصاحبین کے ساتھ سید پاک کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہیں۔ شاید ناگوار خاطر ہو۔ آخر سلطان اپنے ہمراہیاں اور علماء سے صرف بیس آدمی منتخب کر کے حاضر ہوئے اور شرف پا بوسی سے شرف ہوئے اور شرائط آداب د تعظیم پورے طور سے ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی اس آداب سے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے ایک بڑی فوج قلعہ چنر کی فتح کرنے کے واسطے بھیجی تھی۔ اس کا تردد دل میں حد سے زیادہ تھا۔ اپنے خیال باطنی سے حضرت کی جانب رجوع کیا اور یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

دلے کان انور مستانہ ادخوش
الہ شہوتہ انتہا شاد

چہ حاجت عرض کردن بر منبرش کے کو را یقین امید باشد
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا :-
گر یقین شد قدمت استوار گرد ز دریا نم از آتش برآر

جب بادشاہ رخصت ہوئے جو سند حضرت کے ہمراہ ولایت سے آئی تھی۔ بادشاہ کو غایت کی۔ اس سے بادشاہ کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جب بادشاہ اپنے تخت گاہ میں تشریف لے گئے۔ کہنے لگے کہ کیسے بڑے مرتبہ والے سید عالی جناب ہیں۔ الحمد للہ کہ ہندستان میں ایسے دلی کے قدم آئے۔

نہیں دن کے بعد تھوڑے آدمی ہمراہ لے کر بادشاہ حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑی روٹی اور شربت بادشاہ کو کھلایا پلایا۔ اسی وقت عربیہ فتح یابی قلعہ چنار بادشاہ کو ملا۔ حاضرین نے مبارکباد دی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ حضرت محبوب یزدانی کو مبارکباد دو جن کے قدم کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔ بادشاہ کا اعتقاد حد سے زیادہ حضرت کی جانب ہوا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ بندہ حضرت میر کے ہاتھ پر مرید ہو چکا ہے۔ لیکن بندہ زادگان حاضر ہیں ان کو اپنی غلامی میں داخل کیجئے۔ دو تین شاہزادے اسی وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ نذر پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت نے قبول نہیں کیا۔ پھر بادشاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور میرے عزیز خانے چل کر قیام فرمائیں۔ جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ:

”تمہارے جو اسطنت سے باہر نہ جاؤں گا۔“

بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اس بات کی امیدواری ہوئی کہ حضرت ہماری ولایت کی سرحد میں مستقل طور سے قیام فرمائیں گے۔

دو مہینہ تک حضرت محبوب یزدانی جو پور میں ٹھہرے اور بہت لوگ خواص اور عوام ادنیٰ و اعلیٰ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین کو آپ کے ساتھ بیحد عقیدت پیدا ہوئی۔ اگر روزانہ نہ پہنچ سکتے تو دو ستر برسوں ضرور حاضر خدمت ہوا کرتے اور ایک ایک اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں لاکر پیش کرتے اور آپ سے قبولیت کی دعا چاہتے۔ اور حضرت ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب ارشاد کو بہت پسند

کیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ سحر ہندستان میں ہے تمہارے بیان سے صحیح معلوم ہوا۔ یہ سحر بیانی تمہارے حصہ میں آئی ہے اور علم بیان میں کتاب بدیع البیان اور علم تفسیر میں تفسیر بحر موج کو دیکھ کر فرمایا کہ قاضی صاحب جامع جمیع علوم ہیں۔ جس وقت نسخہ جامع الصنائع خدمت عالی میں پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت قاضی اس فن میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ واحدی نے جو حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ آپ نے بغور ملاحظہ کر کے ہنس کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: جب تم نے تمام علوم حاصل کئے فارسی کو واحدی کے لئے چھوڑ دو۔

دوسری آمد میں حضرت قاضی شہاب الدین صاحب کو خرقہ خلافت اور مثال ارشاد عطا کر کے کتاب ہدایہ جو ولایت سے ہمراہ آئی تھی غایت فرمائی۔ جیسا کہ شیخ واحدی نے بہ نسبت حضرت قاضی صاحب کے یہ قطع فرمایا :- قطعہ

شکر علم تو بہ یثیخ بیباں از عرب تا عجم گرفتہ دیار
چوں گرفتہ عساق عربیت فارسی را بواحدی بہ گزار

جب تمام چھوٹے بڑے سکناے شہر حضرت کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر چکے تو ہمراہیوں سے فرمایا اسباب باندھو اور وہاں کا ارادہ کرنا چاہیے جہاں کے واسطے میرے مرشد نے فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک شب پھل رات کو حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسرار معارف اور نکات تصوف حضرت شیخ فرما رہے تھے کہ یکبارگی زبان مبارک سے فرمایا کہ فرزند اشرف تم اس مقام کو دیکھتے ہو جو تمہاری قبر کی جگہ ہے۔

عرض کیا کہ حضرت محذومی پر زیادہ روشن ہے۔

شیخ نے فرمایا کہ تمہارا مقام ایک مدور تالاب کے حلقہ میں تل کے نکتہ کے مانند دکھایا جاتا ہے۔ وہیں کی خاک تمہارے نمبر میں ہے۔

لوار جہانگیری با نشان و شوکت جو پور سے موضع کریمین میں پہونچا۔ وہ مقام فرمان شیخ سے مشابہت رکھتا تھا۔ دو تین روز جب وہاں قیام فرما ہوئے اور حلقہ تالاب کی کسمپرسی

آپ کو اپنے کشف سے ظاہر ہوا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے۔ فرمایا یہاں سے اسباب باندھو ہماری جگہ دوسری ہے۔

بموجب ارشاد اصحاب نے تیاری کر دی۔ وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر موضع بھڑوڈ میں بیرون دیہہ باغ میں فروکش ہوئے۔ اس اطراف کے آدمی حاضر ہو کر شرف ملازمت سے شرف ہوئے۔ سب سے پہلے جس نے شرف ملازمت حاصل کیا ملک الامار محمود موضع مذکور کے رئیس تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کے حال پر کمال عنایت مبذول فرمائی۔

جب قبولہ کا وقت آیا درخت بڑکے نیچے جو نہایت سایہ دار تھا حضرت نے آرام فرمایا بعد زوال شمس جب آپ بیدار ہوئے حاضرین نے دیکھا کہ درخت کی جوشاخ پورب سے سایہ فگن تھی اب بعد زوال آفتاب وہی شاخ پیچم کو بچھ گئی اور حضرت پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک الامار محمود کو ہمراہ لے کر حلقہ تالاب کے اندر سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ میرے مرشد نے اسی جگہ کے لئے مجھ کو حکم دیا تھا۔ اس حلقہ کے اندر کون ابھی جگہ ہے۔

ملک محمود نے عرض کیا کہ حلقہ تالاب کے وسط میں ایک جوگی رہتا ہے اس کی جگہ نہایت پر فضا ہے لیکن وہ استدراج سے خالی نہیں۔ اگر خدام والا اس کا مقابلہ کر سکیں تو اس سے بڑھ کر دوسری جگہ نہیں۔

فرمایا: قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ تحقیق کہ باطل ٹٹنے والا تھا۔

میں سیر کروں اور اس مقام کو دیکھوں۔ ملک محمود حضرت کو وہاں لے گئے۔ جب نظر مبارک اس مقام پر پڑی فرمایا ہماری جگہ یہی ہے جس کو حضرت مخدومی نے فرمایا تھا۔ بے دینوں کے گردہ کا اٹھانا سہل ہے۔ حضرت ملک محمود نے یہ مشہور معرہ پڑھا۔

جائیکہ سلطان خیمہ زد وغوغا نماذ عام را
حضرت بہت خوش ہوئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہہ دو کہ یہاں سے نکل جائے۔ اس کے جواب میں کہہ کر نکلا ابھرا۔

میرا نکلا آسان نہیں ہے۔ پانچ سو جوگی میرے چیلے ہیں۔ اگر کوئی اپنے قوت ولایت سے سب کو نکال دے تو ممکن ہو سکتا ہے ورنہ میرا نکلا مشکل ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جمال الدین راوت سے جو اسی دن مرید ہوئے تھے فرمایا کہ جاؤ جو کچھ جادو اور سحر وہ کرے اس کو رد کرو اور جو کرامات چاہے دکھلاؤ۔

حضرت جمال الدین تھوڑی دیر تامل کر کے خاموش ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا اگے آؤ۔ حضور پان کھا رہے تھے۔ پان کا اگل اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پان کھاتے ہی حضرت جمال الدین کی حالت کچھ اور ہو گئی۔ شیر دلیر کی طرح سے قدم اگے بڑھایا۔

قطعہ

کسی کو ذرہ از غور شید بسیند بتابد برہمہ اطراف و اقطار
چوں یابد ہمتے شیرے ز شترزہ برآرد از ہمسہ شیراں دم افشار
اسی اثنا میں حضرت نے فرمایا کہ اس خاندان مشہورہ سے جوگی کیا مقابلہ کرے گا لیکن ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

بیت

بیشتر ان جہاں چوں مور ہر کس برآمد از ہم و از جاں در افتاد
سخن مشہور در گیتی روان است کہ بایشاں در افتاد و بر افتاد
جب جمال الدین راوت کا مقابلہ جوگی سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جس کرامت کو تو کہتا ہے ہر چند کہ اس بات کا اظہار کرنا ہم کو مناسب نہیں مگر جب تو کہتا ہے تو اس کی ضرورت ہوئی۔

چو کارم بود جائے پر داختن ضرورت بود باتو کیس س ختن
کہتے ہیں کہ جوگی نے اپنی قوت سحر اور استدراج سے چوٹیوں کو چھوڑ دیا۔ جب جمال الدین کی طرف وہ چوٹیوں چلیں تو آپ نے فرمایا۔

ابیات

ہیلانے رسیدہ باچہیں زور تو بکشتے برو بر لشکرے مور
بود معلوم ہمت مور بے فیل در آں وقتیکہ افتد در پے فیل
حضرت جمال الدین کا نگاہ کرنا تھا کہ چونٹیاں میدان سے غائب ہو گئیں۔ ایک لحظہ
کے بعد جوگی نے شیروں کا لشکر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا یہ شیر نبیاں شیر بزدلوں کا کیا مقابلہ کریں گے

ہریت

ز شیراں برکتا بد پائے از رفت زندم چون بروئے شیر شتر زہ
آخر شیر بھی غائب ہو گئے۔ جوگی نے اپنے سونٹے کو ہوا میں اڑایا حضرت جمال الدین
نے حضرت محبوب یزدانی کے عصائے مبارک کو منگوایا اور ہوا پر چھوڑ دیا۔ حضرت کے
عصائے مبارک نے جوگی کے سونٹے کو مار کر زمین پر گر دیا۔

جب جوگی نے یہ کرامت دیکھی عاجزی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھ کو حضرت کے سامنے
لے چلو کہ شرف ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت جمال الدین جوگی کا ہاتھ پکڑے ہوئے لائے اور
قدم مبارک پر لا کر ڈال دیا۔ آپ نے تلقین کر کے شرف اسلام سے مشرف کیا اور اس کے
چیلے پانچ سو جوگی بھی مسلمان ہو گئے اور اپنے مذہب کی کتابیں لا کر حضرت کے سامنے جلائے
تھوڑے دن حضرت نے ان کو گوشہ نشین اور ریاضت میں رکھ کر سب تالاب ان کے
لئے جائے قیام مقرر فرمائی۔

نظم

عالم میں آپ صاحب توقیر ہو گئے چھوڑا جہاں کو اور جہاں گیر ہو گئے
دیکھا ہے کس نے ایسا جوان بخت دہریہ طفلی میں باکمال ہو کے پیر ہو گئے
جس پر نظر پڑی اسے کامل بنا دیا ہر ایک مس وجود اکسیر ہو گئے
جن و بشر و وحش و طیور آپ کے مطیع ایسے جہاں میں صاحب نیجر ہو گئے
نکلا وہی زباں سے جو ہے مرضی خدا گو یا مشیر کا تب لقتدیر ہو گئے
خاصاں حق کے فیض نے اب تم نے اثر فی اہل زباں میں صاحب تقریر ہو گئے

اس روز خدا جانے پانچ ہزار یا اس سے زیادہ حضرت کے دست مبارک پر شرف
ایمان سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

برآمد کوز مشرق ہستاباں سرا سر برگرفتہ نور آفاق
نماند بچ کس بے نور خورشید کہ اور روشن نہ شد از مہر آفاق
جب جوگی شرف اسلام سے مشرف ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب
سے فرمایا قلندرانِ ہمارا ہی سے کہو کہ اپنا تھیم کے مع اسباب یہاں لا کر اقامت کریں۔ حضرت
نے اپنے اصحاب کے لئے ایک ایک جگہ حجرہ بنانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ملک الامرا ملک
محمود نے تھوڑے دن میں تیار کروا دیا۔ تمام سادات نواحی اگر شرف بیعت سے مشرف ہوئے
اور ملک الامرا کی ملک محمود مع اپنے اولاد و احفاد کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے حضرت ملک الامرا
کی طرف آپ کی عنایت حد سے زیادہ تھی۔ جب دو چار برس وہاں قیام ہوا حضرت
نے اس کا نام روح آباد رکھا۔ ایک مقام پر خانقاہ عالی سے باہر عمارت تیار کی۔ اس کا نام کنز الکیا
رکھا۔ حجرہ خاص جہاں حضور قیام فرماتے تھے۔ اس کا نام وحدت آباد رکھا۔ کسی وقت مع اصحاب
مشرق کی جانب لب تالاب تشریف لے جا کر بیٹھے تھے اور اسرار معرفت بیان فرماتے تھے۔ اس
مقام کا نام دارالامان رکھا۔ اس لئے کہ اس مقام پر بیٹھنے سے خیالات نفسانی سے امان مل جاتی
ہے۔ اور ایک جگہ لب تالاب گوشہ شمال کی طرف بھی کبھی کبھی جلوس فرماتے تھے۔ اس کا نام
روح انوار رکھا۔ اور بار بار اپنے پیاروں سے فرماتے تھے کہ اس مقام پر ایسی رونق ہوگی کہ اس
جوار میں بے نظیر ہوگا اور اولیائے روزگار اور اکابر دیار یہاں آئیں گے اور درانِ جلال الغیب
اور اوقات اور اختیار اور دیگر اولیائے روزگار ہمیشہ یہاں اگر فیض حاصل کریں گے۔ سب
لوگ خبردار رہیں اور اس فیض سے محرومی حاصل نہ کریں۔

مثنوی جامعہ

یہ ہوگا مقام ایسا عالی مقام کہ آئیں گے یاں دور سے خاص عام

یہاں جمع ہوں گے صغیر و کبیر
عجب چشمہ فیض ہوگا رواں
یہاں فیض پاپا کریں گے مدام
مریٹوں کو ہوگی یہاں پر شفا
کوئی سحر میں ہوگا گرفتار
جو ہو طالب معرفت یا مقیم
یہ فرمان سلطان سمناس کا ہے
مری قبر پر جو کرے گا سلام
جو آئے گا یاں لے کے کوئی مراد
خدا نے کیا مجھ کو حاجت روا
مصیبت میں مجھ کو کرے گا جو بباد
مدد کے لئے ہوں پہونچتا ضرور
ہوا آستانہ پر جو بے ادب
جھکایا ادب سے یہاں جس نے سر
بس اسے اثرنی تو بصد جان و دل
اسی در سے پائے گا گنج مراد
اسی در سے ناقص ہوئے با کمال
یہ دریا بر اشرف جہانگیر ہے
تمام اہل خدمات روئے زمیں
جو اہل نظر ہوتے ہیں با صفا
ترا اثرنی گو ہر مدعا

* * *

پچھا صحفہ

حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطہ اودھ اور قصبہ ردولی و سرور
اور قلعہ جارس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

قال الاشرف ذکر الصالحین وقد ذکرنا العارفین نور متجلی فی قلوب الطالبین
المسترشدين۔ محبان اولیاء اللہ اور مخلصان مقبولان الہ پر یہ بات روشن ہے کہ بزرگان
طریقت اور ان کے حالات پڑھنے اور سننے سے انسان کے دل میں ذوق و شوق پیدا ہوتا
ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اور لطف زندگی حاصل ہوتا ہے اور شکروں کے دل میں خاصان
حق سے عقیدہ کامل پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل کی صحبت نصیب نہ ہو
تو ان کے حالات کشف و کرامات کے پڑھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور عقائد مذہب باطلہ
سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کامل الایمان ہو جاتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حضرت مسند عالی سیف خاں اور حضرت فاضل رفیع الدین
اور حضرت شیخ شمس الدین قریبا درس اودھی نے جس وقت مقام روح آباد میں حاضر ہو کر فیض
صحبت حاصل کیا ہے بالخصوص حضرت مسند عالی سیف خاں کو درویشوں کے ساتھ پہلے سے اعتقاد
نقا۔ جہاں کسی بزرگ کو سنتے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ دور دور کا سفر کر کے بزرگوں کی
زیارت کرتے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کے جہانگیری کی صدا اہل عالم کے کانوں میں پہونچی تو
مسند عالی نے بہمراہی اپنے مصاحبین روح آباد میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ پہلی
ہی ملاقات میں حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ نورانی کو دیکھ کر جذ بہ عشق و محبت پیدا ہوا اور
حضرت محبوب یزدانی بھی ان کے حال پر کمال عنایت فرمانے لگے اور سلسلہ بیعت میں داخل کیا

جب حضرت محبوب یزدانی کبھی خطہ اودھ کی طرف سے گذرتے مسند عالی کے مکان پر ضرور ٹھہرتے۔

ایک دن بمقام روح آباد گوشہ وحدت آباد میں حضرت بیٹھے ہوئے تھے۔ حاضرین سے فرمانے لگے کہ کچھ سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے۔

یہ اشارہ حضرت مسند عالی کے آنے کی طرف تھا۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوئے اور حضرت عالی میں عرض کیا کہ حضور خطہ اودھ میں غریب خانہ پر تشریف لے چلے۔

کہوں کہ وہ طالب صادق تھے حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ ہاں بھی میرا ایک طالب رہتا ہے ابھی سلسلہ بیعت میں نہیں داخل ہوا ہے اودھ میں چل کر ان کو سلسلہ بیعت میں داخل کروں گا۔

یہ اشارہ حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی کی طرف تھا۔ جب حضرت خطہ اودھ میں تشریف لے گئے اودھ کے علماء اور مشائخ حضرت کے شرف دیدار سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ شمس الدین کو شیخ الاسلام قاضی رفیع الدین نے بشارت دی تھی کہ ایک بزرگ یہاں تشریف لائیں گے تم کو ان سے نعمت ملے گی۔

حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اس دولت عظمیٰ کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی اشارہ میں محبوب یزدانی تشریف لائے۔ حضرت شیخ شمس الدین صدیقی شرف ملازمت سے مشرف ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کو اپنا لباس خرقہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد تمام امرار اور روسائے شہر نے حضرت سے بیعت کی۔ وہاں سے مع اصحاب قصبہ ردولی میں شیخ سمار الدین کے مکان پر قیام کیا۔ حضرت مولانا صفی الدین نعمانی نے حاضر ہو کر دولت قدوسی حاصل کی۔ اس آمد میں شیخ صفی الدین کا عقیدہ طلب راہ سلوک کی طرف حضرت سے بے حد پیدا ہوا۔ آپ نے شیخ سمار الدین کے حجرہ میں بطریق مشائخ اعتکاف میں بٹھلایا۔

مولانا کریم الدین ایک مرد عالم اور درویش کامل متصل ردولی ایک گاؤں میں سکونت رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ان کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ میں ان سے ملوں گا۔

دوسرے دن صبح کو حضرت نے مولانا کے گھر جانے کی تیاری کی تھی۔ کسی نے مولانا سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کو تشریف لائیں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہے ہے حضرت سید کو نہیں چاہیے تھا کہ میرے گھر تشریف لائیں۔ وہ بڑے بزرگ مرتبہ والے ہیں۔ ایک ہندی مثل فرمائی "چھیری کے منہ میں کھنڈ اسمائے" کل میں خود ان کی ملازمت کے لئے حاضر ہوں گا۔ جب خدمت عالی میں حاضر ہوئے مولانا کریم الدین نے فرمایا کہ سبحان اللہ شاہ باز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہیے کہ دو جہاں ان کے دونوں بازو ہیں۔ کیا خوب دریا ہے کہ جس کا کنارہ نظر نہیں آتا۔

منوی

دیرِ دریائے معانی سرورِ شاہاں کہ او بردگئے دولت از میداں بحال افتخار
قدوۃ ارباب عرفاں عمدۂ احباب دیں منظر آثار غوثی مصدر آثار یار
بحرِ احاسل کہ می گویند باشند گوہر شش حیرت اکامل کہ می نامند آمد اُس نگار
حضرت شیخ سمار الدین فرماتے تھے کہ جب حضرت محبوب یزدانی دوسری بار قصبہ ردولی میں فقیر خانہ پر تشریف لائے ظہر کی نماز کے وقت عمامہ قصبہ حضرت کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ اس مکان میں ایک بزرگ کی خوشبو آتی ہے۔
میں نے عرض کیا کہ میرے مکان کے ایک گوشہ میں ایک حجرہ ہے جس میں حضرت بابا فرید گنج شکر نے اعتکاف کیا تھا۔
فرمایا بچہ ہے، انہی کی خوشبو تھی۔

آخر حضرت محبوب یزدانی نے چالیس دن خود اس حجرہ میں چلہ کیا۔ اور اسی حجرہ کی نواحی میں شیخ صفی الدین اور شیخ سمار الدین کو بھی معتکف کیا تھا۔ واردات عجیبہ ان دونوں صاحبوں پر گزری۔

جب یہاں سے حضرت نے موضع اسمعی میں نزول فرمایا اور خود وہاں کی مسجد میں اذان فرمائی۔ وہاں سے زیارت مزار شیخ داؤد کے واسطے موضع پالہ معروف روضہ گاؤں میں

تشریف لے گئے اور مسجد میں تین روز قیام فرمایا۔ اندرونِ احاطہ مقبرہ شیخ داؤد حضرت محبوب یزدانی کی عبادت کا چوترا پختہ اب تک وہاں موجود ہے۔ وہاں کے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی چلہ اسی مسجد میں کئے ہیں۔

یہاں سے قریات کو براہ میں تشریف لائے۔ وہاں کے مریدوں نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک ہزار آدمی کچھ کم و بیش وہاں مرید ہوئے۔ ان لوگوں کے حق میں حضرت نے بہت کچھ وعاد فرمائی۔ ان کے بڑوں میں ایک آدمی شراب پی کر حضرت کی زیارت کو آیا۔ فرمایا کہ تعجب ہے کہ زندہ رہے اور پھر شراب پیئے۔ تقدیر الہی موافق ہوئی۔ وہ شخص اسی وقت انتقال کر گیا۔ دوسروں کو حضرت محبوب یزدانی نے بلا کر بہت کچھ وعظ و نصیحت فرمائی۔ آخر میں اشارہ کیا کہ خبردار خبر دار تم لوگ شراب نہ پسنا۔ جو کوئی تم میں سے شراب پیئے گا، جو ان مر جائے گا یا محتاج ہو جائے گا۔ سب نے حضرت کے فرمان کو قبول کیا۔

وہاں سے آپ نے قصبہ جاس کا ارادہ کیا۔ جب وہاں پہنچے قصبہ جاس اور اس کے نواحی کے لوگوں نے قریب تین ہزار آدمیوں کے شرف بیعت سے شرف ہوئے۔

جب آپ کا گذر زمین کدو میں ہوا وہاں بہت بڑا بن تھا۔ حضور کے ہمراہی راستہ بھول گئے اور ایک تالاب میں جا پڑے جہاں سے راستہ نہیں ملتا تھا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک قلندر نے کسی چرواہے سے راستہ پوچھا۔ اس نے مسخرہ پن سے بیچ تالاب میں راستہ بتا دیا۔ حضرت نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ چلو اٹھادو، ھو اللہ تمام اصحاب ہمراہی بیچ تالاب میں ہو کر چلے۔ بعض کے ٹخنہ تک اور بعض کے کف پانک پانی ملا۔ کسی کا پیر نہیں ڈوبا۔ جب چرواہوں نے یہ کیفیت عجیب دیکھی موضع ساتن پورہ میں گاؤں والوں کے پاس جا کر شور کیا کہ ایک عجیب بات ہم نے دیکھی ہے۔ ایک جماعت درویشوں کی بیچ تالاب سے گذر گئی اور ان کا پیر تک نہیں ڈوبا۔

اس موضع کا زمیندار رائے ہند و اپنی قوم کی جماعت کو ہمراہ لے کر سوار ہوا اور رواں دواں اس جماعت تک پہنچ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت ادب سے عرض کرنے لگا کہ حضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ ایک بڑے اہتمام کے

ساتھ حضرت کی ضیافت کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جاس کی طرف روانہ ہوئے۔ دو کوس تک چل کر تھکے ہوئے مذکورہ دو کوس تک پہنچانے کا وقت رخصت عرض کرنے لگا کہ میری حق میں کچھ دعا کیجئے۔ ہنس کر فرمایا کہ تو کا فر ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے خواہش کی ہے کہ تم اور تمہاری اولاد کبھی قید میں نہ جائیگی اور اسباب دولت دروزگار تم لوگوں کا کم نہ ہوگا۔

یہ سب خوش ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔

جب قصبہ جاس میں نزول فرمایا۔ اس مرتبہ مولانا علام الہدیٰ مولانا علام الدین جاسی دنیا سے انتقال کر چکے تھے اور ان کے گھر والے سب کے سب حضرت کے استقبال کو نکلے اور بجائے معبودہ حضرت کو ٹھہرایا۔ جس زمین کو حضرت محبوب یزدانی نے خرید کر خانقاہ اور حجرہ بنایا تھا اور ایک مدت تک قیام فرمایا تھا، اس مرتبہ بھی دو تین ماہ تک اسی مکان میں ٹھہرے۔

جب اول مرتبہ حضرت محبوب یزدانی قصبہ جاس میں تشریف لائے تھے اس سے قبل کہ حضرت جاس میں آئیں اشخاص جاس قصبہ رُوولی میں گئے اور شیخ سلیمان قدس سرہ کو جو حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جن سے جاس والے بیعت کیا کرتے تھے، اس مرتبہ بھی بیعت کی خواہش کی۔

شیخ نے فرمایا کہ اب تمہاری بیعت کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوئی اور وہ دیار کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوا۔ کہ آج کل وہ تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب لوگوں نے استفسار کیا تو فرمایا کہ وہ سید بڑے مرتبہ والے ہیں۔ انہیں ایام میں تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب قصبہ جاس سے آپ لوٹے اور دہلی کا ارادہ کیا یہ اثنائے راہ قصبہ اہونہ میں تشریف لائے۔ جملہ سادات قصبہ شرف بیعت سے شرف ہوئے۔ دو تین دن حضرت کی دعوت کی۔ جب حضرت کی خدمت گزاری بے حد کی تو آپ نے دعائے خیر ان کے حق میں فرمائی کہ ہمیشہ تم دولت مندی سے خالی نہ رہو گے۔

وہاں سے قصبہ بویہا میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے آدمی اس خاندان کے مُرید اور معتقد تھے۔ بہت کچھ خدمت گزاری کی لیکن حضرت نے اس قصبہ کی نسبت عجیب بات فرمائی کہ اگر قصبہ صفائی سے خالی نہیں لیکن اندرون قصبہ بے رونق معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے قصبہ سہور کو تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ خیر الدین سہوری اور فاضی محمد سہوری ایک گروہ علماء اور شرفاء کو ہمراہ لے کر حضرت محبوب یزدانی کے استقبال کو قصبہ کے باہر آئے۔ بڑی تعظیم سے لے گئے۔ تین دن بحال اہتمام حضرت کی دعوت کی۔ یہ حضرت کا تشریف لے جانا قصبہ سہور میں دوسری مرتبہ تھا۔ وہاں کے اکابر علماء اور ان کی اولاد سب کے سب حضرت کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔

وہاں کے خطیبوں میں منصور نام نے حضرت کے ایک قلندر ان جماعت سے دوستی پیدا کی۔ اس قلندر کے پاس ایک جوہر تھا جو اس کو سفر میں ملا تھا۔ منصور مذکور نے چالاک سے وہ جوہر اس کے پاس سے اڑا لیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہ خبر جب حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے قلندر کو بلا کر فرمایا کہ تیری سزا یہی ہے جو تو نے پائی۔ جوہر میں باندھے رہتا تھا۔ ہماری جماعت سے اٹھ جاؤ۔

حضرت کے اصحاب نے اس کو باہر کر دیا۔ آخر حضرت نے فرمایا کہ اس قصبہ کے آدمی عجیب ہیں، نفیروں کی بھی چیز چرا لیتے ہیں۔

عقیدہ مسند عالی سیف خان و حضرت فاضی شمس الدین حد سے زیادہ تھا۔ حضرت مسند عالی ایک مدت تک بطلب سلوک و تعلیم فقر حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور چاہتے تھے کہ اپنے فقر کے گروہ میں مجھ کو داخل کریں۔ اکابر شہر سے ہر چند کہ عقیدہ رکھتے تھے اور سب کی خدمت گزاری کرتے تھے لیکن کسی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

ایک شب اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں جمال جہاں آئے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوا اور خوش خبری سنائی کہ تمہارے حصول مدعا کا زمانہ قریب پہنچا ہے۔ تمہارے گنج مقصود کی گنجی ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو آج کل یہاں تشریف لاتے ہیں۔ یہ اشارہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف تھا۔ انھیں دنوں میں آپ کی صدائے جہانگیری

اور ندائے عالم پروری اطراف و جوار میں بلند ہوئی۔ اور حضور مقام روح آباد میں جہاں آپ کا روضہ منور ہے تشریف لائے۔ مسند عالی حاضر ہو کر شرف دیدار سے مشرف ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اور حضرت فاضی رفیع الدین نے خود یہ الہام الہی سب سے پہلے معاہدہ اصحاب مخصوص کے مثل حضرت شمس الدین کے بشارت تشریف آوری حضرت محبوب یزدانی کی دی تھی اور حضرت سے عقیدہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد قطع منازل واد السلطنت دہلی میں پہنچے۔ جب تک وہاں قیام کیا یا بہرست پھرتے تھے اور یہ فرمانے تھے کہ اس قدر اولیاء اللہ کی یہاں کثرت ہے کہ قدم رکھنا دشوار ہوتا ہے اس لئے میں نے تعلین پیر سے اتار دی ہیں۔ اور وہاں غیث پور میں جہاں مزار حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ قدس سرہ کا ہے۔ اس کے قریب ایک خالقہ اشرفیہ تیار کرائی۔ بڑی تحقیقات اور کوشش سے برادر مملو کی کریم رضا اشرفیہ بیہتوی نے اس کا نشان دریافت کر کے مجھے بیان فرمایا۔ وہ مقام حضرت محبوب الہی کے احاطہ روضہ سے باہر گوشہ مغرب و جنوب کو واقع ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے ایک قصبہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں عرض کیا ہے۔

قصیدہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھ کو بھولے گا نام اشرف
میں بندہ بے درم ہوں ان کا ازل ہی کہ ہوں غلام اشرف

میں ان کی مدحت بیان کروں کیا کہ سائے عالم میں ہریر شہرت
مجدد وقت تھا جہاں میں ولی و عالی مقام اشرف
انھیں کی محبوبیت کا نغمہ ملائکہ نے فلک پر مارا

زمین پر یہ شانِ غوث عالم فلک پر وہ احترام اشرف
جناب کے والد معظم نے خواب دیکھا کہ مصطفیٰ نے
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے نام ان کا بنام اشرف

زمین پر روضہ ہے یا فلک پر کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کہہ یہ بھی ٹکڑا جہاں بنا ہے مقام اشرف

جو وحدت آباد جائے خلوت تو کثرت آباد جائے حبوت
کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت عجیب ہے اہتمام اشرف

جو رُوح آباد جا کے دیکھو تو سیرِ روحی کا لطف اُسے

جو میٹھو دارالاماں میں جا کر تو پاؤں فیضِ عام اشرف

بنے بہت نیگیرِ غوثِ عالم جہان کے اولیاء کے افسر

ولی زمانہ کے زینتِ کماں مطیعِ ارشادِ عام اشرف

کسی نے تارتخِ عرشِ اکبر بہت نامِ روضہ کے خوب رکھی

ہماری نظروں سے کوئی دیکھے فلک سے ملتا ہے بامِ اشرف

عدالتِ صبح و شام دیکھے جو کوئی دربارِ اشرفی میں

تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ عجیب ہے انتظامِ اشرف

کہیں توجہاتِ حل رہے ہیں کہیں خجانتِ تڑپ رہے ہیں

کسی کے سرِ بولست ہے جادو کہوں میں کیا اہتمامِ اشرف

چرخ سے ان کے لے کے کاحلِ گائیں نکھو نہیں اپنے اعمیٰ

تو آنکھیں ہو جائیں ان کی روشن رہے کلماتِ عام اشرف

یہ چشمہِ زہرِ گرِ درِ روضہ ہے بہ آبِ شفاف و صاف جاری

مریض پیتے ہی ہوویں اچھے رواں ہے فیضِ عام اشرف

سوارو کاٹی میں نہ پسر کے حق نے تانپسہ عطا کی

کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے خدا ہیں تجھ پر غلام اشرف

یہ خاکِ روضہ میں ہے تصرف کہ جس کو پیتے ہیں اہل حاجت

مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں عجیبِ فیضِ عام اشرف

زمین سے تا آسماں جو دیکھو عجیبِ قدرت کا ہے تماشا

یہاں زمین پر وہاں فلک پر کھڑے ہوئے ہیں خیامِ اشرف

امیدِ لطف و کرم پہ تیرے میں عرضِ حاجت جو کر رہا ہوں

کر دو توجہ ذرا ادھر بھی کہ لے رہا ہوں میں نامِ اشرف

گھسے جو گستاخِ دبے ادبِ بہت رے دربارِ باضا میں

نکانہ جسدِ ان کو حضرت کریں گے بدنام نامِ اشرف

ادب سے جس نے کہ رخ پھرایا غضب کا منہ پہ لگامت چا

جلال و جبروتِ شہ کا دیکھو عجیب ہے عالی مقامِ اشرف

اگر کسی طالبِ خدا پر ذرا توجہ نہ ہوئی تو ہر دم

بے گامد ہوش کر چکا ہے مجھے دو عالم سے جامِ اشرف

بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے کہ شاہِ اشرف کی شان کیا ہے

بے گامد ہم و گمساں سے میرے لب نہ ہے احتشامِ اشرف

ساتواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی مرتبہ غوثیت سے شرف ہونے اور فضائل مخصوصہ کے بیان میں

قال الاشرف كلمة التصوف وحكايت التعرف بحرمين بحار العرفان و معدن من معاون الوجدان ان يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان -
حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ اس قدر نہیں کہ جو احاطہ تحریر میں آسکیں مگر شہ بطور مشتمل نمونہ آپ کے فضائل سے لکھا جاتا ہے۔ یہ فضیلت آپ کی کیا تھوڑی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے حبیب ملاح نصیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں پیدا کیا۔ ظاہر میں بادشاہ صاحب تخت و تاج دار السلطنت سمنان کیا۔ باطن میں قطب الاقطاب غوث الوقت ، تمام اولیائے روئے زمین کا سردار بنایا۔ بزرگان طریقت کی یہ نشان ہے کہ بھجوائے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة۔ ان کے ذکر میں نزول رحمت الہی ہوتا ہے۔ فقیر مسکین اثرنی جامع رسالہ ہذا نے جو کترین غلامان درگاہ عالی حضرت محبوب یزدانی سے ہے۔ چند اشعار حضرت کی مناقب میں لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

آل احمد ابن جید رسید اشرف پیر ما
از غلامی درش ناز است مارا دم بدم
چون نہ گردم من عزیز خاطر اہل جہاں
از نگاہ کیمیا بش خاک من شد بچو زر
مشکلات کار ہائے دین و دنیا بے خطر
از طفیل شاہ اشرف و در نبود روز حشر
دستگیر خلق و عالم شاہ با توفیر ما
مرجا صدم جا بر خوبی نقتدیر ما
خادمی در گہش شد باعث توفیر ما
خوش بدست آمد قیمت این چنین اکیر ما
می شود آسان ز لطف شاہ خوش تدبیر ما
از گناہاں صاف گرد نامہ تقصیر ما

لطف شام غالب مدچوں بحال زار من
چوں نہ گردم من فدائے آستان اثرنی
شاہ خود شد مہرباں بر حال زار اثرنی
روس مغلوب گشتہ دشمن بے سپر ما
سکہ من کردہ جاری شاہ عالمگیر ما
خوش بکار آمد مرا این نالہ شب گیر ما

ذکر فضائل علمی

قال الاشرف العلم بیضاء زهواء وسائر الفنون ذرا رہا۔
فرمایا سید اشرف جہاگیر سمنانی قدس سرہ نے علم آفتاب روشن ہے اور تمام ہنر اس کے ذرے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانہ تعلیم علمی میں تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن عظیم حفظ کیا۔ سات مہینہ ۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن تشریف سات سال کو پہنچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عرش عرش کر جاتے تھے۔ بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت و معقول و مقول و تفسیر و فقہ و حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے دستا فضیلت سرا قدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام عبداللہ دینا نعمی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کوٹلی اور حضرت بابا مفرج سے بھی سند حدیث حاصل کی جن کو بابا مفرج محدث سے سند حدیث ملی تھی اور حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی حضرت کوٹلی سے سند حدیث مل ہوئی۔ اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول و غیرہ میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر سے تعلیم پائی۔ مقام قزوین میں پانچ برس تک درس علمی دیا۔ جن لوگوں کو حضرت نے فارغ التحصیل کیا ان کی فہرست تواریح سبابقہ سے مثل تاریخ ابراہیمیمہ میں مل سکتی ہے۔

حضرت مولانا عضد الدین شہانگاہ جو استاد علماء زمانہ تھے اور ہر علوم میں کمال رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام میں

ہر شروع صدی میں ایک عالم میری امت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وجود سے رواج کا ردین اسلام ہوگا اور اہل جہاں کا استناد اور رہنما ہوگا۔

علماء سلف نے موافق اس حدیث کے پہلے صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز مروانی کو مجتہد اول صدی کا جانا اور دوسری صدی میں امام شافعیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ اور تیسری صدی میں مولانا ابوالعباس احمد بن شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ علیہ اور چوتھی صدی میں حضرت ابوبکر بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ علیہ اور پانچویں صدی میں حضرت حجت الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھٹی صدی میں حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور ساتویں صدی میں حضرت قدوة الکبریٰ محبوب یزدانی سلطان سید جہانگیر انشرف سمنانی قدس اللہ روضہ تھے کہ وجود مبارک حضرت کاباعت اجراء شریعت اور طریقت تھا علم شریعت میں آپ کے شاگردوں کے صرف نام ہی درج کتاب کئے جائیں تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا حاجی المحمیں سید عبدالرزاق نور العین ابن سید عبدالغفور حسن جیلانی ابن سید ابوالعباس احمد جیلانی فرزند و صاحب سجادہ حضرت محبوب یزدانی تھے جنہوں نے تمام علوم کی تحصیل حضرت سے کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ دوسرے حضرت مولانا اعظم کرکوی، حضرت کے ارشد شاگردوں میں تھے۔ تیسرے حضرت مولانا غلام الہدیٰ غلام الدین جاسسی حضرت کے جلیل القدر تلامذہ سے تھے۔ چوتھے حضرت مولانا عماد الدین ہروی۔ پانچویں حضرت مولانا عضد الدین ندیم اللہ بڑے مرتبہ والے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین بمینی خلیفہ حضرت کے جامع لطائف اشرفی ملفوظات حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خدا داد علم تھا۔ کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وسط فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کر کے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی فارسی اور سوری اور عربی اور زنگی اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائی ہیں کی ہمت اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔

علماء جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔ کتاب کنز الاسرار، ذکر اسمائے الہی اور تفسیر کو اکب میں حضرت نے تالیف فرمائی جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ عجیب کتاب آپ کی تالیفات سے فن تکسیر میں تھی۔ تصانیف کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست لکھنا محال ہے۔ اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوة الخوامین حضرت منہ علی سیف خاں حضرت کے خلیفہ جو داماد فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے تھے تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام بمینی نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتاب لطائف اشرفی اور کتاب سر الاسرار اور رفعات حضرت کے جمع کر کے اس کو مقومات اشرفی کے نام سے موسوم کیا۔ اور کتاب سکندر نامہ حضرت نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی۔ علاوہ اس کے مقامات مختلفہ میں حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں انھیں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسب ارشاد امام عبداللہ یافعی اور بموجب بشارت روحانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین ہروردی قدس سرہ کی کتاب عوارف المعارف پر شرح لکھی۔ اور حضرت مولانا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب خصوص الحکم پر بھی روم میں جب تشریف لے گئے شرح لکھی اور اس کو حضرت صاحب المعارف شیخ نجم الدین ابن شیخ صدر الدین فغانی کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شرح کو بحکم روحانیہ پاک شیخ اکبر لکھا ہے۔

جب عرب میں حضرت تشریف لے گئے تو اہالی عرب نے حضرت کے رسائل تصوف کی طرف نہایت میل کیا اور کتاب قواعد العقائد عربی زبان میں تصنیف کیا۔ حضرت نے اہل عرب کی تعلیم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی جیسا کہ مولانا اعظم علم مولانا علی نے لمعات کو عربی کیا۔ شرح بھی عربی زبان میں لکھی۔ اسرار معارف الہی بہت کچھ اس میں درج فرمائے۔

جب حضرت محبوب یزدانی اطراف عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے وہاں کے سادات نے کتاب بحر الانساب پیش کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکور سے منتخب کتاب اشرف الانساب تصنیف کی اور کتاب بحر الانساب بھی وہاں ہی تصنیف فرمائی اور رسالہ اشرف الفوائد اور فوائد الاشرف ملک گجرات میں تصنیف فرما اور کتاب اشرف لند اکرن

اور رسالہ تنبیہ الاخوان اور رسالہ بشارت الاخوان بپاس خاطر حضرت مند عالی بیف خاں تصنیف فرمائے۔ اور روم میں رسالہ مصطلحات تصوف تحریر فرمایا۔ اور رسالہ مناقب خلفاء راشدین فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جس پر علمائے محمد آباد گوہر نے سبب مناقب حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اعتراض کیا تھا۔ اور چند رسالے تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں۔ اور رسالہ حجتہ الزاکرین بنگالہ میں تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں پانچوں وقت بعد ادائے فریضہ تین بار بار اذان بلند کلمہ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفاسیر سے فرمایا ہے۔ اس رسالہ کو نصیحت نامہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

اور کتاب فتاوائے اشرفیہ بزبان عربی محض بپاس خاطر حضرت نور العین تحریر فرمایا اس کتاب میں مسائل فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامع مسائل ضروریہ مذہب حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب تفسیر ریح سامانی اور کتاب تفسیر نور بخشہ تصنیف فرمائی۔ جس میں تمام مسائل تصوف مثل خواجہ روزیہاں نقلی رحمۃ اللہ علیہ بحال خوبی درج فرمائے اور کتب ارشاد الاخوان اور ادواشغال مشائخ چشت اہل بہشت میں اور رسالہ سبحت وحدت الوجود میں بہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں ستر ہجہ اوست کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایا اور رسالہ تجویز برہنہ بریزید جو نہور میں علمائے مبارک کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافق عقیدہ صاحب عقائد نسفی بریزید پر لغت فصیحی کہنا جائز ثابت کیا۔ اور کتاب بحر الحقائق میں سر معرفت وحقیقت بیان فرمائے۔ اور علم نحو میں نحو اشرفیہ تصنیف فرمایا جس میں تمامی مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے۔ اور کتاب کنز الدقائق فن تصوف میں تصنیف فرمائی۔ اور رسالہ بشارت المریدین حسب درخواست سلطان ابراہیم ثرئی جو نہور میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ غوثیہ ذکر مردان اہل خدمات ابدال و اتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ قبر پر اپنے قبر شریف میں لکھا۔ یہ ۲۷ محرم کو قبر شریف میں آرام فرمانا عالم حیات میں تھا۔ اس میں رسالہ قبر پر اور بشارت المریدین اور ۲۸ محرم کو جملہ خلفاء اور مریدین باصفا کے حق میں دعائے خیر فرمائی

اور اسی تاریخ ۲۸ محرم کو بعد ظہر مجلس صبح میں رحلت فرمائی۔ مقام اعلیٰ علیین کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ اب تک سجادہ نشینان خاندان حسنی مراسم عرس و فاتحہ قل اسی تاریخ پر ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ اولاد شاہ حسین سجادہ نشین چھوٹی سرکار کے ایک دن بیشتر حضور کے وصال ۲۷ محرم کو رسم فاتحہ ادا کرتے ہیں۔ جس میں حالات نزول ملائم اور اظہار اپنے عقائد حقہ اور بشارت عالم غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں فصول اشرفی لکھی۔ ایک جلد مکتوبات اشرفی آپ کے صاحب سجادہ حضرت نور العین نے جمع کی مرقومات اشرفی کا ذکر پہلے اچکا جس کو حضرت مولانا نظام الدین مینی حضرت کے خلیفہ نے جمع کیا۔ ایک جلد رقصات اشرفی جس کو حضرت مولانا شیخ محمد درویش نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقصات حضرت محبوب یزدانی درج کئے ہیں اور دیوان اشرف ایک مہبوط کتاب منظوم ہے جس کو اہل زمانہ مثل دیوان حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔

حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورکانی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ نقشبش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں حضور فال نیک دیکھ کر بتلائیے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا۔ اس میں جو فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا از آیت وحدیث دو قرن اندر یقرانی اسے بادشاہ کوش کہ صاحب قرآن شوی لقب صاحب قرانی امیر تیمور کو حضور کے دیوان کے فال سے عطا ہوا۔ بعد ملاحظہ منال امیر صاحب قرآن کے حضرت محبوب یزدانی دست بدعا ہوئے اور فاتحہ پڑھا۔

چنانچہ آپ کی دعا کے برکت سے سلطان صاحب قرآن نے غنیم پر نصرت و فتح پائی... حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف سے پانچ سو کتبیں دیکھی ہیں۔ بیشتر آپ کی تصانیف فن حدیث و تصوف میں دیکھی گئی... دو سو پچاس کتابوں کا دیباچہ اور خطبہ مجھ کو یاد ہے۔ خاتم کتاب مکتوبات اشرفی میں حضرت نور العین سے منقول ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو سند علم قرأت کی معنی پانچ پشتوں تک اپنے آباؤ اجداد سے علی الانصال پہونچا ہے جس کی سند علی ابن حمزہ الکسائی سے اوپر منسوب ہے۔ میرا عمل قرأت عامم اور تافع پر ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے زمانہ سلطنت میں میرے خاندان سادات نور بخشہ سے ستر حافظ قرآن اور قاری قرآن ایک زمانے

میں موجود تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت محبوب یزدانی کی کہ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان اور سید ابن سید اور ولی ابن ولی اور حافظ ابن حافظ اور قاری ابن قاری اور عالم ابن عالم برا بر سلا بعد سلا حضرت تک ہونے چلے آئے۔ یہ فضیلت خاص حضرت اسی کے خاندان عالی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط

فقیر اثرنی جامع رسالہ ہزانے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

دکھایا جو ہر علمی لیاقت اسکو کہتے ہیں ہوتی تصنیف ہر فن میں بلاغت اسکو کہتے ہیں
اٹھایا جب علم کو جا با کیست ظاہر لکھے مضمون عجب نادر ذہانت اسکو کہتے ہیں
مرے سلطان اشرف کے کلام پاک کو دکھیو مسلسل بھی مقفی بھی عبارت اس کو کہتے ہیں
جہاں پہنچا قدم ان کا وہیں اپنی عنایت سے دکھائے لہٰذا حق سب کو ہدایت اسکو کہتے ہیں
کیا سارے جہاں میں سرک اپنے نام کا جاری کمالات تصوف میں ولایت اسکو کہتے ہیں
ترے ذہن رسالے اثرنی اب انکی رحمت میں عجب مضمون نکلتے ہیں دکاوت اس کو کہتے ہیں

حضرت مولانا نظام الدین یمنی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی نے فک کر دیا کہ عالم غیب سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جس نے تم کو اخلاص و محبت سے دیکھا ہے اور تمہاری صحبت اختیار کی ہے وہ بچھا جائے گا۔

حاضرین مجلس عالی مثل حضرت مولانا شیخ کبیر العباسی سرور پوری اور حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی اور حضرت مولانا شیخ معروف الدیمیوی اور حضرت مولانا قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت مولانا شیخ شمس الدین فرید الدین اودھی اور بہت سے اصحاب اس بشارت کے سننے سے بارگاہ الہی میں شکر ادا کرنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

چشمہ آں کہ مرا مردہ اماں آمد نوید فتح و بشارت ازاں جہاں آمد
الحمد لله على هذه النعمة الشريفة والوعدة الرفيعة۔

اشعار

غلامان شہ سمنان کو یہ مشرود مبارک ہو طفیل اشرف عالم ہوئے آزاد و درخ سے
ملے گی چاہنے والوں کو ان کی نعمت جنت ستانی دی مرے آقا کو یہ آواز برزخ سے
جھکایا جس نے سر محبوب یزدانی کے قدموں پر رہائی پا گیا یہ شبہ وہ دنیا کی چج چج سے
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی جامع علوم ظاہری و باطنی نے حضرت شیخ شمس الدین محمود سے کہا کہ میرے لئے کیا فرمان ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ فرمان یہ ہے کہ سارے عالم میں تین مرتبہ گشت کرو۔

جب ایک مرتبہ آفتاب کی طرح زمین کے گرد چکر لگایا تو یہ فقیر اشرف بھی ذرہ کی طرح
ہمراہ رکاب تھا اور بہت سے سلوک کے فائدے اور درویشی کے حقائق اور وجد اور ذوق
جو میں نے سید سے پائے اگر بدن کے تمام رونگٹے زبان ہو جائیں تو اس کا شکر یہ ہزار حصہ سے
ایک حصہ بھی ادا نہ کر سکوں۔

شعر

ہر بال بدن کا مرے بن جائے جو زباں ممکن نہیں ایک شکر بھی تیرے اکروں بیاں
حضرت سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک ہزار چار سو اولیا را اللہ کی صحبت مجھ کو ملی ہے
اور ہر بزرگ سے مجھ کو فیض اور فائدہ حاصل ہوا ہے۔

شعر

مجھے تافع ہوا ہر ایک گوشہ ہر اک خرمن سے میں نے پایا خوش
اور ان سب نعمتوں اور فوائد سے فرزند اشرف تم کو بھی حصہ ملا ہے۔

ایک دن جب کہ سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کے ساتھ ایک جلسہ
میں پہنچے ہیں اور یہ فقیر اشرف بھی ہمراہ موجود تھا اور جو فوقی اور لطف آپ کے دیدار تبرک
اور نظارہ رخسار پُر انوار سے حاصل ہوا تھا ہرگز زیاد سے نہیں جانا۔

شعر

کسی کو چینیں روزہ بند بخواب بود تا شب مرگ دہنش پر آب

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۸۲۷ھ ہجری کو آستانہ روح آباد کچھوچھو شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا چنانچہ حضرت نورالعین اور حضرت محمد و تقییم اور حضرت شیخ رکن الدین شاہباز اور حضرت شیخ امین الدین سفیدباز اور حضرت شیخ جمیل الدین حمزہ باز اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے علمداران ہمارا ہی جو زیور تجرد سے آلاستہ تھے اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اثرنی میں اس خصوصیت انوار و برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہائف غیب نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ ”اشرف میرا محبوب ہے“

قطرہ

ہائف غیبی نے بہ حکم خدا دی حرم پاک میں آکر ندا
اے اشرف دہر ہے حصہ ترا بولا خدا پیار ہے اشرف مرا
جب کہ احب نے یہ مژدہ سنا جو تھا وہاں گل کی طرح کھل گیا
حاضرین نے اس خوش خبری کو سن کر اور مژدہ سے آگاہ ہو کر مسرت کو نین پائی اور زبان
حال سے ہر ایک نغمہ سرا ہوا۔

غزل

ہمارے شاہ سمنانی ہوئے محبوب یزدانی
تمہاری اولیاء عصر کا افسر کیا حق نے
دل مردہ بشارت ہو تجھے زندہ کریں گے پھر
یہ ہیں اولاد میں ہمیشہ سلطان جلال کے
غلامان شہر سمنان تمہاری حاجتیں ساری
خدا عاشق ہوا ان پر تو بیہودہ دیوان کو
در دریاے عرفانی ہوئے محبوب یزدانی
ملا اوج بیلہانی ہوئے محبوب یزدانی
ہمارے عیسیٰ ثانی ہوئے محبوب یزدانی
سراپا نور بانی ہوئے محبوب یزدانی
روا ہوں گی بآسانی ہوئے محبوب یزدانی
مرے محبوب یزدانی ہوئے محبوب یزدانی

نقیر اثرنی تجھ کو طفیل اشرف سمنان
طے گا ذوق وجدانی ہوئے محبوب یزدانی
حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے تھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے۔ ۲۷ رمضان
کی صبح کو جب حسب معمول نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں گئے اور نماز کمال
طور سے ادا فرمائی، حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلہ محترم تھے حضرت محبوب
یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ: ”آئی آئی“ محبوب یزدانی یہ خطاب حق تعالیٰ کی طرف سے اشرف
سمنانی کو مبارک ہو۔ بحرۃ النبی والہ الامجاد۔

حضرت محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بیٹے
اعزاز کے ساتھ آپ کے سر اپنی گود میں لے لیا۔ چنانچہ اس وقت حرم کعبہ شریف میں پانچ سو شاخ
اولیاء کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب و غریب حالت ہو گئی۔ ہر ایک پر واردات کی نیم اور
گلستانِ مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات کی مبارکباد دی۔

مثنوی

ہو مبارک خطاب محبوبی با ہزاراں کمال و صد خوبی
خلعتِ دلبری مبارک ہو حسنِ زیب تری مبارک ہو
آپ ہوتا ہے جب خدایا عاشق کرے مخلوق کی طلب خالق
ہوئے داخل جو عاشق و معشوق کے خالق کہیں، کے مخلوق
پھر روئی کا نشان ہوا معدوم ایک ہی ذات ہوتی ہے معلوم
ہوا دریا سے مل کے قطرہ گم نام کو بھی نہیں رہے ہم تم
آپ جب مٹ گئے وہی ہے وہی آپ جب مٹ گئے وہی ہے وہی
لیس فی جنتی کا ہے یہ محل دوسرے کی جگہ کہیں نہ رہی
رمز وحدت کی کوئی کیا جانے عقل و دانش میں یاں پڑیں گے غفل
اثرنی وجد میں نہ ہو پُر جوش یا ولی جس نے یا خدا جانے
شرع کہتی ہے اس محل میں خموش اشرنی وجد میں نہ ہو پُر جوش
اسی طرح تمام بزرگان زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے خطاب محبوب یزدانی کے ساتھ

محاسب لکھتے۔
حضرت شیخ محمد زین العابدین عباسی سرور پوری جو حضرت محبوب یزدانی کے خلیفہ اور جہاد اور پیار
فرزند تھے نہایت ادب اور تعظیم سے خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضرت محبوب سجانی قطب
ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ خطاب محی الدین سے
مخاطب کیا کرتے تھے اس کا داف کو کس طرح گذرا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب میں بغداد شریف گیا اور فرزدان حضرت غوث الثقلین
سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ خود حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی فرماتے تھے
کہ جمعہ کا دن تھا۔ میں سفر سے لوٹ کر بغداد آ رہا تھا۔ شگے پہر تھا۔ میرا گذر راستہ میں ایک ہمارے
پیر ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور بدن کمزور تھا۔ مجھے اس نے دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ:
السلام علیک یا عبدالقادر۔

میں نے اس کو جواب دیا۔
وہ بولا کہ میرے پاس آؤ۔ میں اس کے قریب گیا۔

اس نے کہا مجھے بیٹھا دیجئے۔ میں نے اس کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔
اس کا بدن نازہ رنگ پہرہ حسین اور صاف ہو گیا۔

اس سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

کہا، کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے

میں نے کہا نہیں۔

وہ بولا کہ میں دین اسلام ہوں۔ میری یہ حالت ہو گئی تھی کہ جس کو تم نے پہلے دیکھا تھا
مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ذات سے زندہ فرمایا ہے۔ تم محی الدین ہو۔ یعنی دین کے زندہ
کرنے والے۔

میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جامع مسجد میں گیا۔ ایک شخص میرے سامنے آیا اور اپنا
جو تہ پائوں کے سامنے رکھا اور کہا، ”اے شیخ محی الدین!“
میں نماز فجر ادا کر چکا تو لوگ ہر طرف سے میری طرف جھک پڑے اور میرے ہاتھ پاؤں

چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ”اے شیخ محی الدین“ حالانکہ مجھ کو کبھی اس سے پہلے اس لقب
سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔

حضرت قطب ربانی محبوب سجانی سیدی وجدی سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ کو بعد تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل علوم باطنی ایک روز عالم غیب سے الہام ہوا کہ
عبدالقادر جیلانی تم ہمارے ساتھ عاشقی چاہتے ہو یا معشوق بننا چاہتے ہو۔

اس الہام کو حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ ام الحیر بی بی فاطمہ ثانیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا
سے جو مرتبہ معرفت الہی میں کمال رکھتی تھیں عرض کیا۔

انھوں نے فرمایا: بیٹا تم معشوقی قبول کرو اور عاشقی ہرگز قبول نہ کرنا۔ عاشقی کا کوچہ
بہت دشوار گزار ہے۔ تمہارے جد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس عاشقی کے کوچہ میں کیا
کیا مصائب اور شدائد جھیلے۔ تمام خاندان کو قتل کروادیا۔ خود بھی تین دن کے بھوکے پیاسے
شریت شہادت پی کر حجت کو روانہ ہوئے۔

چنانچہ جب ملکوت ملکوت حضرت غوث پاک کو خطاب محبوب سجانی کا ملا تو تمام اولیائے
روئے زمین کے کانوں میں یہ صدا پہونچی اور سب کو اس کا علم ہو گیا۔

جیسا کہ خطاب محی الدین کا تذکرہ اوپر گذرا خاندان امام حسن علیہ السلام میں حضرت
غوث پاک رضی اللہ عنہ کو محبوب سجانی کا خطاب ملا۔ اور خاندان امام حسین علیہ السلام میں
حضرت سلطان الاولیاء میر سید اوحاد الدین والد ثیامخ روم سید اشرف جہانگیر سمرانی قدس
سرہ کو عالم ملکوت سے خطاب محبوب یزدانی کی مذاجب فتنہوں نے آسمان پر پڑنے کی
تو قیامی اولیائے روئے زمین پر اس کا اعلان ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا۔ نصیب غوثیہ
میں حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے۔

وکل ولی له قدم والی علی قدم النبی بدلہ من الکمال
اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جتنے اولیاء اللہ دنیا میں ہوتے ہیں سب قدم قدم
ایک ایک نبی کے پیدا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور غوث الثقلین قدس سرہ نے فرمایا کہ سارے
اولیاء اللہ قدم قدم ایک ایک نبی کے پیدا ہوتے ہیں اور میں اپنے جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدم پر قدم پیدا کیا گیا ہوں۔

چنانچہ ایک دن حضرت محبوب جانی اپنے وعظ میں انگنت شہادت اٹھا کر یہ ارشاد فرماتے تھے کہ تم ان کی یا انکی عبدالقادر کی نہیں ہے۔ یہ انکی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت قاضی رفیع الدین اودھی کو اس کے جاننے کی بڑی بے چینی تھی کہ حضرت محبوب یزدانی کس نبی کے قدم پر قدم پیدا ہوئے ہیں اور کس برگزیدہ رسول کے مشرب میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ اس قلق کو دفع کرنے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا کہ مجھ کو ایک عرصہ دراز تک اس بارے میں شبہ تھا کہ میں کس نبی کے قلب پر ہوں بالآخر حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی طرف میں نے رجوع کیا اور تنگ قلبی ترکی کو انکی خدمت میں بھیجا کہ جو کچھ وہ فرمائیں اس کی خبر مجھے بیان کر دو۔ جب حضرت تنگ قلبی منزلوں کی راہ طے کئے حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچے اور ان کی شرفِ ملازمت سے شرف ہوئے۔

فرمایا کہ خوب آئے۔ تمہاری پیشانی میں اس آفتاب پرست کا نور روشن دیکھ رہا ہوں، اور سورج کے ہمسایہ کا نور تمہارے چہرہ میں ظاہر پایا ہوں۔ تمہارا آفتاب پرست اچھا ہے۔ حضرت تنگ قلبی نے اس بات کو سن کر اپنے دل کی حالت غیر پائی۔ چون کہ حضرت محبوب یزدانی کا حکم تھا لہذا تعبیل حکم میں کہا کہ اچھے ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

پھر حضرت شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کس کام میں ہے؟ حضرت تنگ قلبی کہتے ہیں کہ چون کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجہ نظر سے ہم بہرہ مند تھے، مجھ گئے توجہ الی اللہ کی نسبت دریافت فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نور آفتاب کو مختلف رنگ کے شبیشوں میں اور چہرہ غور شبید کو مختلف جواہر کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر آنکھیں خیرہ نہیں ہیں تو اس کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتا اور آئینہ میں اگر رنگ نہیں ہے تو کیوں ان باتوں کو آفتاب ہی میں نہیں دیکھتا۔

حضرت تنگ قلبی نے جب اس بات کو سنا تو حضرت محبوب یزدانی کی طرف چلنے کا رخ کیا

اور بعد قطع منازل خدمت اقدس حضرت محبوب یزدانی کے خزانہ رساں حاضر ہوئے۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ انھوں نے کیا کہا ہے؟ عرض کیا کہ شیخ نجم الدین نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کیا کرتا ہے۔ میں نے جواب دیا جو اوپر لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ انور اور پیشانی منور پر آثار خوشی کے ظاہر ہوئے اور فرمایا الحمد للہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ کو قدم عیسیٰ علیہ السلام تک رسائی فرمائی ہے اور میرے کام کو قلب عیسوی پر انجام دیا۔

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی فرماتے تھے کہ حضرت محبوب یزدانی کی عادت اور کرامات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عیسوی المشرک ہیں۔ کیوں کہ مردہ کو زندہ کرنا اور اندھے اور کورھی کو تندرست کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، بعینہ حضرت محبوب یزدانی کی کرامتوں سے ظاہر ہوا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث، لوگوں کی نگاہوں سے کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو مرتبہ غوثیت مل جائے چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث کی دعا سے ہمدہ غوثیت پر شرف ہوئے۔

نقل ہے ابو سعید عبداللہ ابن محمد ابن عبداللہ ابن علی ابن عمر تمیمی شافعی سے انھوں نے کہا کہ جوانی کی عمر میں طالب علمی کے لئے بغداد میں گیا۔ اور ابن سفار ان دنوں میرا دوست تھا اور سلسلہ تعلیم مدرسہ نظامیہ میں عبادت اور تعلم اور بزرگوں کی زیارت میں کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھے جن کو لوگ غوث کہتے تھے۔ جب وہ چاہتے نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب چاہتے ظاہر ہو جاتے۔ تو میں نے اور ابن سفار اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ابن سفار نے کہا کہ آج ان سے وہ سوال کروں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہو جائیں گے۔ اور میں نے کہا کہ ایک ایسا مسئلہ پوچھوں گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ خدا کی پناہ کہ میں ان سے کچھ

پوچھوں۔ میں تو ان کے پاس ان کی نظر کی برکتوں کا منتظر ہوں گا۔
جب ہم تینوں ان کے یہاں گئے تو ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ اسی
مقام پر بیٹھ ہوئے ہیں۔ ابن سقار پر حلال کی نگاہ ڈال کر فرمایا کہ:
تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہ جانتا ہوں؟
تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ پھر ابن سقار کی طرف رخ کر کے کہا کہ اے ابن سقار
میں تجھ میں کفر کی آگ دیکھ رہا ہوں کہ بھڑک رہی ہے۔ پھر مجھ پر نظر کی اور فرمایا کہ
اے عبداللہ! تم چاہتے ہو کہ مجھ سے مسئلہ پوچھو اور منتظر ہو کہ میں اس میں کیا
کہتا ہوں۔ تمہارا سوال ایسا ہے اور اس کا جواب ایسا ہے۔ بے ادبی کی وجہ سے تم دنیا میں
کان کی لونگ غرق ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی طرف نگاہ کی اور اپنے پاس بلایا اور
بڑی عزت کی اور فرمایا کہ اے عبدالقادر تم نے اللہ اور رسول خدا کو راضی کر لیا۔ اس غوی
ادب پر جو تم میں دیکھتا ہوں تم بغداد میں منبر پر آؤ گے اور علانیہ کہو گے:-
قدحی ہدٰی علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء روئے زمین اپنی گردنیں جھکاتے ہیں
یہ فرمایا اور پھر فوراً وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گئے پھر ان کو نہ دیکھا۔
تھوڑی مدت میں بزرگیوں کی نشانی شیخ عبدالقادر جیلانی میں بر غایت الہی ظاہر
ہونے لگیں۔ ان کی ولایت پر خاص و عام نے اجماع کر لیا اور ایک دن وہ منبر پر چڑھے
اور فرمایا:- قدحی ہدٰی علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ اور اس وقت کے تمام
اولیاء اللہ نے آپ کی بزرگی کا اقرار کیا۔

اور ابن سقار نے اس قدر علوم شریعت حاصل کیا کہ اکثر علمائے زمانہ سے مناظرہ
کرنا اور جمیع علوم میں بڑھ گیا اور مشہور ہو گیا۔ اس کی تقریر بڑی فصیح تھی اس کے بیان
میں بڑا لطف آتا تھا۔ سلطان نے ملک روم میں ان کو اپنا ایچی بنا کر بھیجا۔ شاہ روم نے
جب دیکھا کہ وہ صاحب علوم اور فنون ہے اور عجیب فصاحت رکھتا ہے، تو نصاریٰ کے

درویشوں اور علماء کو جمع کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے بحث کریں اور خود اس کا نظارہ کرے
جب دونوں کی بحث پوری ہو گئی اور تقریر ختم ہوئی، ابن سقار نے بحث میں زور
دلیل سے سب کو الزام دیا اور دلائل قویہ سے سب کو عاجز اور بے چین کر دیا۔ شاہ روم
کے دربار میں اس کو بیڑا ترسہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی نگاہ شاہ روم کی لڑکی
پر پڑی اور فریفتہ ہو گیا۔

شعر

بتلا اس دم ہوئی جان شریف دیکھا جب اس ماہ کا حسن لطیف
اور بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ لڑکی اس کو دے دے۔ شاہ روم نے کہا کہ میں اس کو
لڑکی نہ دوں گا مگر اس وقت کہ وہ نصرانی ہو جائے۔ حضرت عشق کی عجیب کرامت ہے
جس کے دل میں گذر گیا کفر اور اسلام سے اس کو تعلق نہ رہا۔

قطعہ

دین و دنیا بھر کہاں اس دل میں جو شہسوار عشق کا ایواں ہوا
ملک دل میں عشق ہے اک بادشاہ غل مچا جب حکم اس سلطان ہوا
بادشاہ عشق کو کب زوال پر تو خورشید جب پہنچا ہوا
اس لڑکی کو جب مانگا اور غوث پاک کی بات یاد آئی اور یقین کر لیا کہ اس
بے ادبی کا نتیجہ ہے۔

مثنوی

بے ادب ہوتا نہیں ہے رستگار آسمان کا ہے ادب ہی سے وقار
گر ادب سے باندھ لے حلقہ نہ سانپ ہو سزا نہ پر وہ کیے پہرہ دار
آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سقار نے اس لڑکی کے عشق میں مذہب نصاریٰ اختیار کیا
اور کافر ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں دمشق میں گیا۔ مجھ کو سلطان نور الدین شہید نے طلب کیا۔ اور
ازراہ کرم اوقات کی حکومت مجھ کو دی۔ دنیائے مجھ پر بہت توجہ کی اور غوث کا کہنا

ہم سب پر صبح اور درست آگیا۔

حضرت محبوب یزدانی سے حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ کیا آپ فرماتے تھے کہ انھیں دنوں میں غوث زمانہ دنیا سے انتقال فرمائے گا۔
فرمایا کہ چند مہینے کے بعد معلوم ہوگا کہ بعد چند روز کے یہ نوبت کس کے دروازے پر بجائی جاتی ہے۔

قطعہ

کون ہے در پر بجاتے جس کے ہیں کوس دولت حسب فرمان خدا
کون ہے جس کو حسیم خاص ہے ندا آتی کہ میرے پاس آ
اتفاقاً انھیں دنوں حضرت محبوب یزدانی کو سفر درپیش ہوا۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ
کئی مرتبہ عاجزانہ اور نیازمندانہ گوش مبارک تک یہ درخواست پہونچائی کہ بندے کو اپنے ہمراہی
سے مشرف کریں لیکن نصیب نہ ہوا۔ اس مرتبہ مجھے امید ہے کہ ہمارا کابی سے محروم نہ رہوں اور
سر کے بل خدمت میں چلوں۔
فرمایا کہ بات یہی ہے کہ بغیر تمہارے مجھ کو بھی سفر میں مزہ نہیں آتا۔ لیکن اس لاینت اسلامی
کی مقامی نگرانی کے خیال سے ضرورت پڑتی ہے کہ تم کو چھوڑ جاؤں

شعر

مجھے بھاتی نہیں ہے تیری فرقت مگر مجبور کرتی ہے ضرورت
مگر اس مرتبہ جو آپ کے دل کی آرزو ہے ایسا ہی ہوگا کہ تم ساتھ چلو گے فقرا ہمراہی
موعلم اور خیاں صوبہ گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔ کیوں کہ اطراف دکن اور نواحی گجرات
حضرت محبوب یزدانی کو بہت پسند آتا تھا۔ اس طرف کی آب و ہوا مزاج اقدس کو
بہت موافق تھی۔

شعر

نہ چرخ دیکھا نہ یک لالہ زار کہ گبر کہ کی طرح ہو لالہ زار
حضرت محبوب یزدانی کو ولایت گجرات بہت پسند تھی آپ اس کو گبر کہ فرمایا کرتے تھے۔

منزلوں کو طے کر کے جب بلاد دکن میں تشریف لائے اور مع نشان جہانگیری قلندران ہمراہی
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں اتارے حضرت کی عادت کریمہ سے یہ بات
تھی کہ سفر اور حضر میں اکیلے اور تنہا سب سے علاحدہ اپنے خیمہ میں رہتے تھے۔ حرام اور اصحاب
اور قلندران ہمراہی کے لئے جدا گانہ خیمہ نصب کرتے تھے اور ایک مضبوط اور عمدہ خیمہ حضرت
کے لئے علیحدہ کھڑا کرتے تھے۔

شعر

رہیں گھریا کریں وہ سیر اطراف تھے عنقا کی طرح باشذہ قاف
حضرت محبوب یزدانی اپنے اصحاب ولایت مآب کو مقرر وقتوں میں اپنے حرم خلوت
میں طلب فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت نورالعین اور حضرت کبیر کو اُدھی رات کے وقت
اور صبح کو اپنے پاس بلاتے تھے اور حقائق اور معارف بیان فرماتے۔
ایک رات حضرت شیخ الاسلام گجراتی کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ وقت گزرا تھا
کہ حضرت محبوب یزدانی پر ایسی حالت پُرجوش طاری ہوئی کہ جس کی شرح ہو نہیں سکتی تھی اور
عجیب و غریب اضطراب اور انقلاب پیدا ہوا جس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ حضرت محبوب یزدانی
کی یہ حالت دیکھ کر حاضرین پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ کے اندر نہ ٹھہر سکے۔ بے اختیار باہر نکل
پڑے اور خیمہ کے باہر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے ہیں
ایک پہر رات تک اسی حالت میں گزری۔ جب بے خودی فرو ہو گئی فرمایا کہ الحمد للہ یہ نعمت
مل گئی۔

حضرت نورالعین اور حضرت شیعہ کبیر اور حضرت شیخ الاسلام نے اس بات کو سن کر اور
اس حالت کو دیکھ کر گریبان حیرت میں سر ڈال دیا اور دریائے نکر میں غوطہ کھانے لگے کہ آخر
یہ کیسا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ حضرت محبوب یزدانی بے قراری اور حیرت کی اینگٹھی میں
مشغول تھے اور آخر میں زبان مبارک شکر الہی سے رطب اللسان ہوئی۔ کسی میں یہ ہمت
نہیں تھی کہ اضطراب کی وجہ دریافت کر سکے۔ اور باہم کہتے تھے کہ بھلا یہ قوت کس میں ہے کہ
حضرت سے سوال کرے۔ مگر ناز پروردہ دولت جہانگیری حضرت نورالعین نے یہ کمال دلیری

اپنی عادت کے موافق جرأت کر کے عرض کیا اور جب کوئی اہم معاملہ ہوتا تھا تو حضرت نور العین ہی حضور سے دریافت کرتے تھے۔ گزارش کی حضرت کی بے جبینی اور بے قراری کا کیا سبب تھا فرمایا کہ آج کی رات یکم ماہ رجب سنہ ۱۰۸۷ھ ہے۔ غوث زمانہ اور قطب یگانہ کو کہ جن سے جبل الفتح پر شرف ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ صحرائے شہادت سے بیابان غیب العجب میں لے گیا ہے اور ان کی سرمایہ وجود کو عالم محسوس سے نکال کر دنیا سے معقول کے گھر میں رکھ دیا ہے اور سارے بزرگان اور مقتدایان زمانہ اس کی امید رکھتے تھے اور پوری کوشش کر رہے تھے کہ یہ بزرگ عہدہ اور مبارک منصب ہمارے پر ہو۔ کسی بدن پر یہ قیمتی لباس اور کسی سر پر یہ تاج عظمت ٹھیک نہیں اترا۔

تھے کوشش کے میدان میں سارے گئے مگر گیند کو سب نہیں لے گئے
اللہ تعالیٰ نے بے انتہا لطف اور غیر متناہی کرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے
اور فقیر کے بدن کو اس لباس کے لئے تجویز فرمایا:
ذالک فضل اللہ یونئیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
بے چارہ مجذوب شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا بر منتہائے ہمت خود کامراں شدم
تمام اصحاب اور احباب نے اس شہرہ جانفرا کو سن کر خوشی کا نقارہ بجایا اور میخانہ ارم
میں جام دولت و کامیابی نوش کیا۔

مثنوی

جب ندا پرے سے آئی پر ز شوق صوفی گردوں کو آیا وجد و ذوق
مژدہ کیا آیا حسیم خاص سے جس کو سن کر قص سب کرنے لگے

قطعہ

دھرم میں آگے سلام شہ سمانی یوں گے کہنے میرا شاہ شہنشاہ ہوا
قطب قطاب بنا سر یہ دھرا تاج غوث خازن گنج خدا برحق آگاہ ہوا

سارے دنیا کے ولی ہو گئے زیر قریاں نائب ختم رسل عن شوق اللہ ہوا
آج سے درجہ ولایت کا عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے اور دورہ عالم کو
میرے پر دیا ہے۔

شعر

جو چھوڑے تخت کوئی شاہ ذی جاہ تو بیٹھے کون اس پر جز شہنشاہ
اس وقت جب مجھ کو حالت پر جوش پیدا ہوئی میں چشم زدن میں غوث کے جنازے پر
پہنچ گیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے بعد ہم نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کی اور ان کے
جنازہ کے چار پایہ کو اس فقیر نے اور دو امامان ماتحت غوث عبدالرب و عبدالملک اور ایک
اوتاد نے اٹھایا تھا اور ان کے مقام پر ان کو دفن کیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ اس عہدہ کی پردگی سے پہلے یہ فقیر امامان میں تھا
اور مجھ کو عبدالملک کہتے تھے اور میری جگہ تخت غوث کے بائیں جانب تھی۔ جب اس فقیر کی جگہ
مقام غوثیت ٹھہری تو عبدالرب جو تخت کے دائیں جانب تھے بائیں طرف میری جگہ پر آئے اور
عبدالملک ان کا نام ہوا اور دائیں طرف چار مردان اوتاد سے ایک ترقی پا کر عبدالرب کی جگہ
پر آیا اور زمرہ اوتاد میں ایک مرد گروہ ابدال سے ترقی پا کر داخل ہوا اور ابدال میں ایک مرد
گروہ اختیار سے ترقی پا کر آیا اور اخبار میں ایک مرد ابدال سے داخل ہوا اور ابدال میں ایک مرد
گروہ نجار سے داخل ہوا اور نجار میں ایک مرد نقبار سے آیا اور نقبار میں عام اہل ایمان سے
اگر ایک مرد مخصوص ہوا۔ اس مرتبہ اس فقیر کے کہنے سے فرزند تنگ رفتی کو گروہ نقبار میں
داخل کیا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ممکن ہے کہ کسی کا فکر کو بجائے اس مسلمان کے
مشرق بہ اسلام کر کے ان میں داخل کریں چنانچہ طبقات الصوفیہ میں ہے کہ حضرت غوث الثقلین
کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں مشغول تھا اور اکثر اتوں کو جاگتا رہتا تھا۔
ایک رات حضور غوث الثقلین گھر سے باہر تشریف لائے۔ پانی کا لٹا میں سامنے لے گیا۔ توجہ نہ
فرمائی اور مدرسہ کی طرف رج گیا۔ دروازہ کھل گیا تو آپ باہر نکل آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے

پچھ اس طرح جارہا تھا کہ حضرت کو میرے خیال میں اس کی خبر نہ تھی کہ میں ہمراہ ہوں۔ جب بغداد کے شہر پہاڑ کے دروازہ پر پہونچا آپ باہر چلے گئے اور میں بھی باہر چلا آیا۔ تھوڑا سا سترے کیا تھا کہ پھر سامنے ایک دروازہ شہر پہاڑ نظر آیا اور شہر کے اندر حضرت کے ہمراہ پہونچا جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ آپ مسافر خانہ میں تشریف لائے۔ وہاں چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سامنے آئے اور حضرت کو سلام کیا۔ میل ایک بائکے اوٹ میں چھپ گیا۔ مسافر خانہ کی طرف سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رونے کی آواز بند ہو گئی۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور اس طرف گیا جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی پھر باہر آیا اور ایک شخص کو کا ندھ پر ڈالے ہوئے لایا اور ایک دوسرا شخص آیا۔ ننگے سر اور مونچھیں بڑھی ہوئی۔ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمہ شہادتین پڑھایا اور چوٹی اور مونچھ کے بال جو بڑھ گئے تھے تراش دیے اور اس کو تاج پہنایا اور محمد نام رکھا۔ ان چھ آدمیوں سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شخص کو اس میت کا جانشین کر دوں۔ بھوں نے کہا ہم خوشی سے تیار ہیں۔

پھر شیخ باہر آئے اور ان سب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے باہر آیا۔ اور تھوڑی دیر میں چلا تھا کہ بغداد کے دروازہ پر پہونچ گیا۔ دروازہ جیسے پہلے کھلا تھا خود بخود کھل گیا۔ جب مدرسہ کے دروازہ پر پہونچا وہ بھی کھل گیا۔ حضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ سبق پڑھوں مگر مجھ پر ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں کچھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔ شیخ نے فرمایا فرزند پڑھو۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے رات کو دیکھا تھا۔ اس کی حقیقت مجھ سے بیان فرمائیے فرمایا کہ وہ شہر نہاد تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ اور جس میت کے لئے وہ روئے تھے وہ ان کا سردار تھا۔ اور وہ شخص جو باہر ایک شخص کو کا ندھ پر لئے ہوئے آیا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ وہ مردہ کو باہر لائے تاکہ اسکی تنہیز و تکفین کا انتظام کریں۔ اور جس کو میں نے کلمہ شہادتین پڑھایا تھا وہ ایک آتش پرست ساکن قسطنطنیہ تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس آتش پرست کو اس مردہ کا خلیفہ بناؤں لہذا اس کو میرے پاس لائے اور وہ میرے ہاتھ پر سلمان ہوا۔

اب وہ بھی انھیں ابدال میں داخل ہوا۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ غوث الوقت کی دعالے مرتبہ غوثیت پر پہونچے اور آپ کے ظہور سے پہلے قطب الوقت شیخ عقیل نے مکہ معظمہ میں یہ خوش خبری سنائی کہ میرے وقت میں جو غوث زمانہ ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں مگر قریب زمانہ ہے کہ ایک جوان عجیب غوث ہوگا اور اس کی شان غوثیت مثل آفتاب روشن کے ساری دنیا میں ظاہر ہوگی اور ہر خاص و عام ان کو غوث جائیگے اور مانیں گے۔

یہ اشارہ اور بشارت حضرت جدی و مولائی حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی نسبت تھی۔

یہ مضمون کتاب ”ہجرت الاسرار“ مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ منقول ہے۔ اسی طرح طبقات الصوفیہ سے حضرت مولانا نظام الدین عینی نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے کہ آپ نے دیکھا ایک شخص نہایت تیز روی کے ساتھ طواف خانہ کعبہ کر رہا ہے۔ اور جب آدمیوں کے ہجوم سے گزرتا ہے بغیر کسی کوتاہی ہوئی طرح نکل جاتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے۔ مجھ کو حیرت ہوئی کہ اس شخص کے جسم میں یا محض روح بشکل جسم نظر آتی ہے۔ جب طواف کر چکے تو میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابابکر سبطی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت غوث زمانہ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں ہوں۔ اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہوں گے۔ حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے بعد حضرت یونس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ کے زمانہ میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مريد اور خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبہ ولایت میں نقیہ کے درجہ

گھر پہنچے ہوئے ہیں۔

قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرا لیا۔ ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہیے تھا۔ یعنی ان کو خواجگان چشت سے سمجھنا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوش خبری سنانا ہوں کہ آپ کی ذریت میں ایک غوث بہاگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ یوسف جس کو اودھ کہتے ہیں۔ اس میں پچھم حدود قصبہ جاس اور سترک سے لے کر پورب دریاے کوئی تک اس کرمان میں ان کا ظہور کامل ہوگا اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے سلسلہ میں ایک غوث بہاگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین محبوب بھائی قطب ربانی کے زمانہ ظہور سے پہلے آپ کی ظہور کی بشارت مشائخ مابقی فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاء مابقی نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوش خبری سنائی تھی کہ تم غوث زمانہ ہو گے اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے خزانہ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔

قطعہ

یہ خاصان خدا کی شان عالی معظم ہے بشارت جن کے آنے کی ولی اللہ تھے ہیں
ہوئے مقبول درگاہ الہی جوازل ہی سے وہ حصہ خالق الکر کی ہر نعمت میں لیتے ہیں
حضرت شیخ مبارک نیاز زندانہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ قیاس کا یہ تقاضا ہے کہ غوث کے دائیں جانب والا امام غوث کا قائم مقام ہونے کہ بائیں جانب والا کیوں کہ دائیں کو بائیں پر شرف ہے نہ کہ بائیں کو دائیں پر۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا بائیں طرف والا امام عالم اجسام اور دائرہ مخلق و انام

کا نگران رہتا ہے اور دائیں طرف والا امام عالم ملکوت کا شاہدہ کرنے والا ہے۔ تو عالم انسانی کے ناظر کا رتبہ عالم روحانی کے ناظر سے اعلیٰ اور بالا ہوتا ہے۔ بائیں جانب والا علم غوث کے مقام پر جاتا ہے۔

حضرت شیخ اصیل الدین سپید ہار نے فرمایا کہ میں نے ایک دن حضرت مخدوم زادہ شیخ نور اور اندم قدہ کی قطبیت کی نسبت بات چھیڑی اور حقیقت دریافت کی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا حضرت سیدی و مخدومی و مرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ فرزند شرف جب اللہ تعالیٰ آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا۔

شعر

بڑے کردوں گا یہ بہ سرو چشم میں ادا ہے فرض میری ذات پر فرمان آپ کا
حضرت مخدومی کے انتقال کے بعد ایک مدت گذر گئی کہ ولایت بگالہ کا قطب انتقال کر گیا اور میں نے سرسنگان بارگاہ سبحانی اور سرداران درگاہ ربانی اہل خدمات کو جمع کیا تاکہ باہمی اتفاق سے مرشد زادہ حضرت نور کو تاج قطبیت سے مشرف کریں۔ بعض دانش مندوں نے قطب کی دلیل طلب کی۔ اس فقیہ نے حضرت مخدوم نادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے اور سلسلے کی انگلی کو پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ چلا آوے۔

بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ پہاڑ آپ کی طرف چلنے لگا۔

فرمایا کہ اے پہاڑ ٹھہرا رہ کہ میں اپنے پیر زادہ کو تعلیم کر رہا ہوں۔

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ۔ پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ادب سے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

شکوئی

لگے کہنے یہ دل سے سب زبانی کہ اس سے بڑھکے کیا ہوگی نشانی

جو قطبیت کی ہو ایسی سلامت تو پھر کیا چاہیے برہان و حجت

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت مخدومی کی ہر وصیت کو میں بجا لایا۔ صرف ایک وصیت رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی پوری کروں گا۔ بعض بزرگوں نے اس طرح بوجھ اٹھا اور عہدہ دار ہو کر زندگی بسر کرنے سے کنارہ کشی کی ہے۔ اپنی حالت کے ساتھ جوان کی مشغولی ہی نہیں چاہتے کہ اس میں مخلوق کا بار بھی داخل ہو۔ لیکن انسان کی حاجت روائی اور عالم کے گمراہی کے اٹھانے کو بہت بزرگوں نے حاجت روائی کو مقدم رکھا ہے۔

جس وقت کہ حضرت مخدوم زادہ کو قطبیت کا عہدہ عطا ہو رہا تھا بارگاہ خداوندی کے بعض نوابوں کی رائے تھی کہ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرف سے مشرف کریں مگر شیخ شرف الدین کو عجیب بے فراری ہوئی۔

ایک رات خانقاہ میں پھرتے تھے اور اس پر بہت اور کوشش قائم کی کہ اگر اس مرتبہ اس بار کو دوسرے پر ڈالیں تو بہتر ہو۔ ایک ساعت کے بعد ان کی بے چینی فرو ہوئی۔ بعض اصحاب نے بے چینی کے ساتھ ٹہلنے کی وجہ پوچھی۔

فرمایا آج کے دن عہدہ قطبیت کو بعض لوگ چاہتے تھے کہ میرے سپرد کریں۔ اور میں اس سے الگ رہنا چاہتا تھا۔ الحمد للہ کہ بھائی نور قطب عالم نے اس بار کو اٹھا لیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث کا جسم جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت میں دیکھا گیا کہ بعض سلاطین نے حضرت کو شاہی مکانات میں ٹھہرا بھیجے ان کے مکان محفوظ ہوتے ہیں۔ بار بار دیکھا گیا کہ اُسی رات کو حضرت باہر تشریف لائے اور نہیں چلے جاتے تھے اور دروازہ قلعہ کا اس طرح بند رہتا تھا۔

حضرت مولانا نظام الدین مبینی جامع لطائف اشرفیؒ کبھی حضرت کے ہاتھ پاؤں دیتے تو آپ کا جسم ان کے ہاتھ میں نہ آتا اور کبھی آپ کی کمر دباتے تو اس طرف سے اس طرف ہاتھ نکل جاتا اور جسم مبارک بالکل ہاتھ میں نہ آتا اور کسی وقت جسم مبارک ہاتھ میں محسوس ہوتا مگر اس قدر نرم اور لطیف کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ بڑی نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

خاص بندوں کو نصیب کرتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کلامین ماتحت غوث جو عبدالرب اور عبدالملک کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے ماتحت چار اوفاد ہوتے ہیں۔ پورب پنجم، اتر، دھن، چہارجد دنیا کی نگرانی ان کے تعلق ہے۔ زمان میں کم ہوتے زیادہ ہوتے۔ ایک پورب میں حد دنیا پر رہتا ہے اور اس کا نام عبدالحی ہے۔ دوسرا جو پنجم دنیا کے کنارہ پر رہتا ہے۔ اس کا نام عبدالحکیم ہے۔ تیسرے دھن کنارہ دنیا پر ان کا نام عبدالقادر ہے۔ چوتھے اتر کنارہ پر ان کا نام عبدالمرید ہے۔

شعر

کیا جب غوث نے خمیر کو آباد طنائیں چاروں اس کی چار اوتاد
اللہ تعالیٰ ہفت اقلیم کی چاروں جہتوں کی حفاظت اوتاد سے فرماتا ہے۔ وہ نگاہ لطف الہی کے محل اور مقام ہیں۔ جس طرح کپھاڑ زمین کے ساکن ہونے کی علت ہیں۔ اوتاد تمام دنیا اور آبادی کے قیام کے سبب ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی تعبیر پہاڑ سے کی گئی ہے۔

الْكَمْ يَجْعَلِ الذُّرْحُ مَهَادًا وَالْجِبَالُ اَوْتَادًا

لیکن ابدال وہ سات ہیں۔ اور جس کسی نے اس قوم سے سفر کیا ان کی جگہوں سے اور چھوڑ گیا ایک جسم کو اپنی صورت پر یہاں تک کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ وہ غیر موجود ہیں تو وہ بدل ہے وغیر وہ قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں۔

شعر

طنائیں خمیر کی ہیں چرخ میں نیخ تن ابدال اس میں سات ہیں نیخ
بعض شائخ سے منقول ہے تعداد ابدال چالیس سے زیادہ ہیں۔ اور بعضوں نے چالیس تن کو ابدال کہا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے سرتاج سلسلہ چشتیہ اور تاجدار شجرہ ہشتیہ شیخ ابو احمد ابدال تھے۔ مجلہ ان چالیس حضرات کے جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں آرام فرماتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام و شرفاء اور سلاطین سے تھے۔ آپ کی ایک بہن تھی۔ نہایت

بزرگ۔ ان کے گھر میں کبھی کبھی شیخ ابواسحاق شامی تشریف لاتے تھے۔ جب خواجہ ابوالحسن
بیس برس کی عمر کو پہنچے اپنے والد کے ساتھ شکار کے لئے پہاڑ کی طرف گئے۔ اسی اثنا
شکار میں اپنے والد اور نوکروں سے جدا ہو گئے اور پہاڑ کے وسط میں پہنچ گئے جہاں
چالیس حضرات اہل اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں اور حضرت شیخ ابواسحاق شامی ان کے
درمیان میں ہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن پر بہتر حالت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اتر کر حضرت
شیخ ابواسحاق شامی کے قدموں پر گر پڑے اور گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا۔

جو دیکھا کان کو گونہ پر سنگ تو پٹکا شیشہ عزت بے سنگ
اوکلی اوٹھ لیا اور ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہر چند کہ والد اور ان کے نوکروں نے تلاش
کیا نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد خیرائی کہ وہ شیخ ابواسحاق کے ساتھ پہاڑی مقامات سے
فلاں موضع میں رہتے ہیں۔ ان کے والد نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ آپ کو لے آویں۔ ان لوگوں
نے ہر چند پتہ نصیحت کی لیکن آپ کو لوٹا کر نہ لاسکے۔

ہنر سے ہنر مند با مثل نہ ہو نصیحت سے دیوانہ عاقل نہ ہو
کچے اس کو عاقل ہونے سے زانہ ہو کچے جو کہ دیوانہ دیوانہ ہو
ابدال کو اپنی اپنی شکل بدل لینے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ اقوال اور افعال اسی شکل میں
گزر تے ہیں۔ آدمی جانتے ہیں کہ وہ جسمانی صورت پر ہر کام کر رہا ہے۔ اور کہتے ہیں فلاں
شخص کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایسا دیا کرتے تھے۔ حالاں کہ وہ شخص اس فعل سے بری ہے
حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ کتاب کشف المحجوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابدال
سات شخص ہیں۔ چنانچہ مصنف کہتے ہیں تین سو وہ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس وہ
ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ اور چار وہ ہیں جن کو اوتاد
کہتے ہیں۔ اور تین وہ ہیں جن کو نقباء کہتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ غوث العالم اور قطب الکبیر اور قطب الدائرہ اور
انسان کامل اور جہانگیر اور عبداللہ یہ سب خطاب ذات واحد جن کو غوث کہتے ہیں۔ اور

قطب الاقطاب کا مرتبہ یا من خاتم النبوت سے رکھتا ہے۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے مرتبہ غوثیت عطا کیا ہے۔
مردان امان اور اوتاد اور ابدال اور نقباء اور سنجبا وغیرہ تمام اولیائے روئے زمین میرے
مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ سب کا افسر ہوں۔ تمام اولیاء روئے زمین سے میں نے اس بات
کا عہد لیا ہے کہ ایک وقت خاص میں تمام اولیاء روئے زمین میرے استانہ روح آباد
پر مجتمع ہوا کریں۔ اور ان گروہ اولیاء اللہ میں جب ایک انتقال کر لے کہ دوسرے اپنے
قام مقام کو وصیت کرے کہ استانہ روح آباد کی حاضری کبھی ترک نہ کرنا۔ سب نے اس کو
قبول کیا اور اراضی استانہ روح آباد میں تقسیم کر کے جائے قیام ہر طبقہ ہر اولیاء اللہ کے
لئے مقرر کر دیا کہ وقت خاص پر سرنگانہ درگاہ الہی مجتمع ہوا کریں۔ یعنی یہ مجمع خواص شب
۲۷ رجب المرجب کو مقرر فرمایا۔

قطعہ

امید است بہم حریفان من بوند ناقص امت منازل گر لائے
اشرف از خدا خواستہ این مراد خدا داد بر او کرم شنائے
ایک بار یہ گروہ اولیاء اللہ روئے زمین ۲۷ ماہ رجب میں حاضر ہوا کریں گے۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ قطب الاقطاب اور غوث الوقت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے اس فقیہ تک انیس آدمی گزرے ہیں۔ اور حضرت محبوب یزدانی نے
فرمایا کہ حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی جو کہ بعد حضرت شیخ
رکن الدین صاحب سجادہ ملتان میں ہوئے فرماتے تھے مزار غوث کا سوار غوث کے غیروں
کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ مگر قیاس و توحش اشرف کی اور قبر حضرت غوث الثقلین
قدس سرہ کی مع دیگر چند مردان غوث نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی کہ قیامت تک ہنگام
خدا کو ان سے فیض حاصل ہوا کرے۔ اور اہل حاجت اپنی مراد کو پہنچیں۔ منہ و کمر حضرت
شیخ اسماعیل الدین سپید بانہ نیاز مند از عرض کیا کہ :
رجال الغیب کی طرف متوجہ ہونا اور مردان خدا کا وسیلہ لانا کس طرح مناسب ہے۔

اور مہینوں اور دنوں کی کس تاریخ کو وہ کہاں ہوتے ہیں اور ان کی جائے قیام کس طرح معلوم ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان کا مقام معلوم کرنا اور ان کی جانب توجہ کرنا اس گروہ کے لئے بہت ضروری امر جیسا کہ فتوحات میں ہے کہ جماعت صوفیہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے ابدال کی جائے قیام کی سمت کا جاننا لازمی طور پر ضروری خیال کیا ہے۔ اور جس نیت سے کہ ان کا وسیلہ کوئی لائے اور دل میں ان کی موجودگی کا خیال کرے وہ کام ضرور برآوے۔ اور جو کام پیش آوے مردان ابدال سے مدد اور اعانت طلب کرے اور ہر موقع پر ان کو دل کے روبرو تصور کر کے پیٹھ پیچھے رکھے اور اپنا پشت پناہ جانے۔ اور بالخصوص سفر کے وقت اور زمانہ جنگ میں ان کے مقابل میں نہ جائے۔ جنگ میں روبرو ہونے سے بچے۔

چنانچہ حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں ایک غنیم نے دارالسلطنت پر حملہ کیا اور بڑھتا چلا آتا تھا۔ حضرت نے اپنی فوج کو جنگ اور مقابلہ کا حکم نہیں دیا کیونکہ رجال الغیب کا سامنا ہوتا تھا۔ جس تاریخ کو حضرت کے لشکر کی پشت پر رجال الغیب ہوئے آپ نے جنگ کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور کے لشکر کو فتح ہوئی اور غنیم کا سر کاٹ کر ربار شاہی میں حاضر کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فتح بہ برکت مردان رجال الغیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصیب کی۔

حضرت نور العین نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ رجال الغیب کی پابندی کا طریقہ براہ کرم بیان فرمائیے۔

فرمایا کہ صبح کے وظیفوں کو ادا کرنے کے بعد ان کے دائرے میں نظر کرے۔ جس طرف وہ ہوں کھڑا ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو۔ اور دل کو ان کی طرف رجوع کرے۔ اور کہے :-

يَا أَرْوَاحَ الْمُقَدَّسِينَ يَا رِجَالَ الْغَيْبِ اعِينُونِي بِقُوَّةِ وَالْطَّرِيقِ إِلَى بِنَظَرِي.

پورے طور سے ان کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے اور اخیر میں ان کی طرف پشت کر کے اپنا پشت پناہ جانے۔ متوجہ ہونے اور خیال کرنے میں ایسا سمجھو کہ گویا کسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی اعتماد پر اپنے کو کچھ نیچا کر دے اور اسی طرح پابندی کرے۔ جس نیت سے کرے گا وہ برائے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کے محفلوں اور سلوک کی مجلسوں اور قاضیوں کے مدبروں اور دعوتِ اسلامیہ عظام کے موقعوں وغیرہ پر اس معائنہ دائرہ کا خیال رکھے۔

فیقر اثرنی جامع رسالہ ہذا نے کتاب مکتوباتِ اثرنی میں دیکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ صبح و شام دونوں وقت بعد فجر اور بعد مغرب موافق دائرہ رجال الغیب مردان غیب کی طرف متوجہ ہو کر اس عمل کو پڑھے۔ اور اول آخر اس کے اس درود شریف کو سات مرتبہ پڑھے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَدِّدِ الْجُحُومَ فِي السَّمَوَاتِ وَبَعْدِ

الطَّائِفَةِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَذَلِكَ.

اور وہ دائرہ یہ ہے جو اصل میں مدور تھا۔ کاتب نے بحیال صاف ہونے ارکان ہشت گارہ شکل مربع بنا کر لکھا ہے تاکہ جلد سمجھ میں آجائے۔

گردشِ دورہ رجال الغیب کے متعلق حضرت محبوب یزدانی بحساب ابجد ان اشعار کے درمیان بفرغِ آسانی طالبوں کے سمجھنے کے لئے منظوم فرمایا۔

اگر خواہی کہ بدلا را بدانی از رہے قطباں حساب ابجد از خروش شماری کن یقین می داس
۱ ط یو کہ باغنی دان ۳ زید کب کط بشرقتان ۳ و کا کج را بیدان
۲۸ ۲۳ ۴ ۲۹ ۲۲ ۱۴ ۷ ۲۷ ۱۶ ۹ ۱

ایسان ۳ وح بیہ کج ل شمارستان ۳ ۵ تیج ک جانب باب ۳
۲۰ ۱۳ ۵ ۳۰ ۲۳ ۱۵ ۸

دیب ببط کنز بغربستان ۳ بی یز کہ سوئے نیرت ج یا تیج کو جنوبستان
۲۸ ۱۸ ۱۱ ۳ ۲۵ ۱۷ ۱۰ ۲ ۲۷ ۱۹ ۱۲ ۴

از اشرف مزج ایشاں شنوا ضابطہ آسان اگر در کار بر بند ی بر آید کامت از یزداں

غرب ۲۷-۱۲-۱۹-۲۷	تجرب ۲۵-۱۵-۱۲-۲۵
دائرة رجال الغیب	تجرب ۲۵-۱۵-۱۲-۲۵
تجرب ۲۷-۱۲-۱۹-۲۷	تجرب ۲۵-۱۵-۱۲-۲۵

کے بیچ بائیں کے بیچ جس کے بیچ بائیں کے بیچ اس
یہ عبارت حضرت مولیٰ علیؑ کی رسم الشریعہ کی فرمودہ ہے۔

حضرت محبوب یزدانی چند ہمارے ایسوں کے ساتھ ایک راستے سے گزرے۔ آپ کی نظر مبارک ایک کتے پر پڑی جس کو مثل سگ اصحاب کہف سمجھتے تھے اور فرمایا غالباً یہ وہی کتا ہے کہ جس کو میں نے حضرت مخدومی و مرشدی کے استاذ پر دیکھا تھا۔ کمال آرزو سے زبان مبارک سے کتے کی طرف رخ کر کے فرمانے لگے۔ اُو، اُو۔

جب کتنا قریب آیا اور آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچے کچھ کھانے کی قسم سے اپنے پیر ہن مبارک کے دامن پر رکھ لیا اور کتے کو کھلانے لگے۔
مرشد کے نام سے یہ عشق تھا کہ ان کے گلی کے کتے کی یہ عزت کرتے تھے کہ تو تو کہہ کر نہیں پکارا۔ بیچ ہے عشاق سے کب یہ ادائے مخالف ظاہر ہو سکتا ہے۔

ملک نصال پریوش فرشتہ روکتا مجرم تھے جو سگ یار کو میں تو کہتا
حضرت محبوب یزدانی اور حضرت حاجی چراغ ہند ظفر آباد میں جامع ظفر خاں میں باہم جلوس
فرماتھے۔ ایک گروہ ڈاکوؤں کا آیا اور سب نے عرض کیا کہ حضرت ہم مرید ہوں گے لیکن اپنے
اطوار ڈاکہ زنی کو نہ چھوڑیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد اظہار انکار ان لوگوں کو حضرت حاجی صاحب کے سامنے پیش کیا کہ آپ ان کو مرید کیجئے۔

انہوں نے فرمایا کہ بعجیت عبارتِ توبہ کرنے سے ہے۔ جب یہ اپنے فعلِ قزاقی کو نہیں چھوڑتے تو میں مرید کس طرح کروں۔

بعد اصرار بسیار جب حاجی صاحب انکار ہی کرتے رہے تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جوان مردان راہ خدا سے ہیں تو سائل کو محروم نہیں کرتے۔ اوہم تم کو مرید کرتے ہیں۔ اس گروہ مذکور نے جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ان پر ایسی ہیبت چھائی کہ بدن کانپنے لگا اور بخود بخود اپنے جرائم سے توبہ کرنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد مراض رانی تاج فقران کے سر پر رکھا۔ حضور کے شرف ارادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق سلوک عطا فرمائی ولی کامل فضیل زمانہ ہو گئے اور ان کو شرف خلافت سے مشرف کر کے واسطے ہدایت بندگان خدا کے اذن عام عطا فرمایا۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا جب تک کہ نام اس کا لوح محفوظ پر نہ دیکھا کہ یہ سچا ہو ہے۔ بعض مریدوں کی نسبت فرماتے تھے کہ تم کو اور تمہارے فرزند کو کوئین نشیت تک میں نے اپنے ارادت میں قبول کیا۔

جامع لطائف اشتر فی ابوالفضائل مولانا نظام الدین مینی فرماتے تھے کہ جزائر فلسطین میں
میں حضرت کے ہمراہ تھا۔ بعض کفار پوشیدہ طور سے بخوف نصاریٰ حضرت کے ہاتھ پر مشرف
باسلام ہوئے۔ اور بیعت کی مہربانی سے ان کے حق میں فرمایا کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو میں
نے ایمان بیعت میں قبول کر لیا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

یہ اسمائے پاک غلامان سلسلہ عالیہ قادریہ بطور وظیفہ کے روزانہ پڑھنے میں عجیبے
مربوب برکات اور فیضان سے مشرف ہوتے ہیں اور محض آپ کے نام نامی کے ذریعہ سے جو
انتجائیں کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس جامع رسالہ ہذا کو بعض بزرگوں
سے اجازت ملی ہے کہ جو کوئی بعد نماز عشاء رکھی حاجت اور مراد کے لئے ہر شب ایک سو گیارہ
مرتبہ پڑھے۔ یا شیخ عبدالقادر شیبانیؒ اول آخر درود قادریہ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اس
کے بعد بارگاہ الہی میں بوسیدہ حضرت غوث پاک دعا مانگے انشاء اللہ جلد ختم ہونے سے
پہلے مقصد حاصل ہوگا۔ اجازت شیخ سے پڑھنا یا انشہ ہوتا ہے۔ درود وغیرہ یہ ہے :-

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ مَقْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ مَنْبِجِ الْحِلْمِ وَالْحِکْمِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حضرت محبوب یزدانی کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرفراز خرقہ حضرت
محبوب سجانی کا پہنایا جو آپ کو حضرت خواجہ عبید غوثی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ ان کو حضرت شیخ
فاضل بن عیسیٰ سے عطا ہوا اور ان کو حضرت قطب البین ابوالغیث ابن جمیل قدس سرہ سے
اور ان کو حضرت شیخ علی فلاح قدس سرہ ان کو حضرت شیخ علی حداد قدس سرہ اور ان کو
حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تھا۔ اور حضرت محبوب یزدانی بھی سراپا نشان
حضرت محبوب سجانی کی پائی تھی۔ چوں کہ محبوب سجانی قدم بقدم نبی العربی کے تھے لہذا ان
کو اسمائے پاک بھی عربی زبان میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔
چوں کہ مردان غوث کے نو دونہ نام ہوتے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی اول تو آپ کی خواہر
عقیقہ بی بی نصیبہ کی اولاد سے تھے، دوم صورت اور شمائل اور خوارق و عادات سے بھی
آپ ولی العجی حضرت محبوب سجانی کی شان میں پیدا کیے گئے اور نشانی ولی العجی سراپا ظاہر
ہے ان کا نام زبان عجمی میں وظیفہ زبان مریدان خاندان رہتا ہے۔ اور حضرت محبوب یزدانی
کے بھی نو دونہ نام ہیں جو سلسلہ عالیہ اشرافیہ کے مریدان کے ورد زبان رہتا ہے زبان فارسی
جمع کیا :-

لِسُؤْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی بجزمت سید اشراف، میرا شرف، جہانگیرا شرف، مخدوم اشراف، حاجی

اشراف، حاجی الحرمین اشراف، غازی اشراف، محبوب اشراف، محبوب یزدانی اشراف،
تاج محبوبان اشراف، شیخ اشراف، شیخ الاسلام اشراف، قطب اشراف، قطب الاقطاب اشراف، غوث اشراف،
غوث العالم اشراف، ہادی اشراف، شیخ الاسلام اشراف، ہادی اللہ اشراف، کیم الطہرین
اشراف، فرزند فاطمہ الزہرا اشراف، اولاد علی المرتضیٰ اشراف، نبیرہ احمد مجتبیٰ اشراف،
نواسہ محمد مصطفیٰ اشراف، کلام کنندہ درگاہ یزداں اشراف، شنوندہ کلام سبحان اشراف،
عاشق اشراف، عاشق عاشقان اشراف، نہنگ اشراف، نہنگ ہفت دریا اشراف،
شاہ اشراف، شاہ شاہان اشراف، فقیر اشراف، فقیر الفقراء اشراف، غریب اشراف،
غریب الغریب اشراف، مسکین اشراف، مسکین مسکینان اشراف، سلطان اشراف،
سلطان سلطانان اشراف، مقبول اشراف، مقبول درگاہ اشراف، جہاں گشت اشراف،
روشن ضمیر اشراف، رہنما اشراف، حضرت اشراف، حضرت قدوة البری اشراف،
عنایت اللہ اشراف، شکر اللہ اشراف، محبوب اللہ اشراف، اولیاء اللہ اشراف،
نعمت اللہ اشراف، اسرار اللہ اشراف، عاشق اللہ اشراف، عالمگیر اشراف،
برہان الدین اشراف، جمال اشراف، جمال اللہ اشراف، جلال اشراف،
جلال اللہ اشراف، کمال اشراف، کمال اللہ اشراف، عابد اشراف، زاہد اشراف، دلی اشراف،
بادشاہ اشراف، امیر اشراف، عالم حقانی اشراف، عارف ربانی اشراف، مرشد
تقلید اشراف، خادم الفقراء اشراف، مرشد اشراف، دستگیر اشراف، صاحب کوثر
اشراف، کامل اشراف، عالم اشراف، عال الطریقت اشراف، سرفراز ذکر اکران اشراف،
تاج الدین اشراف، گنج اسرار اشراف، کبیر اشراف، امام الدین اشراف، فاضل اشراف،
ذکر اللہ اشراف، فنا را حقیقت اشراف، فنا فی اللہ اشراف، کریم اشراف، رحیم اشراف،
بصیر اشراف، علیم اشراف، سمیع اشراف، ستار اشراف، اول اشراف، آخر اشراف،
ظاہر اشراف، باطن اشراف، غفار اشراف، کارساز اشراف، کارساز از ہمہ نیاز اشراف،
باخدا ہم راز اشراف، اغثنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات بحق سیدنا
محمد وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر

کر کے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر بیٹھ جاتے تھے اور وہ آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ ایک دن اس درخت کے نیچے قیام کیا کہ دیکھیں یہ لوگ کیا کھاتے ہیں۔ جب شام کا وقت آیا عجیب و غریب صورت کے پرندوں نے اس درخت پر سیر کیا جو اپنی چونچوں میں کچھ میوے لئے ہوئے آئے اور درخت کے شاخوں پر بیٹھ کر کھانے لگے اور درخت کے بڑے بڑے پتے تھے جو میوہ ان کی چونچ سے گرتا وہ پتوں پر پڑھ جاتا اور وہ آدمی جو درختوں پر پھلے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ اس میں سے کچھ میوے درخت کے نیچے گرے۔ دیکھا تو وہ عمدہ قسم کے انگور تھے۔ سبحان اللہ! خداوند تعالیٰ کی کیا رزاقی ہے کہ ہر شخص کو ہر مقام پر روزی پہونچاتا ہے۔

قطعہ

زہے حکیم و رحیم اے قادر کہ خلق کرد عجائب غرائب افاق
بخوان برگ تہادہ ز میوہ رزق دہد یہ پیش مردم اثمار شجرۃ الودواق
اس دیار کے رہنے والوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کس طرح مرتے ہیں۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ جب ان کی ناف سے شاخ علاحدہ ہو جاتی ہے تو وہ مردہ ہو کر گر پڑے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں جزیرہ صحت میں پہونچا جو بہت وسیع تھا۔ اور اس کا میدان طرح طرح کے نمردار اشجار سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہاں ایک مکان پایا جو صاف ستھرا تھا لیکن متاع دنیا سے خالی تھا۔ ایک ساعت اس مکان میں بیٹھا۔ ایک گروہ سیاہ پوشوں کا پہونچا۔ ہر چند ان سے بات چیت کی مگر جواب نہ دیا۔ نہایت کوشش کے بعد یہ جواب دیا کہ سیاہ پوشوں کے اسرار شہر مدھوشان میں معلوم ہوں گے۔ یہ ارادہ فرما کر باز نہ کر شہر مدھوشان کی طرف روانہ ہوئے۔ دس منزل راہ طے کر کے اس شہر میں پہونچے دیکھا کہ اس شہر کے سب آدمی مثل چاند کے سین تھے اور ان کے رخسار ایسے خوب صورت تھے جیسا کہ حضرت نظامی گنجوی نے کتاب ہفت پیکر میں شرح کی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس

شہر میں کچھ قیام کر دں مگر نورالعین نے نہیں جانے دیا۔ ان عجائب میں سے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جو کوئی وہاں کے لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہو اوہ دولت عشق سے بہرہ مند ہو کر آیا۔

رباعی

دیدن روئے دوست ہر کس را اثرے دارد از کم و بسیار

ہم چوں اے نافہ کہ نفخہ خوش می دہد ہمہ مین و یسار

☆ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں نواحی اطلاق میں پہونچا تو اس شہر کے کنارے ایک دریا جاری ہے۔ دریا کے کنارے پر شہر آباد ہے۔ ایک عمدہ طور پر بنایا گیا ہے۔ جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس شہر کے رہنے والی سب عورتیں تھیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر میں مرد کا وجود ہی نہیں جس کی قیمت میں اولاد ہوتی ہے وہ عورت بعد اتمام حیض دریا میں غسل کرتی ہے اور خدا کی قدرت سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے سوائے لڑکی کے لڑکا نہیں پیدا ہوتا۔

قطعہ

چہ خالقے کہ وجود از عدم ہویدا کرد بیافسید بہرگونہ ازانات ذکور
اگرچہ واسطہ خلق مرد و زن آمد ولے بجائے کہ جز زن نمی شود منظور
☆ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سفر راہ سیلان میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں تین دن تک کوئی آنے جانے والا دکھلائی نہ دیا جس سے کہ راستہ کا پتہ دریافت کیا جسے
جب ہمراہیان بھوک و پیاس سے بے حد پریشان ہوئے۔ درخت کشن کے نیچے اترے اور یاروں نے اپنے اسباب اناڑے۔ ایک ساعت بیٹھے تھے کہ ایک چیونٹی جو ہے کے برابر آئی اور حضرت کے نزدیک بیٹھی اور اس کے اور حضرت کے درمیان کچھ باہمی اشارے ہوئے ہمراہیوں کو گمان ہوا کہ اسٹاروں میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی چلی گئی۔ حضرت محبوب یزدانی معمولی طور سے جلوس فرما تھے۔ ایک پہر کے بعد چیونٹی آئی اور

حضرت کی طرف اشارہ کیا۔ آپ معہ ہر اہمیان روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر چل کر جس درخت کے نیچے چیونٹی کا مسکن تھا، چالیس ڈھیر مٹھائی کے چنے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا جس پر حضرت کو بٹھایا اور باقی سب ڈھیر برابر تھے۔ ہر ہمراہی کو ایک ایک ڈھیر پر بٹھایا اور حضرت نے ہر شخص کو کھانے کی اجازت دی۔ سب لوگ شوق کے ساتھ کھانے لگے۔ جب کھا چکے چیونٹی نے انہیں اس فاسخ کیا۔ بعد پڑھنے فاتحہ کے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ چیونٹی حضرت کے ہمراہ آپ کی قیام گاہ تک پہنچانے آئی۔ حضرت نے اس کو قیام گاہ سے رخصت کیا جب چیونٹی چلی گئی حضرت نور العین نے پوچھا۔

حضرت نے فرمایا یہ چیونٹیوں پر بادشاہی کرتی ہے۔ ایک روز ایک امیر اس جنگل میں شکار کے لئے آیا اس کے پاس کھانے کا توشہ بہت تھا۔ اس مقام پر پٹھر کھانے کے بعد جو کچھ مٹھائی بچی تھی چیونٹیوں کے سوراخ پر ڈال دی۔ چیونٹیوں کے بادشاہ نے سب مٹھائی جمع کر رکھی اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ یہ مٹھائی محفوظ رکھوں جب کوئی مہمان عظیم الشان یہاں آئے تو اس کی ضیافت مورانہ کروں۔ حق تعالیٰ نے جماعت فقرہ کو یہاں پہنچایا چیونٹی نے ضیافت مورانہ کی جیسا کہ دیکھا گیا۔

شعر

دیکھئے لطف لطف یزدان کا کام چیونٹی کرے عیساں کا

* حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جبل الفتح میں پہنچے ایک جماعت درویشوں کی پانی کے متوکل رہتے تھے اور تیس برس سے متوکلانہ بسر کرتے تھے۔ ایک چلہ کرنے کا اتفاق ہوا جب خدا کے کرم سے چلہ پورا ہو گیا اس جماعت کے لوگ ملاقات کو آئے اور بہت کچھ باتیں دیں اور ان لوگوں کے درمیان شیخ ابوالغیث نے کہ اس جماعت کے پیٹنوا تھے حضرت کو ایک پتھر ہدیہ پیش کیا۔ اس کی صفائی ایسی تھی جو کسی جواہر میں نہ ہوگی اور اس پتھر کے خواص کا بیان حد سے زیادہ کیا۔ ایک یہ کہ اگر کوئی مسافر کمزور یا باندھے ہوئے ہو گزرتا ہو تو اس کی حالت میں نہ کی حالت میں اگر منہ میں رکھے تو تسکین ہو جائے۔ اور اسی طرح بھوک کی حالت میں منہ

میں رکھنے سے بھوک نہ رہے اور اسی طرح بہت سے خواص بیان کئے حضرت نے پیاس خاطر ان کی لے لیا۔ جب استاذ روح آباد میں تشریف لائے وہ پتھر اپنے خلیفہ خاص حضرت ملک الامار ملک محمود ساکن بھٹونڈہ کو عنایت فرمایا۔ بعض اصحاب نے اس پتھر کے واسطے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا کہ جس کو عنایت کیا گیا اس کے مناسب تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے وہاں کے اور معائنات کا ذکر کیا کہ جبل الفتح کے دامن کوہ میں تین درویش رہتے تھے۔ وقت افطار دس روٹی ایک جام شربت غیب سے آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آگیا تو اسی روٹی میں سے ان کو بھی تقسیم کرتے۔ ایک آدمی ان میں سے حضرت کے ہمراہ آیا اور بہت کچھ خدمت کی۔ طرح طرح کے مقامات فقر سے شرف ہوا۔ وجہ التسمیہ جبل الفتح یہ ہے کہ جس درویش کو راہ فقر میں کامیابی نہیں ہوتی۔ جبل الفتح میں چند مدت اعتکاف کر کے کامیاب ہوا۔

* حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک جزیرہ کے جنگل میں جاتے تھے کہ ایک پیر والے آدمیوں کی جماعت دکھائی دی۔ نہایت تیزی کے ساتھ چلتے تھے ہماری جماعت کو نہایت تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر ان کے اشارے اور کنایہ سے معلوم ہوا کہ کمال تعجب سے یہ پوچھتے تھے کہ آپ لوگ دو پیرے کیونکر چلتے ہیں۔ آخر ان کے دین و مذہب کے بابت دریافت کیا گیا کہنے لگے کہ ہم میں دین و مذہب نہیں ہے اور نہیں جانتے کہ دین و مذہب کیا چیز ہے لیکن اس قدر جانتے ہیں کہ ایک کاریگر زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکثر جنگل کے پھلوں پر بسر کرتے تھے ان کی اولاد کی پیدائش ہم لوگوں کی طرح تھی۔ بعض لوگ اس گروہ کو سناس کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت سناس وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں پہچانتے۔

رباعی

اگر چہ ثمرہ و قواق را خلق
بہ عالم مردم سناس گویند
لیکن در حقیقت اے برادر
زندہ شناسی خدا سناس گویند

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دکن کے سفر میں جب شہر گلبرگہ میں گزر ہوا اس دیار کے دامن کوہ میں ایک عزیز گوشت نشین تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سات سو برس کی عمر رکھتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی عجائبات و غرائب باتیں کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ اس کا عجیب خاصہ تھا کہ جب اس کے نیگینہ کو اپنی طرف کرتے لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے اور جب نیگینہ اس کا باہر کی طرف کرتے آپ ظاہر ہو جاتے۔ وقت رخصت ایک شغل کی تعلیم فرمائی کہ جس کے فوائد شرح و بیان سے باہر ہے۔ اور وہاں کے آدمی نہایت خوب صورت تھے۔ فرزند عبداللہ ان میں سے ایک خوب رو پر عاشق ہو گئے یہاں تک کہ چالیس روز تک ان سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ دوسرے سفر میں جب وہاں جانا ہوا ان کو اس دام محبت و عشق سے خلاص کیا۔

رباعی

ہر کہ دریں سلسلہ زنجیر شد بر سر اورنگ جہاں میر شد
خیر صفت یابد کوہ بگسلہ سلسلہ را کہ جہاں بگسر شد
اس دیار میں ہر جگہ عمدہ باغات اور نفیس کیاریاں بکثرت تھیں۔ حضرت محبوب یزدانی گلبرگہ کو گلبرگہ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بیت المقدس میں جب مقابر و مقامات منبرکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکا تو جو فیض کہ وہاں ارواح الانبیاء علیہم السلام سے پایا کہیں میسر نہ ہوا کیوں کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس سرزمین میں مدفون ہیں۔ بالخصوص زیارت مقبرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر حاصل کی۔ آستانہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر لنگر جاری رہتا ہے جو فقرار کو تقسیم ہوتا ہے قائمہ۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کہتا ہے کہ ۱۲۲۰ھ میں جب بیت المقدس حاضر ہوا وہاں سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر مع عزیز ی حاجی سید نثار حسین صالح پوری دوپہر کے عرصہ میں مقام قصبہ خلیل الرحمان میں پہونچا۔ عجیب بابرکت بافیض جگہ تھی۔ علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مقدسہ بی بی سارا اور ان کے فرزند حضرت اسحاق

اور ان کی زوجہ مقدسہ اور حضرت یعقوب مع زوجہ و حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات ہیں یہ سب ایک ہی مسجد میں واقع ہوئی ہیں۔ اس مسجد میں ایک غار ہے جس کو غار انبیاء کہتے ہیں اس کے اندر بارہ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ یہ غار ہر طرف سے بند ہے۔ ایک روز ان میں ایک موم بتی کی لالٹین جلا کر لٹکاتے ہیں اس وقت مزارات کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مسجد میں پہاڑ سے ایک چشمہ لاکر جاری کیا ہے۔ یہ قصبہ خلیل الرحمن ایک آباد اور پر فضا مقام ہے۔ بیرون قصبہ میوہ جات کے باغات بکثرت ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ طواف مسجد اقصیٰ میں ہزار مرتبہ نزول رحمت الہی ہوتا ہے۔ جو کوئی وہاں کے شرف طواف سے مشرف ہوا انسان ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ فائدہ: وسط حرم میں صخرہ شریف جس کو سنگ معلق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ پتھر بے لاگ زمین سے ڈھائی گز اونچا معلق تھا۔ سلطان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں شاہزادی زیارت کے لئے صخرہ شریف کے پاس نیچے گئیں اس خوف سے کہ میرے اوپر یہ پتھر نہ گر پڑے اس کا گل ساقط ہو گیا۔ سلطان مذکورہ نے سنگ معلق کے گرد ایک تیلی سی دیوار چڑادی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر اس دیوار پر رکھا ہوا ہے۔ جب میں نے بغور دیکھا تو دو تین انگل ہر طرف دیوڑھے علمدہ ہے۔ اور یہ پتھر داہنی پشت ہے۔ اس کے بیچ میں ایک ایسا گول سوراخ ہے جس سے ایک آدمی نکل سکتا ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی دباؤت قریب ڈیڑھ گز کی ہوگی اور صخرہ شریف کے نیچے محراب داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ اور مقام عبات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مقام عبات حضرت خضر علیہ السلام کی جگہ واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ صخرہ شریف کے نیچے جب واسطے نفل ادا کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو ہمیں وقت فرمایا السلام علیک یا صخرہ اللہ تو سنگ صخرہ شریف میں سے ایک زبان سنگ سفید مثل سنگ مرمر کے نکل آئی اور جواب دیا وعلیک السلام یا حبیب اللہ اب تک وہ زبان سنگ مرمر کی ظاہر ہے اور بعد اوائے نوافل اسی راستہ سے جو صخرہ شریف کے بیچ میں مدور سوراخ ہے بطرف آسمان عروج فرمایا۔ اور اس سوراخ کے سامنے نیچے

یہ قبر اللہ تعالیٰ کے نام سے ایک مدور سوراخ ہے پشت صخرہ شریف پر نشان قدم
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نشان سم براق اب تک موجود ہے۔ صخرہ شریف کے
بالکل دائرہ احاطہ حرم مزار سلیمان علیہ السلام ہے اور مسجد اقصیٰ صخرہ اللہ سے سمت جنوب
میں واقع ہے۔ اس میں زیارت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی ہے اور اکثر انبیاء علیہم
السلام کی عبادت کی محراب اس میں بنی ہیں۔ ایک ستون اس مسجد کا میں نے دیکھا ہے جو چار
طرفوں کے حلقہ میں رہا اسکے ایک ڈال پتھر دس گز کا لانا تھا۔ خدام حرم نے بتلایا کہ اس پتھر
و ایک دیوئی اٹھا لائی تھی اور سلیمان علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں اس وقت بوجہ حلال
کے کھڑکڑ رہوں ورنہ اس سے بھاری پتھر لاتی۔

اس مسجد کے اندر ایک محراب سمت کعبہ شریف جس کو قبلتین کہتے ہیں بنی ہوئی ہے اس
محراب میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف شب معراج میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز نفل ادا کی اور تمام انبیاء نے اقتدا کی

صخرہ شریف کے اوپر سلطان عمر بن عبدالعزیز نے ایک قبہ عالیشان بنوایا ہے اس
قبہ اندر صحیفوں کی اوقات خمسہ میں جماعت ہوتی ہے۔ وسط صحن حرم میں بالائے کوہ ابراہیم
علیہ السلام کی دعا سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اب تک لوگ اس کا پانی پیتے ہیں۔ شہر کے اندر ایک
چشمہ بھی کمرہ میں داؤد علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہوتی ہے۔ بالائے کوہ جو طور کے نام سے
کہا جاتا ہے۔

اسی شہر کے کنارے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کا نشان زیارت گاہ
ہے اور ایک جانب قبر علیہ السلام نبی کا معان کی ذریت کے مزار ہے۔ اس مسجد اقصیٰ کی
پشت پر زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد سمت کعبہ شریف
کی گئی ہے اور اسی مسجد میں مذہب شافعی والوں کی جماعت اوقات خمسہ میں ہوتی ہے۔
یہ مزار جمعہ کی امامت امام مذہب حنفی کرتا ہے۔

نشان عصائے موسیٰ علیہ السلام کے قریب نشان قدم عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی ہے
اور اسی مقام پر نبی نبی بالعبصری رحمۃ اللہ علیہا کا مزار ہے۔ اور اسی مقام پر یزید بن محمد علی

حسینی ولی اللہ کا مزار ہے۔ اسی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی زیارت ہوتی ہے جو احاطہ حرم کے
دروازہ میں ہے اور اسی قبہ کے متصل ایک طلائی گرجا ستارہ روس کا بنایا ہوا ہے۔ حرم حریف
سے جنوب کی طرف اندرون شہر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمہ کا تکیہ ہے۔ اہل بھلا اور
سمرقند اس تکیہ میں آکر ٹھہرتے تھے۔ سلطان روم کی طرف سے یہاں لنگر جاری رہتا ہے۔ اس
تکیہ سے سمت مغرب وجوب تکیہ فریدی حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جس جگہ
میں ایک مسجد ہے اور حجرہ کے تہ خانہ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چکر کی
کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں بھی مساکین و غریبوں کے لئے سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا
ہے۔ کچھ جائداد اس تکیہ کے لئے وقف ہے۔ متولی تکیہ ہمیشہ ایک ہندی آدمی مقرر کرتا ہے۔
جب یہ فقیر جامع رسالہ مذکور مع برادر مہید حاجی نثار حسین صاحب پوری وہاں جا کر قیام پزیر
ہوا۔ ایک دن متولی کی جانب سے پر تکلف دعوت ہوئی اور اسی شہر میں مقام صلیب کے
علیہ السلام کی زیارت ہے۔ دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی فرعونی قبر
ہے اور احاطہ کے اندر ایک کوٹھری ہے جس کو بیت النور کہتے ہیں۔ اس مقام پر جب حضرت
عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے تو آسمان سے نزول انوار ہوا تھا۔ اس سے آگے بڑھ کر ایک
عالیشان بلند دالان ہے جس میں تصویر عیسیٰ علیہ السلام کی اس صورت سے بنائی ہے کہ ایک
یہودی سر کے بال پکڑے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب چڑھا رہا ہے اور آپ کی والدہ حضرت
مریم علیہا السلام سر پر ہاتھ رکھے ہوئے حسرت کی نگاہوں سے انکھیں پھاڑ کر کھڑی دیکھ رہی ہیں
اس مقام پر کسی ایسی کوئی سنگدل جائے بے اختیار اس کو رقت آجاتی ہے۔ فائدہ کا
خلیل الرحمن سے دوپہر کے راستہ پر حضرت نوح علیہ السلام کا مزار ہے لیکن فقیر جامع رسالہ
وہاں نہ جا سکا اور بیت المقدس سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ بیت لحم ہے۔ یہاں
نصاری بکثرت آباد ہیں۔ وسط قصبہ میں زیارت مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔
یہ مقام بھی عجیب با برکت پایا گیا۔

بیت المقدس سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقع ہے
آپ کا مزار تقریباً چار گز لمبا ہے اور اس پر سبز غلاف ریشمی پڑا رہتا ہے اور اس پر بخط عربی

بنی ہاشم اور وہ بنی امیہ پھر مجھ کو ان مزارات سے کیا نسبت خصوصیت حاصل تھی۔ اور مزار حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ و ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی اسی قبرستان میں ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت سمیرہ کا قبہ مزار بھی اسی قبرستان میں ہے۔

دشمن سے چار کوس کے فاصلے پر قریہ زینب ہے۔ وہاں روضہ مبارک محلہ مسجد و حمام حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ فقیر حیب وہاں حاضر ہوا عجیب برکات اور فیضان سے مشرف ہوا۔ شہر دشمن کو درحقیقت دنیا میں نمونہ جنت کا کہنا چاہیے۔ سات چشتے پانی کے پہاڑ سے جاری ہیں۔ بسکناے شہر سے کسی کا گھر ایسا نہیں جس کے اندر نہر نہ ہو۔ شہر کی صفائی ایسی کہ دنیا میں اور کہیں کم ہوگی۔ جس طرف نکلے ایک نیا بازار اور نئی قسم کی عمارت نظر آئی۔ اس شہر میں حضرت مولانا بدر الدین محدث جن کو حدیث بالمواجدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی، تشریف فرما ہیں۔ آپ کی زیارت سے جب فقیر مشرف ہوا کمال اخلاق سے ملے اور دعوت حاضر چائے و بسکٹ مع دیگر تفکھات پیش کئے۔ آپ کے سامنے جنگ طرابلس کا قصہ بیان ہو رہا تھا کہ ایک شخص بول اٹھا میں جنگ طرابلس میں جا کر شریک ہونا چاہتا ہوں۔

فرمایا کہ زمانہ ظہور مہدی علیہ السلام قریب ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا: کب تک ظہور ہوگا؟

آپ نے فرمایا: الغیب عند اللہ۔

آپ کی خدمت میں دیار عرب و شام کے طلباء واسطے تکمیل حدیث کے بکثرت رہتے ہیں۔ جامع مسجد بنی امیہ میں ہر جمعہ کو آپ وعظ حدیث فرماتے تھے۔ صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ وعظ میں یہ خوبی کہ ائمہ اربعہ کے مسائل مع دلائل بیان فرماتے تھے جس میں ہر مذہب اربعہ والے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اس شہر کے اندر تین سو (۳۰۰) جامع مسجد ہیں مگر سب میں بڑی مسجد جامع بنی امیہ ہے جس کو جامع یحییٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ عیسیٰ علیہ السلام عوارین میں بنے ایک نبی تھے جن کو یوحنا کہتے ہیں۔ یہود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو

شہید کیا۔ آپ کا سر دشمن میں آیا جس کا مدفن اندر مسجد جامع متصل مصلیٰ حنفی ہے۔ اور ہاتھ آپ کا جامع مسجد بیروت میں مدفون ہے اور دھڑا آپ کا بیروت کے کسی گاؤں میں ہے اس کا نام صیدا ہے۔ وہاں فقیر نہیں پہنچا۔

صحیح مسجد سے مشرق کی جانب مکان خزانہ یزید پلید کا تھا اور اس کے متصل سمت جنوب دربار یزید تھا اور اسی مکان میں سمت شمال کو ایک کوٹھری ہے جس کا طول و عرض تین گز سے زیادہ نہ ہوگا اسی میں اسیران اہل بیت رسالت کو مقید کیا تھا۔ زمین سے آدھ گز اونچا ایک خوب صورت مینار بنا ہوا ہے اس پر غلاف زردوزی پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے خدام مجھے معلوم ہوا کہ یزید نے اسی مقام مینار پر سر مبارک امام علی جدہ و علیہ السلام کا دربار یزید میں سونے کے طشت میں رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ مینار بنا دیا گیا کہ کوئی اس مقام پر قدم نہ رکھنے پائے۔ بنی عباس کے زمانہ میں کسی بادشاہ نے وہ سر مقدس یزید کے خزانہ سے اٹھا کر دارالسلطنت مصر یعنی شہر قاہرہ میں جا کر دفن کیا اور وہاں ایک عمارت عالیشان تیار کی اس لئے شہر دشمن اور مصر دونوں مقام پر مدفن سر امام علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مکان میں ایک طاق بنا ہوا ہے جس پر زردوزی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شب سر امام علی جدہ و علیہ السلام اس طاق پر رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ بھی زیارت گاہ قائم عام ہے۔ اس مسجد کے جنوب و مشرق کے گوشہ پر ایک بلند مینار ہے جس کو مینار بصیض کہتے ہیں۔ صحیح خبروں سے معلوم ہوا کہ بزمانہ ظہور امام آخر الزماں علیہ السلام اسی مینار پر نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ مسجد کے اندر جا بجا پہاڑ سے چٹمہ جاری نکلا ہے۔ کہیں کہیں حوض بھی ہے صحیح مسجد میں بھی چٹمہ جاری ہے۔ یہ مسجد اتنی وسیع ہے کہ مع صحیح قریب پچاس ہزار آدمیوں کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور بیرون شہر قبرستان جاتے ہوئے کسی شخص کے مکان کی دیوار کے نیچے ٹائیل اور پتھر کا ڈھیر ہے۔ جو کوئی ادھر سے جاتا ہے اس ڈھیر پر پتھر مارتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مقام پر یزید پلید کی قبر ہے جو آنے جانے والے ہمیشہ اس کو سنگسار کیا کرتے ہیں۔

ایک ہمارے مرید نے پتھر نہیں مارا تو ایک عرب شامی نے اس خیال سے کشتیدہ

مذہب خارجی رکھتا ہے گھوڑ کر غصہ سے دیکھا۔ فی الفور ہمارے مُردے پانچ پتھر مارے۔ اور اس فقیر نے بھی چند پتھر سے مزار کو سنگسار کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کوہ لبنان بہشت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ اکثر دیواروں کا منبع یہی پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں چالیس محرابوں سے چٹنے جاری ہیں۔ پانی کی روانی سے اکثر آواز تلاوت قرآن سننے میں آتی ہے۔ اس پہاڑ میں اکثر اولیاء اللہ جا کر چلے گئے ہوتے ہیں نوان کا کشود کار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے مشائخ نے اس پہاڑ پر کھلملوک کیلئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اس پہاڑ پر دس روز اعتکاف فرمایا ہے۔ فائصل ۵۔ جامع رسالہ ہذا جب حامہ اور حلب سے معاودت کر کے زبردان کوہ لبنان شہر بیروت میں ٹھہرا اور جامع مسجد بیروت میں بروز جمعہ بعد اداۓ نماز زیارت مدفن دست مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشرف ہوا۔ اس شہر میں مولانا اسماعیل نہانی جن کا لقب حسان ثانی ہے، فضائل اور محامد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کی تصانیف کثیرہ مصر، عرب اور شام میں مشائخ باخلاص پڑھتے ہیں۔ یہ شہر کوہ لبنان کے نیچے آباد ہے۔ بالائے کوہ اس زمانے میں قوم نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ گھوڑے کی ٹرام گاڑی بیرون کے بلائے کوہ لبنان تک جاتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے نہایت حسین اور صاحب جمال ہوتے ہیں۔ عوام اس پہاڑ کو پرستش کہتے ہیں۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مردان چہل ابدال کا مقام بعد گشت دنیا کے یہاں ہی ہوا کرتا ہے۔

دمشق سے ریاق ہو کر حمص میں جانا ہوتا ہے۔ یہاں جامع مسجد میں حضرت سیف اللہ وسیف الرسول خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار مبارک ہے۔ آپ کے سر ہانے تنوار اور ڈھال لٹکی رہتی ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حضرت عبدالرحمن ابن خالد رضی اللہ عنہما کی مزار مبارک ہے اور اسی مسجد کے گوشہ شمال و مشرق میں مزار حضرت عبید اللہ ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کا واقع ہے۔ اور اندر شہر کے زیارت مزار حضرت سیدنا سعد بن وقاص من العشرة المبشرہ صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وحشی اور حضرت ثوبان اور حضرت ذوالکلیع اور حضرت عمر بن معدی کرب اور سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کے مزار مقدس کی زیارت ہے اور بیرون شہر زیارت قبر مزارات حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ حمص میں قریب تین سو صحابی شہدار کے مزارات ہیں۔ اس شہر کی آبادی مدور ہے اسی ہزار آدمیوں سے آباد ہے۔ بیس ہزار نصاریٰ دس ہزار نوربان ریشمی کپڑے بننے والے ہیں اور پچاس ہزار مختلف قوم مسلمانوں کی ہیں۔

اس شہر میں شیخ مسطفی صافی صاحب طریقہ نقشبندیہ کریمہ خالدیہ کے ایک مروجہ عالم صاحب طریقت ہیں ان کے پاس شیخ مولانا صالح صافی ثانی نقشبندی اشرفی نے شام سے ایک خط روانہ کر دیا تھا اور مولانا صالح صافی نے فقیر علی حسین اشرفی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

حمص کے آگے چند منزل شہر حامہ شریف ہے جس میں حضرت حام بن نوح علیہما السلام کا مزار ہے۔ حامہ شریف میں زیارت مزار شریف سید سیف الدین یحییٰ کلبی جو اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حامہ شریف تشریف لائے اور زیارت حضرت سید شمس الدین محمد الکیلانی الحموی اور زیارت سید علاؤ الدین علی اور زیارت سید بدر الدین حسن اور زیارت سید ابوالعباس احمد جیلانی الحموی کی ہے جن کے بیٹے سید عبدالغفور حسن جیلانی تھے اور ان کے بیٹے سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ جانشین سلطان سید اشرف جہانگیر سمانی قدس سرہ ہوئے۔

یہ شجرہ کتب قدیم حماۃ شریف میں لکھا تھا۔ فقیر نے جا کر اپنا نسب نامہ ملایا اور سید عبدالجبار صاحب طریقت خاندان قادریہ کی زبانی معلوم ہوا کہ سید عبدالغفور حسن جیلانی کی اولاد حیدر آباد دکن میں بھی موجود ہے نہیں معلوم کہ وہ حضرت نورالعین کی اولاد ہیں یا ان کے کسی بھائی کی اولاد سے ہیں اور اس شہر کے سمت شمال ایک پہاڑ پر قبر مقام امام زین العابدین علیہ السلام کا بنا ہوا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں قیدیان اہل بیت و سر شہدائے کربلا نے شام کے راستہ میں ایک شب مقام کیا تھا۔ اول سید صالح افندی ابن حضرت سید قاضی افندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا۔ قبل ملازمت دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت صالح افندی مجھ کو خرقة خلافت اور شجرہ ارث دے مشرف فرماتے

تو خوب نکھالافات کے بعد بلا استفسار شجرہ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت کیا اور شب کو غلوت میں بتیقین خاندان قادریہ ایک تاج خرقہ خلافت میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ وقت حلقہ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرنا اور نہیں کر فرمایا قلب کے اندر ایک باریک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور اس کے بعد حضرت سید عبدالجبار شریع طریقت حامد شریف نے فقیر کو شجرہ ارشاد ابائی عنایت کیا جس میں آپ کے نام سے امام حسن علیہ السلام تک برابر عن ابیرہ سب کو اپنے باپ سے سلسلہ پہونچا۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیے علاوہ ان دونوں حضرات کے استناء حامد شریف میں کئی بزرگوار صاحب سلسلہ اور صاحب طریقت پائے گئے ان حضرات کے قصر ایوان ایسے آراستہ ہیں جیسے والیان ملک کے مکان ہوتے ہیں۔ ایک ہنر پہاڑ سے ان حضرات کے مکانوں کے درمیان سے جاری ہے جس کی شاخیں ہر صاحبزادوں کے مکانوں پر پہونچی ہوئی ہیں کہ بَحْتَبِ تَجْعَلِي مِنْ تَحْتِهَا الْاُكْهُارُ کی کیفیت نظر آتی ہے۔

حلب ایک عظیم الشان شہر ہے۔ قوم نصاریٰ اور یہود بکثرت آباد ہیں اور آبادی مسلمانوں کی بھی بہت زیادہ ہے۔ جامع مسجد حلب میں زیارت مزار زکریا علیہ السلام کی ہے۔ اور بروایت قوم یہودیروں شہر اور چند انبیا باری اسرائیل کے مزارات ہیں۔ بصرہ یہاں کے نخلستان میں عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں۔ اور مزار طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری اور شیخ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی مقام پر ہے۔ فاصلہ لا فقیر اثرنی جامع رسالہ ہذا ۳۲۳ھ میں جب بشوق زیارات عتبات عالیات حضرات اکابرین عراق بمبئی سے کراچی بندر اور مسقط و بوئہر اور بحرین و بندر فوہ اور بندر محرقہ کے سامنے گزرتا ہوا دریائے دجلہ کے کنارے اتر کر مقام علی میں فروکش ہوا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جنگ حمل میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ خیمہ زن تھے۔ یہاں ایک مسجد نمازیوں سے آباد دیکھی۔ پشت مسجد پر ایک مکان زیارت جہاں حضرت کا خیمہ نصب ہوا انتخابا ہے زائرین وہاں جا کر اس زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور یہاں سے دو تین کوس کے فاصلہ پر بصرہ جدید آباد ہے اور بصرہ قدیم بالکل ویرانہ پڑا ہے۔ صرف جامع علی جس میں بزمانہ سابق سات منار اذان کے تھے اب اس مسجد شکستہ میں صرف

ایک منار باقی رہ گیا ہے۔ اس مسجد سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس کے اندر مسقف قبر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ بصرہ جدید سے یہ بصرہ دونین کوس کے فاصلہ پر ہوگا اور بصرہ ویرانہ سے دو کوس کے فاصلہ پر سمت جنوب ایک قریہ زہیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک جامع مسجد کے گوشہ مغرب میں مزار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جمعہ کی نماز فقیر نے اس مسجد میں پڑھی۔ سکنے قصبہ قریب دو تین سو کے آدمی مجتمع تھے۔ اول اذان کے بعد سب کے سب سورہ کہف اور سورہ مریم کی تلاوت باواز بلند بصری لہجہ میں کرتے تھے۔ یہ لہجہ بھی ایسا سادہ اور دل پسند تھا کہ قلب کو عجیب لطف حاصل ہوتا تھا بیرون قریہ مزار حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبر میں واقع ہے۔ آپ کے مزار کے پائیں مزار ابن بیرین امام المعبرین کا ہے اور اس قبرستان میں مزار حضرت شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قبر ہے اور یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور نقیب اشرف بصرہ سید رجب آفندی ہیں جو سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے اکثر اجداد کرام اسی قریہ زہیر میں آسودہ ہیں۔ بعد زیارت مزار حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شان میں بطور غزل فقیر نے یہ اشعار لکھے تھے۔

غزل

شاہ با عز و شائ حسن بصری	آسمان آستان حسن بصری
مرشد مرشداں حسن بصری	قبلۃ انس و جاں حسن بصری
خاک بصرہ نہ کیوں ہو محل بصر	جلوہ گسے یہاں حسن بصری
ابن پیریا ہے تیرے زیر قدم	کیا شرف ہو بیاں حسن بصری
مرشد سالکان راہ خدا	ہادی گمراہاں حسن بصری
ان میں ظاہر ہے شان مقصودی	ہیں علی کے نشاں حسن بصری
شاہد خلوت جمال ازل	دبیر عاشقاں حسن بصری
نائب خاص مرتضیٰ ہیں یہی	مقتدلے جہاں حسن بصری

کشتی پہونچے گی اس کی ساحل پر جس کے ہوں بادِ باں حسن بھری
کیوں نہ ہو سرتق عیاں مجھ پر دل میں ہیں جب نہاں حسن بھری
اشرفی کے لئے ہر عالم میں بحر فیض رواں حسن بھری
بندرِ فوہ سے بندرِ بھرہ تک دور ویر دریائے دجلہ کے کنارے باغاتِ نخلستان
ہیں اس قدر کثرت سے کھجوریں پیدا ہوتی ہیں کہ ملکِ یورپ اور امریکہ کے چماڑات یہاں
سے کھجوریں لا کر لے جاتے ہیں۔

بخارا دیہاں مزارِ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معروف کرخی
اور حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت سمری سقطی قدس سرہ رضی اللہ عنہ اور مثل ان
بزرگوں کے بہت مزارات واقع ہیں۔ فائدہ کا۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب
بھرہ سے چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں لبِ دریا قبرا مزار
حضرت عزیر بن علیہ السلام کی زیارت کی۔ قبر شریف کے گرد و منزلہ بالا خانہ میں قومِ یہود
مع اہل و عیال کے بکثرت رہتے ہیں اور کچھ دور آگے بڑھ کر بندرِ عمارہ ملتا ہے۔ یہاں سے
دس کوس کے فاصلہ پر زیارت مزارِ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بغداد شریف
سے سات کوس کے قریب بندرِ سیرہ ملتا ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر شہرِ مدائن نظر آتا ہے
جہاں نوشیرواں کا تخت گاہ تھا۔ وہ دیوارِ محلِ نوشیرواں جو زمین سے سو گز اونچی تھی اور
معجزہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شوق ہو گئی تھی اب تک موجود ہے۔ اور مزارِ حضرت
سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت بھی اسی مقام پر ہے۔ شہرِ بغداد میں حضرت
غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزارِ مبارک مثلِ مدینہ منورہ آپ کا قبر بزرگوشہ مسجد میں
زیارت گاہِ انام ہے۔ پشتِ مسجد پر سمتِ جنوب ایک مختصر قبرستانِ جنتِ البقیع کے نام سے
مشہور ہے۔ صحنِ روضہ مبارک کے گرد ہر طرف عمارتِ مالیشان ہیں۔ نیچے درویشوں کے قیام
کے واسطے حجرے ہیں اور ان کے اوپر صابرا دگانِ اولادِ حضرت محبوبِ جانی کی نشانی گاہ کے
واسطے بالا خانہ بکمال خوبی آراستہ ہیں۔ بیرونِ شہر بغداد سمتِ شمال قبرِ زیارتِ امامِ غزالی
آپ کے روضہ مبارک کے صحن میں کنواں ہے۔ اس کے پانی سے غسل کر کے بیمار اچھے ہو جاتے

ہیں مزارِ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے جو قریات و دیہاتِ حضرت
غوثِ پاک نے بزمانہ حیات اپنی خرید کئے تھے اب تک آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہیں اور
عموماً حضرت کے خاندان میں سب عالم اور مفتی دیکھے گئے۔ مخصوص سید عبدالرحمن نقیب الاشرف
علوم ظاہری و باطنی میں عدیم النظیر دیکھے گئے اور آپ کے بھائی سید سلیمان کے پوتے سید
ابراہیم ہیں جن کی قصر میں ایک قطعہ میں کھا تھا۔ وَاتَّخَذَ اللَّهُ اسْمَ اٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۙ يٰ فُقَيْر
چالیس روز تک آپ ہی کا ہمان تھا۔ آپ کی ذات بھی زیورِ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پائی
گئی۔ یہ سب حضرات حضرت سید عبدالعزیز ابنِ حضرت غوثِ پاک کی اولاد سے ہیں۔ اولاد
سید عبدالرزاق ابنِ حضرت غوثِ پاک سے صرف ایک صاحبِ بیت مصطفیٰ ملے تھے جن کے قبضہ
میں نجی قبر مبارک حضرت غوثِ پاک کی ہمیشہ رہتی ہے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ
و مالِ مال دیکھے گئے۔ میرے فرزند ان مولوی محمد یوسف فقیہ شافعی اور عبدالرزاق فقیہ ساکنان
قصبہ بھڑی، ضلع تھانہ () ہمراہ تھے۔ اس فقیر نے ایامِ حاضری استاذِ مبارک حضرت
محبوبِ جانی میں یہ قصبہ التجاریہ لکھ کر مزارِ فائز الانوار پر عرض کیا تھا۔

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
سرچشمہ فیض و بحرِ کرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
اے حیدر شیرِ نر کے پیرائے بنتِ رسول کے تختِ جگر
واقف ہے شرف سے ترے عالم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
اے راحتِ جانِ حسین و حسن تازہ ہے چھٹی سے سلی کا چمن
دنیا میں ہے جنتِ تیرا حرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
ہر فصل و کمال میں ہو کینا اور بادل و نوال میں بے ہمتا
کیا کوئی کرے اوصافِ رقم غوثِ اعظم شاہ جیلاں
بغداد میں ہند سے آیا ہوں اور بارگاہِ گنہ لئے آیا ہوں
اس عکسِ جزیرہ ہونگاہِ کرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں

دامان مراد مرا بھر دو انجسام بخیر مرا کر دو
 آسان ہو منزل ملک عدم غوث اعظم شاہ جیلاں
 دم میں رہن ابدال بنا اس عاجز و سبک کو بھی شہا
 کر دیجئے عطا عرف ان اتم غوث اعظم شاہ جیلاں
 کھلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادیم
 حاضر ہوں حضور میں سر کئے خم غوث اعظم شاہ جیلاں
 روضہ میں ترے اگر ہر دم ہر شام و سحر گلگشت حرم
 دکھلاتا ہے لطف باغ ارم غوث اعظم شاہ جیلاں
 میں بن کے گل باغ جیلاں نصرت ہوں نئے دے شاہاں
 خوشبو سے مری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں
 تر نام ہو ایسا و دریاں کھل جائیں راز ہاں
 بن جائے مرا دل جام جم غوث اعظم شاہ جیلاں
 سارے دشمن پامال رہیں سب دوست مرے خوشحال رہیں
 ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 کسی اہل دنیا سے نہ کبھی کروں کوئی حاجت پیش اپنی
 نہ سنوں میں کسی کا لا و نعم غوث اعظم شاہ جیلاں
 نہیں عالم میں اپنا مامی بڑھ کر اس در سے ترے شاہا
 نیرے ہی در دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں
 یا غوث مری امداد کرو غمگین ہوں مرا دل شداد کرو
 یہ عرض ہے باپشہم پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 اے محبوب جانی گر ڈال دو مجھ پر اپنی نظر
 کا نور ہوں سارے در دوالم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل مری رزاقی ہے کیوں فکر معیشت باقی ہے
 کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 میں غریب مسافر ہوں تیرا مرا حامی دہر میں تیرے سوا
 نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں
 حاضر ہوں در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر
 شیئا للند قطب عالم غوث اعظم شاہ جیلاں
 یا غوث کرو میری تسکین تنوین میں میری جان حریں
 مسرور ہو مرا دل پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں
 تری ذات مقدس ہے بیکتا اے نور نگاہ جیب خدا
 تو غفر نسل بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں
 شیئا للند شیئا للند ہے اشرفی مسکین کی صدا
 دے دیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں
 شہر بغداد کے بیچ میں دریائے دجلہ رواں ہے۔ آدھا شہر سمت شمال ہے جہاں
 حضور غوث پاک کا آستانہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمت مغرب مزار شیخ الفی کی
 زیارت ہوتی ہے۔ آپ ہر شب میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور حضور غوث پاک
 کے روضہ کے جنوب کچھ فاصلہ پر امام مرجان کا قبر زیارت ہے اور دریا کے اس پار دوسرے
 حصہ شہر بغداد میں زیارت مزار حضرت یوشع پیغمبر علیہ السلام اور مزار حضرت جنید بغدادی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ کے قبر کے سامنے لکھا ہے السلام علیک یا مفتی
 الثقلین۔ اور حضرت ابو بکر شبلی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت بہلول دانا۔ اور
 حضرت حسین ابن منصور سلاج اور حضرت بی بی زبیرہ خاتون وغیرہ کے مزارات کثیرہ
 ہیں۔
 شہر بغداد سے دو کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف جہاں مزار حضرت امام اعظم
 ابو حنیفہ کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے قصبہ معظم کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے آستانہ پر

ایک مدرسہ جہاں دور دور کے طلباء فیوض علمی حاصل کرتے ہیں۔ اسی قصبہ میں مزار حضرت حبیب عی اور حضرت حسن نوری اور حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہم جمعین مع دیگر مزارات متبرکہ واقع ہیں۔

قصبہ عظم سے دریا و جلہ کشیوں کے پل سے عبور کر کے ایک کوس کے فاصلہ پر کاظمین شریفین کی زیارت ہے بالکل گنبد مع کلسن تانبہ پر سونا چڑھا ہوا سنہرامغرق نظر آتا ہے۔ دو گنبد اسی طرح کے ہیں۔ ایک مزار حضرت امام موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام کہ ہے اور دوسرے قہ میں آپ کے پوتے حضرت امام محمد تقی علی جدہ و علیہ السلام کا مزار ہے صحن روضہ میں دو چھوٹے قہ بنے ہیں۔ ایک میں مزار سید ابراہیم ابن موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ اور دوسرے میں مزار سید اسماعیل ابن موسیٰ کاظم علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ یہ دونوں صاحبزادے شاکر دامام اعظم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہیں۔ بوجہ تلمذ اعظمی اہل تشیع آپ کے مزار کی زیارت نہیں کرتے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حرم شریف سے بالکل باہر نکل کر ایک قہ میں مع مسجد کے واقع ہے۔ آپ کے قہ کے دروازہ پر لکھا ہے

الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

فیقر نے بعد زیارات مزارات متبرکہ کاظمین شریفین کے جو اشعار التجانیہ عرض کئے تھے وہ یہ ہیں :-

ایہا موسیٰ ابن جعفر تقی ابن الرضا	اے امام ابن الامام الاتقیار
از جہاں رفتی بحال بے کسی و رنج و غم	لیک عالم را رہا نیدی ز قید رنجہما
عرض حاجت می کنم در پیش شاہ کاظمین	جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا
جبرائیل آتات جن و انسان و ملک	ز اتباع انبیا بروات تو خیر الانبیا
خاک روئی جنایت ہر کرد از صدق دل	درج شد نامش بدست پائے نام اولیا
حد امکان من سکین نباشد وصف تو	وصف تو داند خدا یا خاص خاصان خدا

آرزو ہائے دل این اثر فی خاکسار

جملہ برآور طفیل حیدر مشکل کشا

کاظمین شریفین شرمین را جاتے ہوئے ایک شہر ویران ہے جس کا نام اروا تھا۔ قریب راستہ قہ مع احاطہ مزار شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہ ہے۔ آپ اکثر عقبات عالیات پر حاضر ہوتے تھے۔ اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا۔ یہیں آپ کا مزار بنا۔ مقام سامرہ میں ایک قہ کے اندر مزار امام علی نقی اور امام حسن عسکری علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے احاطہ حرم روضہ کے باہر سمت مغرب جامع عسکریہ کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے اس مسجد کی بیچ کی دیوار پانچ گز سے کم چوڑی نہ ہوگی۔ اس دیوار کے بیچ تہہ خانہ ہے۔ زمین سے انزک ایک کوٹھری ہشت پہل ملتی ہے۔ اس کے اندر شرقاً غرباً قریب سات گز کے ایک لائبا دالان ہے اس دالان کی دیوار میں عمدہ عمدہ اشعار فارسی مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھے ہوئے ہیں لکھ دالان کے شرعی حصہ میں ایک مربع کوٹھری ہے اس کے بیچ میں ایک تنگ و تاریک غار ہے جس کا منہ تنور کی طرح بڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ امام مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام اسی غار سے غائب ہو گئے۔ مشائخ نے یہ فرمایا کہ سید محمد مہدی جن پر امام مہدی آخر الزماں کا گمان کرتے ہیں، مرتبہ ابدال کو پہنچ کر جہنم خلعت سے مخفی ہو گئے اور امام موعود مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام امام حسن علی جدہ و علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

شہر پناہ سامرہ سے باہر جامع مسجد سمت شمال بنی عباس کے زمانے کی شکستہ ویران پڑی ہے سید ظہر مزور جب فقیر کو لے گئے اس مسجد کے مینار پر میرے ساتھ خود بھی چڑھے اس قدر بلند تھا کہ میرے پیر کا پنپنے لگے اسی مقام پر بیٹھ گیا اور سید ظہر سے کہنے لگا کہ اب آگے جانے کی میری ہمت نہیں ہے اور یہ مینار اس قدر بلند ہے کہ کسی کوس سے دکھائی دیتا ہے۔ وہاں سے شہر شرمین مار جس میں چودہ شاہان بنی عباس کا تخت گاہ تھا نظر آتا ہے۔ دریائے فرات سے اس شہر کے نیچے ایک نہر لائے تھے جس سے اہل شہر سیراب ہوتے تھے۔ مگر امیر تیمور نے اس نہر میں سیسہ پلوا کر بند کر دیا تاکہ یہ شہر ویران ہو جائے۔ جس شہر کے سلاطین ائمہ اہل بیت کے مخالف تھے ایسے شہر کا آباد رہنا بادشاہ کو پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس شہر میں انسان تو کیا حیوان بھی بوجہ قحط آب نہیں رہتے۔

سید ظہر نے بالائے مینار سے قصر بارون دکھلایا اور ایک بلند مکان جس کا نام قصر عاشق

لکھا بیان کیا کہ ہارون رشید کی لڑکی کسی شخص پر عاشق تھی اس لیے بے بند مکان بنایا تھا اپنے گھر سے نظارہ جمال معشوق کیا کرے۔ اور ایک ڈھیر مٹی کا زمین سے سو گز کے قریب بند دکھائی دیا۔ سید صاحب نے بتلایا کہ ایک دن ہارون رشید نے اپنے سواران لشکر کو حکم دیا کہ جس کا گھوڑا جس قدر دوان کھاتا ہو اسی قدر تول کر مٹی ہر سوار لشکر اس جگہ پر ڈال دے۔ سیکڑوں برساتیں اس پر گزرنے لگیں اب بھی اتنا بلند ہے کہ خدا جانے کس قدر اس کے سواران لشکر نے کھنکھنے کے گھوڑوں کی ایک دن کی خوراک کے ہم وزن مٹی کا اتنا بڑا ڈھیر موجود ہے۔ اسی مینار کی بلندی کو سمرن را کی جانب جنوب ایک پہاڑ کو بتلایا جس کا نام گوئبر ہے کہا کہ یہی مقام اصحاب کہف ہے جو نظر عوام سے پوشیدہ ہے اور وہاں جانے میں اس قدر خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں جانا غیر اسے بعد زیارت سامرہ شریف پر اشعار التجانیہ عرض کئے تھے۔

اسے نفی و عسری ابن بتول پار سا	حاجت اس بندہ راز لطف خود فرما روا
اے امین غریب بیکس و یکس نواز	علم و وفان خدا را کن بایں سبکس عطا
از پے آں حجتہ اللہ ہمدی آخر زماں	سینہ آروشن شود از نور ذات کبریا
با صد جانم فدائے قبہ ہر دو امام	این قلم قربان و چشم فرش راہ ایں دو تا
در جناب ایں کریم کے رعبے انفرنی	کز بوند لطف نثار ہر خطہ پیشش رہتا

بغداد شریف سے گھوڑا گاڑی پر کر بلائے معلیٰ جانا ہوتا ہے۔ راستہ میں لب دریاے فرات ایک سببی بڑی ہے جس کا نام مصیب ہے۔ اسی سببی کے ایک میل فاصلہ پر دو سبز قبوں ہیں۔ تین بے سرفرزدان مسلم علی جدہ و علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہے۔ کر بلائے معلیٰ سے تین فرسخ پورب حضرت عون شہید کر بلا کا مزار ہے۔ آپ کر بلائے معلیٰ سے لڑتے لڑتے تین فرسخ پورب چلے آئے تھے یہاں اگر شہادت پانی کھتی۔ کر بلائے معلیٰ ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی وسیع ہے۔ وسط شہر میں قبر مزار حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام ہے جو بالکل مغرق سہرا ہے۔ آپ کی ضریح مبارک کے پائیں دو چھوٹی ضربیچوں میں آپ کے صاحبزادگان حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کے مزار ہیں۔ قبہ کے اندر سمت مشرق و جنوب ایک کوٹھری کے اندر گنج شہیدان ہے جس میں اٹھارہ بنی ہاشم مدفون ہیں۔ کوٹھری کا دروازہ مقفل رہتا ہے بوقت زیارت خاص

کھلتا ہے۔ سمت جنوب دالان میں جس کو رواق کہتے ہیں مزار صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہے جو حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ اس مقام پر ایک منبر رکھا ہوتا ہے۔ اکثر اہل ایران بربان فارسی ذکر شہادت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔ اسی رواق کے گوشہ مغرب و جنوب میں ایک گنبد کے اندر چند زینہ انزلی شہد امام علی جدہ و علیہ السلام ہے جہاں آپ کا سر مبارک شرمعون نے تن اقدس سے جدا کیا تھا۔ مقام شہد امام علی جدہ و علیہ السلام سے تین سو قدم کے فاصلے پر مقام خیمہ گاہ اہل بیت کی زیارت ہے۔

کر بلائے معلیٰ سے تین فرسخ پچھم حضرت حر کے مزار مبارک کی زیارت ہے جو لڑتے لڑتے دشمنوں کو بھگاتے وہاں جا کر شہید ہو گئے۔ حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے قبہ مبارک سے سمت مشرق نصف میل کے فاصلہ پر لب نہر عظیمہ حضرت عباس جبار علم بردار لشکر امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کا مزار چینی کے قبہ میں ہے۔ یہیں آپ نے شہادت پائی تھی اب اس نہر کا پتہ بھی نہیں۔ پٹ لگئی اور اس پر شہر آباد ہو گیا۔ اب کسی بادشاہ نے بیرون شہر کر بلائے معلیٰ دریاے فرات سے ایک نہر کھود کر جاری کی ہے جس سے اہل شہر پانی پیتے ہیں۔ عموماً ہر شخص کے مکان میں کنواں ہے۔ مگر پانی کھاری ہے۔

فقیر نے بہا شعبان ۱۳۲۳ھ کر بلائے معلیٰ میں بعد زیارت مزار امام حسین علی جدہ و علیہ السلام یہ اشعار حسرت آمیز عرض کئے تھے۔

اشعار

راہ دین است شاہراہ حسین	ربیرس الکاں نگاہ حسین
نہ نمودند عز و جاہ حسین	شامیان جفا شعرا بظلم
کہ بلند است پایگاہ حسین	وائے آں جاہلان ندانستند
ہیں چہ شد حالت تباہ حسین	تشنہ لب داشتند تا سہ زور
ذریہ کردند جہاں سپاہ حسین	آفرینہا کہ پیش سرور دیں

چوں ہمہ ہمراہ شہید شدند
پسر نوجواں چو گشت شہید
اں زمان گشت عالمے تاریک
روح سلطان انبیاء بگریخت
دیدہ از خود بگریه می آید
غیر حتر جبری بهشکر شمر
یایم ار مثل جان خود صد جان
اے خدا حب اہل بیت بدل
اشرفی جملہ مدعا یابی
سید و شاہ دیں پناہ حسین
بود شاہے بعز و جاہ حسین

بے کسی بود خود گواہ حسین
رفت سوئے فلک نگاہ حسین
قتل گر دید خود چو شاہ حسین
در غم قتل بے گتہ حسین
چوں بیائی بقتل گاہ حسین
نہ کے بود خیر خواہ حسین
فدیہ اش می کنم براہ حسین
کا بخر نقش کن بجہاہ حسین
بر تو افتد اگر نگاہ حسین
بیکساں ست بادستگاہ حسین
منظر قوت الہ حسین

رُبائی

شاہ شہدار کے کر بلا میں پہونچا
در بار حسینی میں ملا بار مجھے
کر بلائے مٹے سے ایک دن میں گھوڑا گاڑی نجف اشرف پہونچاتی ہے۔ اتنا راہ
میں ایک موضع کھل کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بکثرت یہود آباد ہیں۔ وسط موضع میں
قبر مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام مع مسجد اور مینار نظر آتا ہے۔ نصف راہ نجف اشرف گزرنے
پر راستہ سے کچھ فاصلہ پر علاحدہ تل نمروں ایک اونچا مینار ہے۔ اس کے اندر سے اوپر چڑھنے
کے واسطے ایک زینہ بنا ہے۔ نمروں درود جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا یہ ظاہر کیا کہ میں اس راستہ
سے آسمان پر جاتا ہوں اور خدائی کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کے حکم سے ایک مچھرنے اس کا
کام تمام کیا۔ اس کی نشانی اب تک تل نمروں موجود ہے۔
کر بلائے مٹے سے شاہ نجف تک اکثر ریگستان اور میدان ہے۔ دو چار کوس جب

نجف اشرف باقی رہتا ہے اور حضرت مولا کا قبر مع مینار سہر نظر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ایک آفتاب آسمان پر طالع ہے اور ایک خورشید زمین پر طالع ہے۔ آستانہ نجف اشرف
کے گرد و شہر پناہ ہے اور شہر پناہ کے متعدد دروازے ہیں۔ وسط شہر میں حضرت مولا کا حرم
قبر شریف، وسط محن میں حضور کا گنبد ہے مح رواقی۔ یعنی چہار طرف کے گنبد کے دالان
و وسیع بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک پر صریح فولادی رکھی ہوئی ہے۔ قبر شریف پر ایک ڈھال اور
تواری رکھی رہتی ہے۔ اور ایک قندیل کے اندر قبر شریف میں ایک تاج مکمل بجواہرات شاہ
عیاس صفوی کا نذر کیا ہوا رکھا ہے۔ اور جناب مولا کی صریح مبارک کے اوپر ایک قندیل
جواہرات سے جڑی ہوئی ہے جس کی قیمت کا تخمینہ بڑے بڑے جوہریوں سے نہ ہو سکا۔۔۔۔
صریح مبارک میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا ہے۔ وقت زیارت مخصوص وہ دروازہ کھلتا
ہے۔ عموماً زائرین صریح شریف کی جالی سے روزانہ زیارت کرتے ہیں۔ یہ قبر اور مینار شاہ
عالی جاہ امیر تیمور کا بنایا ہوا ہے۔ تمام قبر شریف کے اوپر سونے کی اینٹیں لگائی گئی ہیں۔
اور دونوں مینار بھی سہرے ہیں۔ ایک مسجد جامع علویہ کے نام سے احاطہ روضہ مبارک
سے ملی ہوئی ہے جس کا دروازہ حرم کے اندر کی طرف کھل رہتا ہے۔ جمعہ کے روز
کھلتا ہے۔۔

بقول یہود چہاں حضرت کا مزار ہے سابق سے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام
کا دفن ہے۔ اور وادی نجف میں ایک قبر کے اندر مزار حضرت صالح و ہود علیہما السلام
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ فقیر نے عرض حال اپنا سرکار حیدر کرار کی جناب میں بطور غزل
نظم میں اس طرح کہا تھا۔

غزل

کھڑا ہوں مشکل کشا کے در پر کہ میری مشکل کشائی کیجئے
ابیر ہوں دام نفس بد میں حضور جب سدی رہائی کیجئے
سیح مردوں کو تھے جلاتے مگر دل مردہ کو ہم سے
حضور فرما کے قم جلا کر ظہور شانِ خدائی کیجئے

ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب پر ہے وہ بات ظاہر
یہی ہے مقصود عرض شاہ کہ میری حاجت روائی کیجئے
غبار سے رنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوجھتا ہے
شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجئے
حضور باب علوم نبوی عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
اٹھا کے پردہ دونی کا دل سے مری خدائیک رسائی کیجئے
غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت
ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کہیں نہ ہرزہ درائی کیجئے
پھرے زمانہ میں چار کو ہم نہ پایا مقصود دل تو آخر
کہا یہ دل نے درسی پر تو چل کے مدحت سرائی کیجئے
جناب آفتاب جناب مولا جناب عالی جناب اعلیٰ
نگاہ لطف و کرم سے اپنی ہم ساری عقدہ کشائی کیجئے
نصیب سے مشہد مقدس خدا نے ان آنکھوں سے دکھایا
بھکاؤ سر ہے یہ باب جید رہیں پر اب جیت سائی کیجئے
بغیر حب علی ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو تجھ میں زہد و تقویٰ ہمیشہ گر پار سائی کیجئے
کہوٹ کیا اثرنی کہ مجھ سا نہ ہو گا کوئی ذلیل و رسوا
درسی پر یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود شنائی کیجئے

دیگر غزل

ہوں مبتلائے رنج و الم یا علی مدد
فکر وصال و بیم نصیب و ہجوم یاس
ایک میں ہوں اور چہاں کا غم یا علی مدد
پابند انتہا نہیں سب دل کی کیفیتیں
آیا ہے غم سے ناک میں دم یا علی مدد
باہر ہے سب کا حد سے قدم یا علی مدد

مربون وقت کیوں نہیں اب میرے کل امور
آماؤہ جفا ہیں فلک بن کے مدعی
دنیا کی دشمنی میں مخالف ہیں دین کے
حارج ہیں کاخیر کے سب بانیان نثر
کرتا ہوں پیش پیش خدا ساتھ بیجئے
بے فکر یاد حق میں رہوں محورات دن
ماون ہر جہاں سے رہے تاحیات دل
بہر حسن برائے حسین ہے بتول
نخف اشرف سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مسجد کو فہ ہے۔ راستہ میں فتح حضرت کبیل
ابن زیاد و طفیلہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ شہر
کوفہ کو امیر تیمور بادشاہ نے کھدوا کر پھینکوا دیا اور بالکل ویران کر دیا۔ امیر تیمور کا کہنا تھا
کہ جہاں خاندان نبوت کا خون بہایا گیا ہے میں ایشیہ کو آباد دیکھنا نہیں چاہتا۔
کوفہ میں صرف مکان خلافت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم ہے اور پشت مسجد
پر ایک قبہ نیل گوں جائے غسل بیت جناب امیر علی نبیہ و علیہ السلام قائم ہے۔ اس مسجد کے
اندر بارہ زیارتیں ہیں۔ اول محراب مسجد میں زیارت مقام مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے
اس محراب کے اوپر جالی آہنی لگا دی ہے۔ جالی کے اندر لوگ ہاتھ ڈال کر بوسہ دیتے ہیں
اور اس محراب کے پیچھے مقام عبادت حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت ہے اور زیارت
مقام امام زین العابدین علی جدہ و علیہ السلام ہے اور اس کے پورب زیارت مقام جبرئیل
علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب
زیارت مقام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے۔ اور مقام جبرئیل علیہ السلام کو
سمت شمال ایک چوتھرہ مع محراب کے بنا ہے۔ اس پر ایک ستون مدور قد آدم رنگ مرمر
کا کھڑا ہے اس پر یہ کندہ ہے مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس ستون سے
جانب شمال اس صحن میں ایک غار مدور ہے۔ وہاں ایک پتھر پر یہ کندہ ہے مقام سفینہ

نوح علیہ السلام۔ شاید اس مقام پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیار کی گئی ہوگی۔ اس غار کے پورب مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اس کے شمال مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہے۔ اس کے پورب مقام زیارت حضرات حسین علی جدہما وعلیہما السلام ہے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک دروازہ ہے۔ شرق رویہ اس دروازہ سے باہر نکل کر سمت جنوب قبر زیارت حضرت مسلم بن عقیل علی جدہما وعلیہما السلام ہے۔ اور سمت شمال زیارت قبر ہانی ابن عرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور یہاں سے سمت مشرق ایک میل کے فاصلے پر دریائے فرات ہے اور لب دریا کچھ آبادی بھی ہے۔

ایک عظیم الشان شہر ہے۔ شہر کے اہل پیشہ کے غوغا کی صدا دس کوس تک پہنچتی ہے۔ کوہ بے ستون جس کو فرہاد نے شیریں کے عشق میں کھودا تھا اس کے آگے کوہ کنی کا دستہ انار کی لکڑی کا تھا۔ کہتے ہیں کہ فرہاد تو پہاڑ کھودتے کھودتے مر گیا مگر اس کے آگے کوہ کنی کے دستہ سے انار کا درخت پیدا ہوا۔ بعض پھل میں انار کے دانے خون آلودہ ہوتے ہیں بعض پھل معمولی انار کی طرح ہوتے ہیں۔ فائدہ: فقیر انثرنی جامع رسالہ ہذا بعد سفر حلب وحمص ودمشق وبيت المقدس وغیرہ کے بندر بوسعید جس کو اب پورٹ سعید کہتے ہیں، پہنچا۔ وہاں سے سواری ریل دار السلطنت مصر شہر قاہرہ میں پہنچے۔ ڈاکٹر نور محمد ہمارے فرزند در نجف حاجی بیت الشرف مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف کے مرید پنجابی سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے موٹر کرایہ کر کے عجائب مقامات مصر اور زیارت مزار صحابہ واولیاء اللہ سے مشرف کرایا۔

بچ شہر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر سلاطین مصر کا پرانا قلعہ تھا اس کے وسط میں ایک رفیع الشان جامع مسجد بنی ہے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں محمد علی پاشا کا مزار ہے۔ اس مسجد کی فصیل کے اوپر سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ اتنا بڑا شہر ہے کہ شہر کے کنارے تک نگاہ نہیں پہنچتی۔ اس قلعہ کے اندر عالیشان شاہی مکانات ٹوٹے پھوٹے نظر آتے ہیں۔ سمت مشرق اسی قلعہ میں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔ اس میں اتنی وسعت ہے کہ سو آدمی رہ سکتے ہیں۔ اس کنویں کی صورت یہ ہے کہ اس کی گولائی میں مدور زینہ پانی

تنگ بنا ہوا ہے۔ اس کے وسط میں ایک مدور دالان ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید کئے گئے تھے۔ اس دالان میں ایک قبر بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ مزار حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی کا ہے۔ پہاڑ پر یہ کنواں اتنا گہرا ہے کہ اگر اوپر سے پانی کی طرف جھک کر دیکھا جائے تو ایک سفید نیکیہ کی طرح پانی چمکتا نظر آتا ہے۔ منہائے آب چاہ تک ان زینوں سے پہنچنا کمزور آدمی کا کام نہیں۔

وسط شہر میں زمانہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وسیع جامع مسجد ہے مگر غیر آباد ہے۔ اس مسجد کے گوشہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ دریائے نیل کے قریب زیارت مزار سیدنا عبدالرحمن یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور آپ کے صاحبزادہ سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور محلہ سیدنا حسین علیہ السلام کی زیارت ہے۔ فقیر نے جب شرف زیارت حاصل کیا تو دیکھا کہ مثل کربلا معلیٰ کے شبانہ روز زائرین طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ کتب سیر اور تواریخ سے ثابت نہیں ہے مگر بروایت عام مشہور ہے کہ خلفا بنی عباس میں سے ایک خلیفہ نے جب یزید کے خزانہ پر قبضہ پایا تو وہاں بہ سرفرازی اس کو ملا۔ شاہ مصر کی طرف اس آستانہ پر شبانہ روز نگر جاری رہتا ہے۔

ایک محلہ بنام سستی زینب مشہور ہے۔ وہاں مزار حضرت بی بی زینب کی عمارت سنگ مرمر کی ہے اور فرش قالین استنبولی و شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ یہ بی بی شامہ امرا اثنا عشرہ میں سے کسی امام کی صاحبزادی ہوں گی۔ کیوں کہ بی بی حضرت زینب خواہر امام حسین علیہ السلام کے مزار کی زیارت دمشق سے چار کوس کے فاصلہ پر قبر زینب میں حاصل کی تھی۔

شہر مصر میں اکثر امام زادوں اور امام زادیوں کے مزارات کی زیارت ہوتی ہے چنانچہ محلہ کرکول میں زیارت مزار امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور ہے اور آپ کا مزار شہر مدینہ قبر اہل بیت میں ہے۔ شاید آپ کے کسی صاحبزادے کا مزار ہو اور اس مزار کے پاس سیدنا زید شہید کا بھی مزار ہے۔ اور عمارت مزار بی بی سکینہ بنت حضرت امام حسین علیہ السلام

وعلیہا السلام مصر میں بھی ہے۔ اور فقیر نے دمشق کے تہ خانہ قبرستان میں حضرت بی بی کثوم خواہ حضرت امام حسین علی جدہما علیہما السلام کے پاس آکے زیارت کی ہے۔ مصر میں زیارت قبہ حضرت سیدتنا زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور زیارت قبہ سیدنا محمد رضی اللہ عنہ کی اور حضرت علی جعفر بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور زیارت قبہ مزار مبارک حضرت بی بی سیدتنا عاتقہ بنت عبدالمطلب عمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور زیارت سیدتنا بی بی نفیسہ بنت سیدنا حسن لانوار ابن سیدنا زید بن سیدنا امام حسن علی جدہم علیہم السلام کی کی۔ یہاں ایک یہودی اندھا آیا تھا اس کی آنکھ روشن ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ مقام فیض ہے اکثر اندھے یہاں آکر اچھے ہو جاتے ہیں اور زیارت قبہ مزار امام لیت ابن سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند سیدنا شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی۔ اور قبہ مزار حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی۔ اور اسی قبہ مزار میں مکہ شمس بنت سلطان العادل اور محمد اکمل خلف سلطان العادل اور سلطان عبدالحکیم کے مزارات کی زیارت کی اور اسی قبہ کے قریب قبہ مزار اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم واقع ہے۔ اور حضرت بی بی عائشہ بنت حضرت امام جعفر صادق علی جدہما علیہما السلام کے مزار کی زیارت واقع ہے۔

ایک پہاڑ میں قریب چار سو گز اندر ایک تہ خانہ ہے جس میں مزار حضرت کنکوس سلطان ترکی عرف عبداللہ مغاوریہ کا ہے۔

اس شہر میں ایک مدرسہ جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے جس میں دس ہزار طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ علوم دینیات مخصوص علم قرأت کی ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں ہے۔ سات سو سے زائد علماء برجیدہ علوم فنون مختلفہ کا درس دیتے ہیں اس مدرسہ کا قدیم کتب خانہ ہر علم کی کتابوں سے بھرا ہوا ہے تعلیم دینیات میں یہ مدرسہ دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

شہر کے کنارے دریائے نیل رواں ہے۔ دریا پر پل بندھا ہوا ہے۔ دریا کے پار دامن کوہ میں سات اہرام مصری تھے ان میں سے دو اہرام کو انگریزوں نے کھدوایا۔ اس کے اندر

بیکڑوں سنگ ساق کے تابوت میں نعشیں نکلیں وہ نعشیں مع تابوت سنگی عجائب خانہ میں لا کر رکھی ہیں اور بہت سی نعشیں انگریزوں نے فروخت کر دیں جو عجائب خانہ جرمن فرانس وغیرہ میں رکھی گئی ہیں۔ انہیں میں سے ایک عورت کی نعش ہے پورے عجائب خانہ میں اُئی ہے مگر فقیر کو عجائب خانہ مصر میں اس فرعون کی نعش تک نہیں پہونچایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ یہ شہر نہایت وسیع اور خوش قطع آباد ہے۔ بارہ ہزار روپیہ یومیہ کامرف سگریٹ یہاں بکتا ہے اور بارہ ہزار روپیہ ٹرام گاڑی کا کرایہ آتا ہے۔

یہاں سے تین گھنٹہ کے راستہ پر سواری ریل ٹھہرے پہنسا کی زیارت ہے اس مقام پر حاضر ہو کر اکثر اولیاء اللہ نے فیض حاصل کیا ہے۔ شہر سے دو شاخیں ریل کی گئی ہیں ایک مقام سوئز نہر کو گئی ہے اور دوسری پورٹ سعید کو۔ یہاں اکثر مشائخ صاحب خانقاہ سلسلہ شاذلیہ اور سلسلہ رفاعیہ اور سلسلہ سمائیہ کے پائے گئے ہیں۔ اسکندریہ جہاں آئینہ سکندریہ شرح اس کی یہ ہے کہ سکندر نے تیس گز کا آئینہ بنایا تھا اور ایک بلند مینارہ پر اس کو لگایا تھا قوم فرنگی راتوں کو اور دن میں کشتی پر سوار ہو کر دریا کے راستے سے آکر شہر میں ڈاکہ مارتے تھے۔ اس آئینہ کے لگانے سے ان کی کشتیوں کا عکس اس آئینہ میں نمودار ہوتا تھا اور اہل شہر صبح السح کے پہلے سے جنگ کے واسطے تیار ہو جاتے تھے اور فرنگیوں کو مار کر بھگا دیتے تھے۔

حجاز

طائف:

یہاں کی آب و ہوا نہایت خوش گوار ہے۔ ہر سمت بیرون شہر باغات کی کثرت ہے اور ایک باغ سے دوسرے باغ میں چشمہ جاری ہے۔ اس وقت یہاں سات نہریں جاری ہیں جن کا پانی سب باغوں میں پہونچتا ہے اور اہل شہر اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ بازار مثل قصبات کے مختصر ہے۔ انگور، انار، نیزہر فصل میں میوہ جات بکثرت ملتے ہیں۔ اول زیارت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک مسجد کے گوشہ

شمال میں واقع ہے اور اس قبر کے اندر مزار حضرت طیب اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرزند نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمت شمال واقع ہے اور اسی قبر کے مزار حضرت امام محمد حنیف ابن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مزار حضرت عبدالرحمن اور حضرت عیسیٰ ابن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور قبر زبیدہ خاتون کے بھائی کی اور اس کے برابر شریف غون کی قبر جو مسموم شہید ہوئے واقع ہے۔ اور بیدر شہید پاشا کی قبر اور ایک قبر کسی درویش عالم طریقہ نقشبندیہ کی ہے ان کا نام مولانا سید ملک بخاری نقشبندی ہے۔ عرض و طول قبر شریف کا دس گز حسب فرمائش مولوی مقصود علی ابن مولوی سید یعقوب علی مرحوم میرٹھی متحقق ہوا ہے۔

دوسری زیارت مزار سیدنا عمر مر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو طائف سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع و حط جو دامن کوہ میں واقع ہے اسی موضع کے کنارے یہ زیارت ہے یہ صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے عاشقوں میں تھے۔ بعد اس زیارت کے مسجد زبیر دامن جبل کوٹ کی زیارت کی جس کے جنوب کے گوشہ میں نشان کہنی مبارک حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک پتھر معلق کھڑا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سراقدس کا نشان ہے۔ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز تھے کفار بنی ثقیف کے کئی سو آدمی پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بیٹھے بھاری پتھر کو بغرض ایذا رسانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لڑھکایا۔ جب وہ پتھر سر مبارک کے قریب پہنچا معلق ٹھہر گیا۔ اب تک وہ پتھر مثل سائبان بے ستون کے کھڑا ہے۔ جہاں تک سر مبارک سے مس ہوا تھا وہ پتھر مثل موم کے نرم ہو گیا اور نشان سر مبارک اب تک قائم ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے اس نشان مقدس سے اپنے سر کو مس کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی هٰذَا النَّحْمَةِ الشَّرِیْفَةِ۔

اس کے بعد زیارت مسجد عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی جس کے سامنے ایک چمنہ جاری ہے جو کہ ایک باغ میں ہے۔ یہ وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت غلبہ کفار اپنی باغ میں امن دی۔ یہ حضرت عداس ایک نصار کے غلام

تھے جس کا نام ربیعہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیاس سے نہایت پریشان حال ہیں۔ عرق انار و انگور بچوڑ کر پلایا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو۔؟

انہوں نے عرض کیا کہ نیموا بستی کا رہنے والا ہوں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ بستی حضرت یونس علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ ہے۔

عداس کہنے لگے کہ یہ حال حضور کو کیوں کر معلوم ہوا۔

اُس نے فرمایا کہ وہ بھی نہیں تھے۔ اور میں بھی نہیں ہوں۔

عداس نے کہا کہ بجز نبی کے کوئی نہیں جان سکتا ہے شک آپ نبی ہیں۔ اور وہ آپ

پر ایمان لائے۔

اس کے بعد زیارت بیر تفلہ کی ہے۔ یہ مقام طائف سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔

یہاں ایک مسجد بنی ہے۔ اس کنوئیں کا پانی اول شور تھا حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک اس کنوئیں میں ڈال دیا شیریں ہو گیا جواب تک بدستور شیریں ہے۔ اس کنوئیں کے گرد مختصر سی آبادی بھی ہو گئی ہے۔

بیرون شہر طائف ایک پہاڑ جبل مجرا الشاشہ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے اوپر چڑھ گئے تو عمامہ شریف کھل گیا۔ دور سے کفار طائف دیکھ کر اس پہاڑ پر چڑھ گئے کہ حضرت اس پہاڑ پر موجود ہیں۔ جوں جوں اوپر چڑھتے تھے حضرت کے معجزے سے جہاں آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ شق ہوتا جاتا تھا جب کفار اوپر پہنچ گئے آپ پہاڑ شق شدہ سے نیچے اتر آئے جوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگہبانی میں تھے کون آپ کو تکلیف پہنچا سکتا تھا۔

مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عرفطہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی امیہ ابن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عبداللہ ابن حارث ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سائب رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت بن الجزع رضی اللہ عنہما اور جلیہ ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت

حارث ابن ابیہل ابن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت قیس ابن ثابت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور بیرون شہر طائف زیارت مزار حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی کی جنہوں نے حضرت امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن شریف پڑھایا تھا۔

تاریخ طائف میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ آپ کی مزار پر اکثر بیماروں کو چار پائی پڑاٹھا کر لائے اور آپ کے تصرف سے وہ ایسے اچھے ہو گئے کہ اپنے پیروں سے چلے گئے۔ مکہ معظمہ کعبہ شریف کے حرم محترم میں سات مینار مختلف اطراف میں اذان کے لئے بنے ہیں۔ بیچ میں خانہ کعبہ شریف ہے۔ گرد و صحن دو دو تین درجے کے والان بنے ہوئے ہیں۔ چودہ سو قندیل ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ حلیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے مزار حضرت بی بی ہاجرہ ام اسماعیل علیہا السلام کا بے نشان بت لایا جاتا ہے۔ گوشہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان موافق مضمون رسالہ خواجہ حسن بھری رضی اللہ عنہ ڈھائی سو انبیا بنی اسرائیل کی قبریں ہیں۔ مصلائے حق کے سامنے والان حرم میں ایک سرخ ستون ہے۔ کہتے ہیں کہ اس ستون سے مل کر بارہ برس کامل حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام پر عبادت الہی میں مشغول رہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے یہیں مسجد بنائی تھی جو طوفان نوح علیہ السلام میں بے نشان ہو گئی تھی۔ حجر اسود جو بہشت کا پتھر کعبہ شریف کے گوشہ میں لگا ہوا تھا اس کو جبل ابوقیس میں اٹھا کر امانا رکھ لیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسجد آدم یعنی کعبہ شریف تعمیر کرنے کا حکم بارگاہ الہی سے ملا تو آپ نے عرض کیا کہ خداوند اسجد آدم علیہ السلام طوفان نوح علیہ السلام میں ایسی مہدم ہو گئی کہ اب اس کا نشان نہیں۔ میں کہاں مسجد بناؤں غیب سے ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہو کر بایگن ہوا۔ حکم ہوا کہ جہاں تک اس کا سایہ ہے وہیں تک عمارت کعبہ کی بناؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام معاری کا کام کرتے تھے۔ دیوار چٹنے اور ان کے صاحبزاد حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اور مصالحہ پہونچاتے۔ ایک پتھر پیش دروازہ کعبہ شریف

مقام ابراہیم (علیہ السلام) میں رکھا ہوا ہے جس پر آپ کے قدم مبارک کا نشام ہے۔ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کعبہ شریف کے پتھر چٹنے جاتے تھے۔ جب بندی کا کام ہوتا تو وہ پتھر چٹنے آپ کھڑے رہتے خود بخود بلند ہو جانا اور پستی کے کام میں وہی پتھر نیچا ہو جانا۔

جبل ابوقیس پر اندر مسجد میں وہ نشان جہاں سے حجر اسود نکالا گیا اب تک موجود ہے جبل ابوقیس کے اُدھے راستہ میں ایک مسجد عبادت گاہ حضرت غوث پاک محبوب جانی رضی اللہ عنہ کی اب تک موجود ہے۔ کعبہ شریف میں داخل ہونے کے چالیس دروازے ہیں۔ صحن کعبہ میں یہ وسعت ہے کہ لاکھوں آدمی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک دروازہ باب الصفا ہے۔ وہاں سے نکل کر زیر جبل مفاہیت سعی کے جبل مروۃ تک سات مرتبہ کلمات طیبات پڑھتے ہوئے آتے اور جاتے ہیں۔ اور درمیان سلیمین اخضرین دوڑ کر چلتے ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چار سو قدم سے کم فاصلہ نہ ہوگا۔

حق تعالیٰ نے حجر اسود میں قوت سلب گناہ بخشی ہے۔ جو کوئی اس کے سامنے سے گزر جاتا ہے ایسا ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوا۔

اس مقدس مکان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

مَنْ دَخَلَہٗ كَانَ آمِنًا جو اس میں داخل ہوا امن میں ہو گیا۔

صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ جو کوئی سات مرتبہ طواف کعبہ شریف کا کرتا ہے اس کو دو رکعت نفل کا ثواب ملتا ہے۔ مگر یہ دو رکعت نفل ایسی ہے کہ طواف کرنے والے کے نامہ اعمال میں دو لاکھ رکعت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایک روپیہ خیرات کرے وہ لاکھ روپے کا ثواب پائے۔ جو کوئی ایک نیکی کرے لاکھ نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں۔ اور اسی طرح جو کوئی ایک گناہ کرے اس کے نامہ اعمال میں لاکھ گناہ لکھا جاتا ہے۔

باب کعبہ کے سامنے چاہ زمزم ہے اس کا پانی اگر بھوک کی حالت میں پیوے تو بھوک جاتی رہتی ہے اور پیاس کی حالت میں پیوے تو پیاس بجھ جاتی ہے اور جس حاجت اور جس مراد کی غرض سے چاہ زمزم پر کھڑا ہو کر پانی پیوے اور نظر کعبہ شریف پر رکھے اللہ تعالیٰ مراد پوری کر دیتا ہے۔

ان شہر مقام مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد نضی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور انکی جناب سیدہ کی زیارت ہوتی ہے۔

مولانا علی قوۃ کعبہ میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ نے خانہ کعبہ سے ان کو اٹھا کر جس جگہ لاکر ان کو رکھا اور ان کی نافت کاٹی اور غسل دیا وہ جگہ مولد علی رضی اللہ عنہ کہلاتی ہے۔ اور مکان ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہاں زیارت کے لئے جاتے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف رکھتے تھے اور ابھی کہیں اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

ایک گلی میں نشان حجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ظاہر ہے کہ آپ اپنے دولت خانہ سے کاشانہ سے حرم تشریف میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے۔ راستہ میں ابلیس لعین ملا کہ میں نے کہا آپ حرم میں نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ سب لوگ انتظار کرتے کرتے نماز پڑھ کر چلے گئے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیرت سے دیوار میں کہنی ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ حکم خدا ہوا کہ میں مقابل کی دیوار میں پتھر سے ایک زبان نکلی اور زبان فصیح عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں سب لوگ آپ کا انتظار کرتے ہیں تشریف لے جائیے۔ یہ شیطان ہے جس کا ویٹا ہے۔

اب تک حضرت کی کہنی مبارک کاشان دیوار میں موجود ہے اور اس کے سامنے کی دیوار میں جو پتھر نے کلام کیا تھا اس میں گائے کی زبان کی اب تک موجود ہے۔

اور جبل ابوقیس پر حجرہ شقی القمر کی زیارت ہوتی ہے اور جبل نور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ کی زیارت ہے۔ اور جبل ثور پر اس غار کی زیارت ہوتی ہے جہاں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقت ہجرت تشریف فرما ہوئے تھے۔

بیرون شہر مکہ معظمہ قبرستان جنت المعلیٰ میں قبر زیارت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور قبر زیارت نبی بنی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اور نبی بنی علیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور قبر

حضرت عبدالمطلب اور ابوطالب اور حضرت عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بہت سے مقابر متبرکہ کی زیارت ہے اور منیٰ میں زیارت مقام قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے جو ایک پتھر کی زمین ہے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن نہ کاٹی تو آپ نے جھنجھلا کر ایک پتھر پر چھری ماری جو ایک گز سے زیادہ موٹا تھا۔ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور چھری نے حکم رب العالمین ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ جب میں نے اتنے بڑے پتھر کو کاٹ ڈالا تو آپ کے صاحبزادے کی گردن کاٹنا کی شکل تھا مگر کیا کروں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کاٹنے کو خدا کا حکم نہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا ہے اور ان کی ذریت میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء پیدا ہوں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ بنی ہاجرہ اس مقام سے قریب ایک پہاڑ کے درہ میں بیٹھی ہوئی دعا مانگ رہی تھیں کہ اے خدا میرے بیٹے اسماعیل کو ثابت قدم رکھنا نہایت خوشی سے نیری راہ میں قربان ہو جائیں اور یہ تیرا تیری درگاہ میں قبول ہو جائے اس مقام کی بھی زیارت ہوتی ہے اور مسجد کوثر منیٰ میں ہے جہاں سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوفُورَ نازل ہوئی ہے۔ یہاں حجاج کرام حاضر ہو کر دو گنا نفل ادا کرتے ہیں اور زیارت مقام نزول سورۃ وَالْمُرْسَلَاتِ متصل منیٰ دامن کوہ میں واقع ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور مقام منیٰ میں ایک مسجد عظیم الشان مسجد خیف سے موسوم ہے۔ جہاں ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ اور حجاج کرام وقت قیام منیٰ عرفات جاتے ہوئے اور عرفات سے واپسی میں جو تین دن ٹھہرتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں، پانچویں وقت اسی مسجد میں سب لوگ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔

آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو تمام قافلہ حاجیوں کا منیٰ میں آکر ٹھہرتا ہے۔ نویں ذی الحجہ کو بعد منیٰ از فجر وادی عرفات کو روانہ ہوتے ہیں جہاں بہشت سے نکلنے کے بعد حضرت بابا آدم اور اماں حوا علیہما السلام کی ملاقات ہوئی۔ اس میدان عرفات میں مسجد آدم علیہ السلام ہے جو مسجد مزہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ایک اذان دو اقامت کے ساتھ

بیم تقدیم ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ کیے بعد دیگرے باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد قاضی خطیب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ حمد الہی اور نعت رسالت کے بعد فضائل اور مسائل حج بیان کرتے ہیں۔ بعد اختتام خطبہ قاضی اونٹنی پر سوار ہو کر وسط جبل عرفات تک چڑھ کر ایک مقام سطح پر بجائے خطبہ حزب الاعظم کی ساتوں منزلیں پڑھتے ہیں۔ جب ایک منزل ختم ہو جاتی ہے اور قاضی صاحب لبیک کہتے ہیں تو ایک شخص اونٹنی کے سامنے جھٹدی ہلا دیتا ہے۔ تمام حجاج وادی عرفات سے سب لبیک کہتے ہیں اور اپنا اپنا رومال ہلا دیتے ہیں اس میدان عرفات میں جو کوئی ۹ رذی الحج کو قبل غروب آفتاب پہنچ جاتا ہے حاجی ہو جاتا ہے۔ بعد غروب آفتاب قاضی صاحب اونٹنی پر سوار پہاڑ کے نیچے اترتے ہیں اور فرماتے ہیں :-

فرقوا یا جماعت المسلمین

اسی وقت قافلہ حاجیوں کا مقام مشعر احرام میں جس کو مزدلفہ کہتے ہیں جو ماہین منیٰ اور عرفات تین کوس کے فاصلہ واقع ہے یہاں جمع تاخیر یعنی نماز مغرب و عشاء ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ صبح کو بعد نماز فجر کے خطیب پشت مسجد احرام یعنی رواق قبلہ ہو کر خطبہ منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں۔ حمد اور نعت کے بعد فضائل و مسائل حج بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں :-

فرقوا یا جماعت المسلمین۔

اور تمام حجاج پشت مسجد پر اونٹوں پر سوار تیار رہتے ہیں۔ اسی وقت منیٰ کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ رات کو تمام حجاج ہر شخص اونچائیں کنکریاں اپنی اپنی چادر احرام کے گوشہ میں باندھ لیتے ہیں اور جو مقام منیٰ میں پہنچکر تین دن دسویں گیارہویں اور بارہویں تک حمرۃ الاولیٰ حمرۃ الوسطیٰ حمرۃ الاخریٰ تینوں مقام پر شیطاں کو کنکریاں مارتے ہیں اور مشعر احرام اور منیٰ کے درمیان وادی فیل آتی ہے جہاں اصحاب فیل بارادہ اہندام کو بے شریف اُڑے تھے اور وہیں حکم رب جلیل ابابیلوں نے کنکریاں لے کر اوپر سے ان پر پھینکا شروع کیا سب کے سب غارت ہو گئے۔

دسویں تاریخ منیٰ میں جب حجاج کرام پہنچتے ہیں قربانی کرتے ہیں۔ سرفرازی

اور احرام کھولتے ہیں اور غسل کر کے اپنے معمولی کپڑے پہنتے ہیں۔ تیسرے روز کعبہ شریف میں آتے ہیں اور تین دن کے درمیان کعبہ شریف حاضر ہو کر طواف الزیارت کر کے منیٰ واپس چلے جاتے ہیں۔ بعد تین روز کے جملہ حجاج منیٰ سے مکہ معظمہ کو آتے ہیں۔

سفر مدینہ منورہ

مکہ معظمہ سے اثنار راہ منزل اول میں حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبر مزار ہے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر جہاں کہ آپ کا مزار ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح بھی ہوا تھا۔ اور جب مدینہ منورہ تین منزل رہ جاتا ہے مقام جدید میں زید دامن کوہ ایک چھوٹا سا سبز قبر ہے اس میں زیارت مزار حضرت عبدالرحیم برقی عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔

جب مدینہ منورہ سات کوس باقی رہ جاتا ہے راستہ میں کوہ مفرح کے اوپر سے روضہ مبارک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنبد خضرانظر آتا ہے۔ فقیر جامع رسالہ ہدایہ اس مقام پر پہنچا تھا اپنے جوش قلبی سے یہ غزل لکھی تھی۔

غزل

جب کوہ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا
تسکین دل زار کا نقشہ نظر آیا
وہ روضہ سٹ ہنشتہ طیبہ نظر آیا
یا جنت ماویٰ کا بھی ماویٰ نظر آیا
عشاق چلو روضہ محبوب خدا میں
لودور سے وہ قبۃ خضرانظر آیا
آنکھوں میں چکا چوند ہے کیوں اُردو کہد
کیا سب کی نگاہوں سے مدینہ نظر آیا
یہ قبر خضر ہے سہ راہ مدینہ
وہ مسجد عالی کا منارہ نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی نہیں جو خواب دیکھا وہ قدرتِ خالق کا تماشا نظر آیا
 لے آفرین زار کھوں تجھ سے میں کیوں کر ان آنکھوں سے اس دم مجھے کیا نظر آیا
 جب تین کوس کے قریب مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو مقام مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی زیارت ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب ایک میل مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو ایک قبة قبر خضر
 کے نام سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب زائرین دربار رسالت کا گذر اس راستے سے ہوتا ہے
 تو مردان صاحب جذب اور صاحب کرامت کی حالت کو حضرت خضر علیہ السلام اسی مقام پر سلب کر
 لیتے ہیں۔ جس میں ارباب جذب اور صاحب کرامت سے عالم بے خودی میں کسی قسم کی بے ادبی
 دربار رسالت میں واقع نہ ہوا اور جب وہ لوگ رخصت ہوتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام
 دو چند نعمتیں ان کو عطا کر کے رخصت کرتے ہیں۔

بیرون شہر پہلے مدینہ کے قریب مسجد غمامہ ایک وسیع میدان میں ہے جہاں
 زائرین کے قافلے اونٹوں سے اتر کر دروازہ شہر پہنچا ہوا داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شمالی دروازہ باب مجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ اور سمت مشرق
 دو دروازے ایک باب النساء دوسرا باب جبریل علیہ السلام واقع ہے اور سمت مغرب ایک
 دروازہ عالیشان باب السلام جس میں سے پہلے زائرین دربار عالی کی زیارت کے واسطے داخل
 ہوتے ہیں ایک دوسرا دروازہ باب الرحمة نامی باب السلام سے کچھ شمال کو ہٹ کر مغرب رو یہ
 واقع ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ محراب النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ڈیڑھ گز سمت مغرب بتون خانہ کے دفن کا مقام ہے محراب النبی اور منبر شریف
 سے سمت مشرق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد خضرا ہے۔ اس میں اول حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا مزار ہے اور حضور کے دوش مبارک کے مقابلہ پر مزار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا ہے اور ان کے دوش مبارک کے مقابلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کا مزار ہے۔ ان تینوں مزاروں پر صندل کی ضرب چڑھی ہوئی ہے۔ اس پر سبز غلاف ہے۔
 جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو ایک اسماء مبارک مع درود شریف سفید حروف میں
 بنے ہوئے ہیں۔

اس قبہ اقدس میں ایک کھڑکی سمت شمالی حجرہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 ملی ہوئی لگی ہے۔ اس حجرہ میں آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت ہوتی ہے۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ایک دیوار درمیان محراب تہجد نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم واقع ہے۔ صحنِ روضہ میں ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ جناب سیدہ کے نام سے ہے اور
 کنواں بیز کوثر کے نام سے متصل باغیچہ ٹھہرا ہے۔ صحن مسجد سے سمت مشرق ایک حصہ مسجد شریف میں
 لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے۔ جس میں عورتیں اگر نماز پڑھا کرتی ہیں اور حضرت سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اندر شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد
 ماجد سیدنا عبد اللہ ابن عبد المطلب کے مزار کی زیارت ہے اور مدینہ منورہ سے سمت شمال
 بیرون شہر زیر دامن کوہ احد ایک مسجد میں زیارت مزار سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ، عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔ حضرت سید الشہداء کی مزار پر یہ حالت نظر آتی
 ہے جیسے ایک دو لہا نوشتہ آرام فرماتا ہوا اور اس قدر روحی فیض کی بوجھار ہوتی ہے جیسے
 بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس مقام سے سمت شمال کچھ دور آگے بڑھ کر مقام شہادت
 دندان مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قریب نصف میل سمت شمال پہاڑ کے اوپر جہاں
 جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر جلوس فرمایا تھا اس مقام کی زیارت ہے
 اور اسی صحرا میں گنچ شہدائے احد کی زیارت ہے۔ اور اس مقام سے سمت مغرب زیارت
 مزار سیدنا حضرت علی عریفی ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہا کی ہے۔

مدینہ منورہ سے گوشتہ شمال و مشرق زیارت مسجد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور
 زیارت بیر روم ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے خرید کر
 واسطے اہل اسلام وقف کر دیا تھا اور اس خدمت کے صلے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جنت کی خوش خبری اس طرح سنائی ہے کہ تم نے اس کو نبی کو نہیں خرید کیا بلکہ جنت
 کو مول لے لیا ہے اور اس مقام سے سمت جنوب تھوڑے قاصیے پر مسجد قبلتین کی زیارت ہے۔
 اور مدینہ منورہ سے دھن کی طرف مسجد قبا کی زیارت ہے جہاں اول رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ اس مسجد سے حضرت کوکبۃ اللہ شریف بے حجاب نظر آتا تھا۔ اس مسجد

میں جو کوئی دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو بموجب حدیث عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اسی مسجد کے متصل مقام سیدی حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔ اور مقام قیام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت ہے اور بیز نفل کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے اس کا کھاری پانی میٹھا ہو گیا کی زیارت ہے اور مسجد بنی نجار کی زیارت ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور پشت مسجد نبویؐ پر زیارت محل نشست گاہ حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہے جس کو دارالتشوری کہتے ہیں اور مسجد عال سے سمت مشرق و جنوب مکان پشت مسجد نبوی مشہد عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی زیارت ہے اور قریب باب البقیع اندرون شہر متصل دیوار فیصل یعنی شہر پناہ کے قبر مزار سیدنا اسماعیل عارج ابن سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام ہے جو حضرت محبوب بزدانی سید اشرف جہانگیر سمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مورث اعلیٰ ہیں جن کو قوم بوہرہ اور خوجہ اپنا ساتواں امام مانتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کو اپنا امام نہیں مانتے۔

باب البقیع کے باہر بیرون شہر پناہ درمیان قبر مزار صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ احاطہ جنت البقیع میں اکثر مزارات صحابہ اور اہل بیت کے ہیں۔ کنارہ جنت البقیع پر قبر مزار حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

منقول ہیکہ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے غسل میت دے کر فن پہنا کر بعد ادا سے نماز جنازہ بیرون شہر دفن کیا۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اور عثمان کے درمیان جنت ہے۔

حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے مجھ کو اس حدیث کی اطلاع ہوتی تو اور زیادہ دور لے جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرتا جس میں جنت کی اور زیادہ وسعت ہوتی۔

ما بین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو احاطہ قبرستان ہے وہی جنت البقیع مانا جاتا ہے۔ اسی احاطہ کے اندر قبر اہل بیت میں مزار سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مزار حضرت امام حسن علیہ جَدہ و علیہ السلام اور مزار امام زین العابدین اور مزار امام محمد باقر علیہ جَدہما و علیہما السلام اور مزار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہے۔ یہ پانچوں مزار بروایت صحیح ثابت ہے۔

اور ایک روایت میں اس قبر کے اندر سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار اور سر اقدس امام حسین علیہ جَدہ و علیہ السلام کا دفن بھی آیا ہے۔

قبر اہل بیت کے پائیں ایک بادشاہ کا مزار ہے۔ اس قبر پر ایک پتھر پر یکندہ ہو
وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كُلُّهُمْ
لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔

اس قبر شریف کے دکن کی طرف قبر بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد رحلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی مفارقت میں جا کر رویا کرتی تھیں۔ اسی احاطہ کے اندر قبر اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قبر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر حضرت عقیل برادر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہے اور زیارت قبر مزار سیدنا نافع شیخ القرار اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور مزارات بارہ صحابی اور شہداء بقیع رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ہیں۔

متصل مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار حضرت قطب الدین شیخ بھٹی مدنی شیخ الطریقہ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جانب شرق ایک شاہراہ کے بعد ایک نخلستان ہے اس میں مزار حضرت ابوسعید خدریؓ راوی حدیث صحابی کا ہے۔

مدائن صالح : مدینہ منورہ سے چل کر ریل کے راستہ میں ایک ٹیشن مدائن صالح ملتا ہے جہاں کافروں نے ناقہ صالح علیہ السلام کو قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے مکان اپنے پہاڑوں

میں کھوکھو کر بنائے تھے۔ جب اس قوم پر بوجہ قتل ناقہ اللہ خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور ملا کرنے اونچی چوٹی کے پہاڑوں کو کفار پر گرایا۔ نہ مکان ان کا باقی رہا نہ مکین رہے۔ اب تک ریل جو اس راستہ سے ہو کر جاتی ہے تو کچھ کچھ علامتیں درو دیوار زمین مغضوبہ پر نظر آتی ہیں۔ ریل مقامات تبوک و باغ فذک ہوتی ہوئی معان حبکشن کو جاتی ہے۔ ایک ریل دمشق تک اور دوسری بندر جیفا تک جاتی ہے۔

محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مدینۃ الاولیاء نواحی عراق میں ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ سوائے اولیاء اللہ کے کوئی دوسرا یہاں سکونت نہیں کرتا۔ جب حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں تشریف لے گئے۔ فقیر انشرف بھی ایک جماعت فقرہ کے ساتھ گیا ان کی تمام جماعت میں سے صرف چالیس اولیاء مزار اور اس شہر میں جانے کے تھے باقی باہر ٹھہر گئے۔ فقیر سید ہمدانی داخل مدینۃ الاولیاء ہوا۔ اور ان کے اکابر کی ملاقات سے شرف ہوئے جس میں دوسو مشائخ ولی اللہ رہتے تھے جنہوں نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی حق تعالیٰ نے اس سرزمین کو یہ شرف بخشا ہے کہ سوائے اولیاء اللہ وہاں کوئی دوسرا نہیں رہتا۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک چلیہ تک وہاں قیام کیا تھا۔ اور حضرت شیخ عبد اللہ جو مرغلطہ اس جماعت کے تھے حضرت کے حال پر کمال نوازش فرماتے تھے اور ایک عجیب تحفہ عنایت کیا کہ اس کی شرح عجیب تھی۔

گاذرون اس مقام پر اولیاء اللہ کا مدفن بکثرت ہے۔ یہاں کے عجائبات سے یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابوالاسحاق گاذرونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حجرہ تاریک میں جو چراغ کے روشن کیا تھا تا حیات آپ کے روشن رہا اور بعد رحلت اس حجرہ میں آپ کا مزار ہوا۔ اس چراغ کو حضرت محبوب یزدانی نے جب زیارت مزار کو تشریف لے گئے پچھم نور روشن دیکھا اور فرماتے تھے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن ہے گا۔ بموجب شعر۔

اگر گیتی سراسر باد گیسو چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
منقول ہے کہ جب شاہ شیراز آپ کے مزار پر آیا اور چراغ کو منہ سے پھونک
ا۔ بقدرت الہی خود بخود چراغ روشن ہو گیا۔ چند روز نہ گزے تھے کہ اس کا بیٹا جان سو

مارا گیا۔

سچ ہے کہ جس نے اولیاء اللہ کے دربار میں گستاخی کی وہ کسی نہ کسی عذاب میں ضرور مبتلا ہوتا ہے کیوں کہ یہ لوگ منظر شان جمال و جلال الہی ہوتے ہیں جس نے آداب و حفظ مانتا اور اولیاء کو نظر رکھا۔ شان جمالی سے فیض یاب ہوا اور جس نے ذرا بھی گستاخی اور بے ادبی کی اس پر باثر نشان جلالی بلا نازل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :-

پیش این الماس بے اس پر میا کز بریدن تیغ را بنود حبیب

کوہ قاف

یہ پہاڑ بڑا بڑا ہے جو ساری دنیا کے گرد ہے۔ آسمان مصفا مثل آئینہ کے ہے اسی پہاڑ کے عکس سے نیگیوں نظر آتا ہے۔ جب حضرت محبوب یزدانی مد سکندری پر پہنچے دیکھا کہ سات سو کوس تک دیوار بہشت دھات کی بنائی ہوئی ہے۔ اور لوگ لکھتے ہیں کہ قوم یا جوج ماجوج صبح سے شام تک اس دیوار کو چاٹتے ہیں تو دیوار باریک رہ جاتی ہے مگر صبح تک پھر بدستور ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ)

مقام خصلان میں حضرت اسماعیل عطار رہتے تھے۔ بڑے صاحب جذبہ قویہ تھے۔ جب حالت پر جو شش پیدا ہوتی دو تین روز تک قوائی سنتے۔ بڑی وسیع خانقاہ بنائی تھی جس کے دونوں گوشوں میں بیس حجرے بنے تھے۔ جب کوئی مسافر آتا تھا انھیں حجروں میں ٹھہراتھا۔

اس شہر کے آدمی نہایت خلیق تھے۔ حسین لونڈیاں مہانوں کی خدمت کو بھیجتے تھے۔ اگر مسافر نے ازراہ تقویٰ ان کی طرف توجہ نہ کی تو اس کے بڑے معتقد ہوتے اور اس کی خدمت سے کرتے۔ اگر بہ نیت بدست درازی کرتا تو وہ لونڈی اپنے آقا کو خبر کرتی۔ لونڈی کا

مالک فتح کو بیس گز کپڑے کے مسافر کے پاس آتا وہ مسافر فوراً مر جاتا۔ اسی کپڑے میں کفن دیکر دفن کر دیتے۔ ان مسافروں کے لئے ایک قبرستان الگ بنا رکھا ہے۔

جبلُ الابواب

اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ ہے جس میں ڈاکوؤں کا مکن تھا۔ اس قلعہ کو مواعے سکندر ذوالقرنین کے کسی نے فتح نہیں کیا۔ اس پہاڑ کے گوشہ میں ایک بزرگ گوشہ نشین تھے جس کی دعا سے سکندر کی فتح ہوئی تھی۔ اسی درہ کے حجرہ میں ان بزرگ کا مرقہ منور ہے۔ جو کوئی مسافر درویش وہاں جا کر مختلف ہوتے ہیں بے نفیس نہیں جاتے۔

طلسم جزیرہ

ایک عباب یہ دیکھا گیا کب کشتی سکندر ذوالقرنین اس مقام میں پہنچی ہر چند کوششیں کرتے تھے مگر کشتی اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتی تھی۔ بالآخر حکیم دانابلیناس کشتی سے اترا اور جزیرہ میں آیا اور سکندر سے کچھ سامان طلب کیا اور چند روز میں ایک طلسماتی صورت آدمی کی بنائی اور نقارہ اس کے سامنے رکھ دیا اور نصویر طلسمی کے ہاتھ میں پتھر دی اور اس صورت نے نقارہ بجانا شروع کر دیا اور بلیناس حکیم جلدی کشتی پر روار ہو گیا۔ اسی وقت کشتی روانہ ہو گئی خدا نے اس مہلکہ سے نجات بخشی۔

حکیم بلیناس سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب خلاصی کیا ہوا ؟

حکیم نے کہا بحر عنایت الہی اور کیا کہوں لیکن ظاہری سبب یہ ہوا کہ بحر محیط میں ایک پھل نے جو ساری سمندر کی پھلیوں سے بڑی ہے جب نقارہ کی ہیب آواز سنی اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور زور سے چلی۔ اس کی حرکت سے پانی میں جنبش ہوئی۔ اس کی تیزی سے کشتی بھی چل نکلی۔

بعض کہتے ہیں کہ کشتی سکندر ذوالقرنین ایک تیز پر مرغ کی ہوا سے روانہ ہو گئی۔ مگر اول صحیح ہے۔

جزیرہ بحر محیط

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہماری کشتی بھی جب بحر محیط میں پہنچی محض برعنایت الہی نکل گئی۔ اگرچہ وہ طلسمی نقارہ بھی کام کرتا تھا۔ جب جزیرہ بحر محیط کے کنارے اترے ایک چڑیا عجیب و غریب شکل کی دیکھنے میں آئی۔ اس کی صفت اس طرح فرماتے تھے کہ دونوں بازو اس کے زردی تھے اور دونوں پیر اس کے ایسی وضع کے تھے جیسے جڑاؤ تھے اس کی چونچ کا رنگ چمکدار طلائی تھا۔ سینہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس قسم کی چڑیا تمام عمر میں نہیں دیکھی تھی۔

اس جزیرہ میں تین بزرگوار نظر آئے۔ سفید داڑھی والے بدن ایسا چمکدار معلوم ہوتا تھا کہ گویا مثل آئینہ صافی کے ہے۔ آدمیوں کا سا ان کا لباس نہ تھا۔ فقر کی حالت پر نہایت عنایت فرمائی اور اجازت عمل ناو علی عطا فرمائی اور بعض حقائق معرفت اور فوائد راہ سلوک عارفانہ طور سے فرمایا۔ جو اس طائفہ صوفیہ کے لئے مفید ہو۔

جب بحر محیط سے تھوڑے راستے طے کئے تھے مقام پدجال سکندری نظر آیا۔ اور بنایت الہی اس سے آگے بڑھے۔ اگرچہ اس سفر بحری میں سخت پریشانی حاصل ہوئی مگر فائدہ بھی حاصل ہوا۔

ولایت جھنکر: حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ نواحی دکن میں ایک ولایت ہے جس کو جھنکر کہتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے عموماً وہاں کے آدمی حسین نظر آئے مخصوص عورتیں وہاں کی نہایت صاحب جمال تھیں مگر وہاں کی ایک رسم بدایسی تھی کہ کہیں نہ ہوگی۔ یعنی شام کے وقت تمام عورتیں اپنا محرم یعنی انگیا اتار کر بیرون شہر ایک مقام پر لٹکا دیتیں اس کے بعد مردوں کا مجمع وہاں جاتا جس کے ہاتھ جو محرم آتا اسی محرم والی عورت کے ساتھ شب بائش ہوتا۔ چاہے وہ اس کی ماں ہو یا بہن ہو۔

اس رسم بد سے حضرت محبوب یزدانی کے خاطر مبارک بے حد منقص ہوئے وہاں کاراجہ حضرت کی زیارت کے لئے آیا اور کمال ادب و تعظیم سے ملا۔ جب اس کی آمد وقت

زیادہ ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے اس کو نصیحت کرنا شروع کیا۔

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت کیا کروں یہاں یہ رسم ہو گئی ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے۔ آخر ایک پھلا قصہ عرض کیا کہ ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب نے چاہا تھا کہ یہ رسم بند کر دیں اور حکم کر دیا کہ کوئی عورت شام کو نہ نکلتے۔

ایک مہینہ کے قریب اس حکم کو گزارا کہ بلائے و با آئی اور سب لوگ ہلاک ہوئے۔ اراکین ریاست آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے اس رسم کے بند کرنے کی رائے زدی تھی۔ آخر ایک بلا آئی۔ القصر حکم دے دیا گیا کہ ہر رسم قدیم شام کو سب عورتیں نکلیں اور جیسا کرتی تھیں کریں۔ جب وہ رسم بد جاری ہوئی اسی روز و بادفع ہو گئی۔

جب حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا فرمایا :-

سچ ہے کوئی تقدیر الہی پر مطلع نہیں ہے اور اسباب قدرت الہی نہیں سمجھ سکتا۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت رکھی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ دشت قفچاق میں قوم ترک آباد ہیں۔ اس قوم کو قفچاق کہتے ہیں۔ یہاں کے مرد اور عورتیں نہایت حسین ہوتے ہیں۔ ان میں یہ رسم ہے کہ ان کی عورتیں منہ کھول کر جلتی پھرتی ہیں۔ جب سکندر ذوالقرنین کا لشکر یہاں پہونچا تو سکندر کو یہ خیال آیا کہ ان عورتوں کی بے پردگی رفع کرنا چاہیے۔ آخر الام سکندر ذوالقرنین نے وہاں کے بزرگوں کو بلایا اور نصیحت کی کہ تمہاری عورتیں منہ نہیں ڈھاکتی ہیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خلاف رسم قدیمانہ کرنا جان دینے سے بدتر

ہر چیز بہت کچھ فہمائش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔

جب سکندر ذوالقرنین نے دیکھا کہ یہ ہمارا حکم نہیں مانتے تو عقلائے ہماری کی طرف متوجہ ہو کر یہ خواہش کی کہ ایسی ترکیب کر دو کہ عورتیں اپنا منہ چھپائیں۔

ہمراہیوں نے عرض کیا کہ چند روز حضور یہاں قیام فرمائیں۔ بعض سامان اور آلات ہم کو ہم پہونچائیں۔

اس نے یہ حکم کر دیا کہ جو کچھ ہمارے عقلا رطلب کریں ہم پہونچاؤ۔

ایک مہینہ کے عرصہ میں ایک طلسمی تصویر سنگ سیاہ کی بنائی اور اس پر ایک چادر سفید رخام سے پہنائی اور جس راہ سے عورتیں گذرتی تھیں وہاں اس تصویر کو لٹکا دیا جو عورت اس راستے سے آتی اور اس صورت طلسمی کو دیکھتی اپنا منہ چھپا لیتی۔ اسی طرح تمام عورتیں اس راستے سے گذر کر سب منہ چھپانے لگیں۔

جب مرد عاقل وزیر سے سکندر نے استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں ایک حکمت ہے۔ دوسرے جب عورتوں نے صورت سنگین کو روپوش دیکھا تو ان کے دل میں اثر پیدا ہوا جب سنگین صورت منہ چھپاتی ہے تو ہم کیوں نہ چھپائیں۔ پتھر کی نصیحت ان سنگین دلوں پر اثر کر گئی۔

ولایت قفچاق میں ایک بزرگ تھے خواجہ احمد یسوی کے ظفار میں سے اور جب حضرت محبوب یزدانی رخصت ہونے لگے آپ سے خرقہ طلب کیا۔ آپ نے حسب خواہش ان کو خرقہ عطا کر کے سرفراز فرمایا۔

تھوڑی راہ وہاں سے طے کر کے آگے بڑھے۔ دامن کوہ میں ایک درویش بڑی عمر والے رہتے تھے۔ لوگ ان کی عمر پانچ سو برس بیان کرتے تھے اور بعضے تین سو برس کی عمر کہتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا یہ تعظیم تمام پیشوائی کو آئے اور اپنے مقام پر لے گئے۔ تین روز تک آپ کی ضیافت کی تیسرے روز فرمایا کہ اے فرزند اشرف انہاری ایک امانت میرے پاس ہے جس کے لئے حکم کیا گیا ہے اور بھائی خضر علیہ السلام خوش خبری لائے ہیں کہ وہ تم کو سپرد کروں۔

حضرت نے کہا کہ نہایت مہربانی ہوگی۔

گوشتہ حجرہ میں گئے اور ایک تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس تاج کو اپنے سر سے اتار کر کہا کہ یہ تاج مجھ کو اپنے اگلے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ ملا ہے اور یہ تاج شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اب مجھ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ تم کو دوں، قبول کرو۔ اور یہ فرمایا کہ رباعی جو ابوسعید ابوالخیر سے منسوب ہے جو کوئی ہمیشہ اس

کو بڑھا کرے البتہ نام اس کا دفتر اولیاء اللہ میں لکھا جائے گا۔ خبردار خبردار! اس رباعی کا وظیفہ اپنا کرنا اور اپنے اصحاب کو بھی اس کے پڑھنے کی رغبت دلانا اور جس پر کمال مہربانی رکھتے ہو اس کو یہ رباعی تلقین کرنا۔ اس رباعی کے فوائد اس درجہ ہیں کہ شرح اس کی نہیں ہو سکتی

من بے تو دے قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود مرسوے
اک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
اور یہ دوسری رباعی بھی تلقین کی اور نہایت تعریف اس کی فرمائی۔ بیان فرمائے کہ جس بیمار کو یہ دوسری رباعی لکھ کر تعویذ بنا کر پہنائیں یا طشتری پر لکھ کر دھو کر پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو صحت ہو جائے گی۔ یہ رباعی بھی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے

حورا بنظارہ نگارم صفت زد
رضواں ز تعجب کف خود برکف زد
یکے خال سیر بر رخ اس مطرف زد
ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد
یہ دونوں رباعیاں حضرت محبوب یزدانی کو تلقین فرما کر بہت خوش خبری فرمائی۔

جل القرون

یہ پہاڑ نواحی ملک عراق میں ہے۔ اس پہاڑ میں حضرت شیخ عبداللہ رہتے تھے پچاس برس سے اسی دامن کوہ میں گوشہ نشین تھے۔ خوارق اور کرامات آپ کے اس دیار میں مشہور تھے جو مسافر وہاں جاتا تھا آپ سے استفادہ حاصل کرتا تھا آپ کی ملاقات میں وہ اثر تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

جب حضرت محبوب یزدانی نے آپ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا تو بہت کچھ باتیں درمیان میں آئیں۔ وقت رخصت فرمایا کہ رباعی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی البتہ یاد رکھنا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس رباعی کو کسی مریض کی عیادت میں جا کر پڑھے گا اور وقت عیادت یہ رباعی یاد آجائے تو مریض کو صحت کی امید ہے

وہ یہ ہے۔

فتنہ انگیزی و دامن در کشی
تیر اندازی کہاں پنہاں کنی
باتو نتواں گفت این کن و آن کن
بادش ہی ہرچہ خواہی اُس کنی
اس پہاڑ میں حضرت شیخ جمیل الدین قیام پذیر تھے۔ تین سو برس کی عمر رکھتے تھے۔ بہت کچھ اسرار حقائق اور معارف سے حضرت محبوب یزدانی کو بہرہ مند کیا۔ ان کے یہاں ایک بندر پلا تھا اس کی عجیب کرامات نقل کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کے پاس جوگیوں کی ایک جماعت پہنچتی۔ تھوڑی دیر تک آپ ان سے ہم کلام رہے۔ ان میں ایک مسلمان جوگیوں کے لباس میں تھا۔ بندر آیا اور تمام جوگیوں پر گستاخاں چلا گیا۔ مگر ایک شخص پر نہیں ہکا۔ حضرت شیخ نے فرمایا غالباً یہ شخص مسلمان ہے۔

شعر

بہت حیواں بزرگوں کے کرم سے
بمچھ لیتے ہیں رنگ کفر و ایماں

جبل البہ

اس پہاڑ میں ایک بزرگ معترف تھے نہایت صالح اور عابد۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا آپ کو ٹھہرایا اور نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے۔ جب عرصہ تک حضرت نے وہاں قیام فرمایا وہ درویش آپ سے فیضیاب ہوئے جب آرزوئے خلافت کی۔ حضرت نے بہ عطاء شرف خلافت سے مشرف کیا اور خلافت نامہ لکھ کر عطا فرمایا۔

وہ درویش نقل کرتے تھے کہ اس ولایت کا راجہ فقیروں سے محبت رکھتا ہے اور مسافر نواز ہے۔ اس بات کی آرزو رکھتا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کرے۔ حضرت محبوب یزدانی نے انکار فرمایا۔

جب نہایت الحاح خوش آمد اس درویش نے کی اجازت حاضری کی پائی۔ فرمایا:۔
اچھا حاضر ہووے۔

جب راجہ حاضر ہوا اور حضرت کی زیارت کی۔ حد سے زیادہ ضیافت اور خدمت گزاری
میں مشغول ہوا۔ جب کسی قدر حضرت کو اپنے طرف مخاطب پایا حضرت سے دعا کی درخواست کی
فرمایا کہ تو منکر خدا ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔

عرض کیا کہ بادشاہان دہلی میرے ملک کے لینے کا میل رکھتے ہیں۔

فرمایا کہ جب تو شہر انط خدمت شاہان دہلی کرے گا تجھ کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ امید
ہے کہ بادشاہوں کا قدم تیری سلطنت لینے کے لئے اس زمین پر نہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نوال صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان نہیں

قال الاشرف التصرف في الحقيقة من الله تعالى لان الكمال في ان
يصدر الافعال كله بارادته واختياره اذ اصدورك بلا اختيار و ارادة نقص
والكمال في ان يكون سميعا قاصيرا متكلما موحدا الى سائر صفاته الذاتية
والفعلية والكمال في ان يكون جميع صفاته دائمة الثبوت ازلا و ابدا
اذا تخلف عن واحدة منها وقت ما نقص

حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ تصرف
در حقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے اس واسطے کہ کمال اس میں ہے کہ تمام
کام صادر ہوں ساتھ ارادت اور اختیار اس کے واسطے ظہور افعال بلا اختیار اور ارادہ
کے نقصان ہے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہوسننے والا دیکھنے والا بولنے والا پیدا کرنے
والا مع تمام صفات ذاتی اور فعلی کے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہوں تمام صفات اس کے
ہمیشہ قائم بے ابتدا اور بے انتہا کے جس وقت کہ باز رہے ان میں سے کسی ایک سے کسی
وقت یہ نقصان ہے

وقال الاشرف الكرامة هي خارق العادة تصدس عن جن
الطائفة على حسب المراد والغیر۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کرامت خلاف عادت ہے کہ
ظاہر ہوتی ہے اس گروہ سے اوپر موافق ارادہ اور غیر ارادہ کے۔

حضرت محبوب یزدانی کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ شمر اس سے بیان ہو سکے۔ سن شریف حضرت کا سو برس سے زیادہ ہوا تھا۔ نین بار ساری دنیا کا سفر کیا۔ پھر اگر غور کیا جائے تو اس مدت میں بحالت سفر و حضر آپ سے کس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہوں گی۔ کتاب لطائف اثرنی سے بعض کرامتیں انتخاب کر کے اس غرض سے لکھتا ہوں کہ ناظرین بانیکن اس نعمت سے بے بہرہ نہ رہیں۔ برسبیل تین و تبرک بعض کرامات مخصوصہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مثنوی

ان کے فضل و کمال کی حالت	کوئی کیا لکھے یہ محال ہے بات
تھے وہ عزت جہاں بحال	پیشوا اولیاء با اجلال
خاندان حسینی احسنی	ہر صفت میں کیا خدا نے غنی
خواہر پاک شاہ کیلاں سے	نسب مادری بھی جن کا ملے
کیا کوئی ان کی کر سکے تعریف	کیا کوئی ان کی لکھ سکے توصیف
دہر میں جتنے تھے ولی اللہ	سب کے سردار تھے وہ حق آگاہ
اثرنی خاص ہے انہیں کا غلام	جن کو ان سے ملا ہے فیض تمام

کرامت ۱۔ کتاب سنوالات الاتقیاء جو تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی ہے اس کو جناب حاجی مولانا سید اسماعیل حسن صاحب قادری ماہروی نے فقیر اثرنی جس جامع رسالہ ہذا کو دکھلایا۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دن قاضی شہاب الدین ملک العلماء خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں اس خیال سے حاضر ہوئے کہ حضور مجید کو میرے لائق خطاب فرمائیں اور وہ چہرہ کھلائیں جو میں نے کبھی نہ کھائی ہو۔ جیسے انھیے مبارک کے قریب آئے طباب جیمہ سے الجھ کر قاضی صاحب کی پگڑی گر پڑی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ملک العلماء دستار سر پر رکھو۔

جب خدمت عالی میں بعد شرف پابوس مؤدب دوزانو ہو بیٹھے حضرت نے باورچی

سے فرمایا کہ طعام ماحضر قاضی صاحب کے لئے لاؤ۔
باورچی ایک پیالہ کھیر کا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔
قاضی صاحب دل میں سوچنے لگے کہ کھیر کوئی نایاب کھانا نہیں۔ میں نے بارہا کھیر کھائی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ گائے بھینس نہیں رہتی ہیں جہاں فقیر جاتا ہے جنگل کے ہرن، نیل گاؤں اگر دودھ دے جاتے ہیں۔ بھلا ایسی کھیر آپ کو کب میسر ہوئی ہوگی۔

یہ سن کر قاضی صاحب دل ہی دل میں پشیمان ہوئے۔

شعر

کشف ہوتا ہے ولی پر حال غیب منکر و لاؤ نہ اس میں شک ریب
کرامت ۲۔ لطائف اثرنی میں مذکور ہے کہ حضرت محبوب یزدانی مقام پٹنہ شریف سے جب رخصت ہو کر چلے اور خطہ جو پور میں قیام فرمایا۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت عالی میں تین باتوں کا خیال کر کے حاضر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ اپنا جو ٹھا عنایت فرمائیں۔ دوسرے ایسا تحفہ دیں جو کہ نادر العصر ہو۔ تیسری وہ بات کہ آپ کی طرف سے گمان شیعہ کا کسر دل سے اٹھ جائے۔ جس وقت حاضر خدمت ہوئے محبوب یزدانی وضو کر رہے تھے جیسا کہ طریقہ اہل سنت کا ہوتا ہے۔ جب قدم مبارک دھوئے قاضی صاحب کی طرف نہیں کر فرمایا:

ظن الحق متین خیرا۔ مسلمانوں کی طرف نیک گمان کرنا چاہیئے۔
ہندستان کے آدمی عجیب قوم کے شبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بقیہ آئے ضوادل حضرت نے خود پیالہ تھوڑا سا بچا ہوا پانی قاضی صاحب کو عنایت فرمایا کہ پی جاؤ اور اس میں آب زمزم ہے۔

جب حضرت نے رخصت کیا تو کتاب ہدایہ جو ولایت سے نصیج کر کے امراہ لائے تھے

اور اس پر حاشیہ قلم مبارک مولانا برہان الدین مرغینانی ہروی کا تھا اور بعض حاشیہ حضرت محبوب یزدانی نے اپنی طرف سے اس پر لکھا تھا قاضی صاحب کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس راہ کا علم مشکل ہے۔ کم سے کم برادر شہاب الدین کے علم کے برابر ہونا چاہیے۔۔۔

شعر

ایک بتہ ہوتا ہے اہل دل کا دل۔ کشف ہو تبھی پر کسی کامل سے مل
کرامت ۳: جب حضرت محبوب یزدانی کے مرشد نے فرمایا کہ فرزند اشرف تم کو معلوم ہے کہ تمہارے قبر کی جگہ کہاں ہے تم ولایت جو نپور کی طرف جاؤ وہاں ہی اسی جوار میں تمہارا مقام اور جائے قبر ہے۔
 حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو خطہ جو نپور کی طرف بھیجتے ہیں اور مجھ کو اپنے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ کی بات نہیں۔ وہاں ایک شیر بچہ تم کو ملے گا وہی اس شیر کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ جب حضرت محبوب یزدانی نے مقام پٹوہ شریف خانقاہ رشید سے رخصت ہو کر مع حشم و خدم شاہانہ قصد طفر آباد متصل شہر جو نپور میں نزول فرمایا اور مسجد ظفر خاں میں اترے۔ اسباب سفر وہاں ہی رکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہ اونٹ گھوڑے خچر جو تھے۔ ان کو قلندر ران ہمراہی اندر صحن مسجد کے باندھنا شروع کیا۔ اس خبر کو سن کر چند علماء اور طلباء بعض صحن استفسار حاضر خدمت عالی ہوئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرض کریں اسی اثنا میں ایک گھوڑے نے گردن سے اشارہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ گھوڑا الید کرے گا۔ اشارہ کرتا ہے اس کو مسجد کے باہر لے جاؤ۔ پھر ایک اونٹ نے اشارہ کیا۔ فرمایا کہ یہ پیشاب کرے گا اس کو بھی باہر لے جاؤ۔ غرض کہ اسی طرح چند جانوروں نے اشارے کئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے ان لوگوں کی طرف جو حاضر ہوئے تھے متوجہ ہو کر فرمایا یہ جانور پاک ہیں۔ صحن مسجد میں ان کا لانا ممنوع نہیں۔ چون کہ ہمارے جانوران ہمراہی باادب ہیں اپنی حوائج سے خبر کر دیتے ہیں تو ایسے جانوروں کا مسجد میں لانا کیا قباحت ہے۔ ہاں مقتضائے ادب یہ ہے

کہ یہ جانور مسجد میں نہ لائے جائیں۔

معتبرین نام اور پیشیان ہو کر چلے گئے۔ جامع رسالہ ہذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

غزل

دل اہل دل مرآۃ حق مناس ہے جمال ان کا عکس جمال خدا ہے
 ادھر دل میں گندرا دھرب پہ آیا انہیں منجر دل کہیں تو بجا ہے
 بھلا نا قسویا سمجھ سکتے ہو تم یہاں عقل و دانش بھی بے دست و پا ہے
 نظر صاف آتا ہے نور الہی یہ دل ہے کہ آئینہ کبریا ہے
 ولی پر ہے مشکوف اسرار غیبی جو کچھ ہم پر مخفی ہے ان پر کھلا ہے
 نظر ان کے چہرے پر کہ ناعبادت کہ ذات ولی منظم کبریا ہے
 فدا شرفی ان پر سو جال سے رہنا اگر طالب قرب رب العلی ہے

کرامت ۴: اسی مسجد میں حضرت محبوب یزدانی مع خلفائیدان کلمات سر و معرفت الہی بیان فرما رہے تھے کہ دس پانچ آدمی ایک زندہ آدمی کو چار پائی پرٹائے ہوئے اوپر سے چادر اٹھائے لائے اور رو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔

یہ لوگ نقال تھے جس کو ہندی میں بھانڈ کہتے ہیں۔ اس عرض سے زندہ آدمی کو مردہ بنا کر لائے تھے کہ جب حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو آدمی چار پائی پر سے اٹھ کر بھاگے جس سے مضحکہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک خلیفہ سے فرمایا کہ ادائے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ تم جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھا دو سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک نقال نے میت کا وارث بن کر نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دی۔ جب حضرت کے خلیفہ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر اولیٰ اللہ اکبر کر کان تک ادھر ہاتھ اٹھا اور اس کی روح قالب خاکی سے چار تکبیر پڑھ کر پرواز کر گئی۔

بعد اداۓ منہ از جنازہ حضرت کے خلیفہ نے فرمایا کہ میت کو اٹھاؤ اور قبر میں لے جا کر دفن کر دو۔
وہ نقال اس کے اٹھ کر بھاگنے کے منتظر تھے یہاں اس کی روح پرواز کر گئی۔ سب لوگ اپنی اس حماقت پر ششیاں کھتے۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ لیجاؤ اور اسکو سپرد خاک کر دو۔

اشعار

جو ہوا مردانِ حق سے بے ادب مبتلا ہوتا ہے بارِ نوح و تعب
سامنے خاصانِ حق کے اے خدا رکھو ہم کو با ادب اور با صفا
مولوی معنوی نے ہے کہا بے ادب محروم رہتا ہے سدا
پیش مرزاں باش لے دل با ادب بے ادب محروم ماندہ از فضل رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در سہ آفاق زد
بے ادب ہوتا ہے دنیا میں ذلیل با ادب کرتا نہیں کچھ حالِ قلیل
بے ادب کو مت کہو ہرگز عقیل با ادب پاتا ہے راہ سے سبیل
با ادب در گاہِ حق میں تھے خلیل ہو گئے مقبول در گاہِ حلل
اے خدا بحر محمد مصطفیٰ با ادب رکھنا مجھے یا انقا
اشرفی مردانِ حق کا تم مدام رکھنا اپنے دل میں کامل احترام

واللہ اعلم۔ نقالوں کی اس حرکت بد کا باعث کون تھا جس کے سبب سے ان پر غضب الہی آیا۔ ایک زندہ آدمی کو طلاوتِ زندگی سے محرومی ہوئی موت کا نہ ہر قاتل چکنا چٹا۔
حضرت مولانا شیخ محمد کبیر عباسی سرور پوری جو ایک خواب کی بنا پر سرور پور سے ظفر آباد میں حضرت حاجی چراغ ہند کی خدمت میں آئے۔ خواب یہ تھا کہ جس کا سبب یہ پیدا ہوا۔ یعنی جب حضرت مولانا محمد کبیر تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل سے

بیعت حاصل کر کے تکمیل سلوک حاصل کریں۔ شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک صاحب نورانی صورت میانہ قد ریش مبارک کے بال سرخ تشریف لائے ہیں اور مجھ کو مرید کیا۔ شربت پلایا اور روٹی کھلائی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ شوقِ دل طلب سلوک میں حد کو زیادہ بڑھا۔ دل میں سوچنے لگے کہ اس دیار میں صاحب ولایت حضرت حاجی چراغ ہند ہیں... غالباً یہ انجذابِ خواب میں انھیں کی طرف سے ہوا ہوگا۔ اسی خیال سے رواں دواں ظفر آباد پہنچے۔ آپ کے ہمراہ شاگردوں کی بھی ایک جماعت تھی اور وہ سب آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے تھے۔ جب حضرت حاجی چراغ ہند کی صورت دیکھی۔ جو شکل خواب میں نظر آئی تھی وہ نہ پائی۔

قطعہ

بدولت دیدہ چوں دیدار دریافت خیال صورتے کاں دیدہ دریافت
نظر چوں کرد از راہِ بصیرت بمعنی صورتے از غیر دریافت
جناب شیخ کبیر کو بیعت کرنے میں تامل ہوا اس لئے چند روز متفکر اور متامل وہیں ٹھہرے۔ اسی اثنا میں نسیم ولایت جہانگیری عالم میں چلنے لگی اور سبکی خورشید ہدایت چارست میں پھیل گئی۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں مع اصحاب رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ میرے دماغ میں ایک دوست کی خوشبو آتی ہے اور تعجب ہے کہ وہ چلا کیوں نہیں آتا۔ جب حضرت کی شہرت عام طور سے ادنیٰ و اعلیٰ کو پہنچی حضرت شیخ کبیر کو بھی اشتیاق قدم بوسی ہوا کہ شرف دیدار حاصل کروں۔

حضرت محبوب یزدانی بعد اداۓ وظائف صبح اشراق کی نماز پڑھ کر مجمع یاراں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ کبیر حاضر ہوئے۔ دور سے جیسے ہی ان پر نظر پڑی حضرت نے فرمایا کہ وہ یار کہ جس کو میں یاد کر رہا تھا آگیا۔ شیخ کبیر کے آنے سے پہلے خادم کو روٹی اور شربت تیار کرنے کا حکم دے چکے تھے۔

جب شیخ کبیر نے دور سے جمال مبارک دیکھا جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہی نظر

اَللّٰہِ۔ اَیۃ کریمہ اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہَیَّ لِلدِّیۡنِ قَطْرَ السَّمَآوَاتِ وَالْاَرْضِ پڑھتے ہوئے
سردم مبارک پر رکھ دیا اور یہ شعر پڑھا۔

بار درخانہ ما گرد و ہماں می گردم اَب در کوزہ ماتشند لباں می گردم
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے روٹی اور شربت اپنے
ہاتھ سے ان کو کھلایا پلایا۔ بعد شرف ادراک ارادت اور تحصیل سعادت بیعت حضرت
کے اصحاب سے مصافحہ کیا۔ سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

شرف چوں یافت از راہ ارادت ہمہ یاراں مبارکباد کردند
بساط از آمدن ناد و سرخسینے دل از شاہ و پیادہ شاد کردند

اُپ کے مرید ہونے کی خبر جب عام طور سے مشہور ہوئی حضرت حاجی چراغ ہند نے بھی
ان کے مرید ہونے کا قصہ سنایا بات اُپ کے مزاج کے موافق نہ ہوئی کہ ایک آدمی کل میرے
پاس ارادت کے داعیہ کا آیا اور وہاں جا کر مرید ہو گیا اس لئے ہر چند کہ اُپ کے
مناسب حال نہ تھا لیکن بمقتضائے بشريت قدرے مزاج عالی میں تعصب پیدا ہوا اور
تجلی اسم الجلال شیخ کے مرید بن گئی ہوئی۔ فرمایا کہ کبیر جوان مرحلے کے یہاں سے جا کر وہاں
مرید ہو گیا۔

چوں کہ حضرت کبیر فیض نظر کیمیا اثر سے کامل ہو چکے تھے حضرت حاجی چراغ ہند
کا کہنا اُپ پر ظاہر ہو گیا اور حضرت محبوب یزدانی بھی اس حال سے متاثر ہوئے فرمایا
کہ اے فرزند کبیر تم غم نہ کھاؤ کہ کبیر تو بوڑھا ہو گا۔ لیکن جنہوں نے تم کو بد دعا دی ہے تو بھی
ان کو کچھ کہہ۔ جو تم کہو گے وہی ہو گا۔

کمال عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں ان کو کیا کہوں جو کچھ کہ ان کی طرف سے صادر
ہوا ہے انہیں کی طرف لوٹ جائے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جب یہ معائنہ کیا تو فرمایا کہ درویشوں سے یہ بات آسان

ہے۔ مشیت الہی یہی تھی۔ دونوں بزرگوں کی بات اپنی اپنی جگہ پر رہی۔ حضرت کبیر پچیس برس کی
عمر میں ایسے بڑھے ہو گئے جیسے پیر صد سالہ ہوتا ہے اور حضرت شیخ حاجی چراغ ہند کا شیخ
ہدایت شیخ کبیر کے انتقال سے پانچ سال قبل گئی ہو گیا۔

اس مقام پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ولی کی زبان سے جو کچھ نکل جائے دوسرا
ولی اس کو ٹال سکتا ہے۔ مگر حالات مشائخ دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سوائے غوث
کے دوسرا ولی کسی ولی کی زبان کو ٹال نہیں سکتا۔ چوں کہ غوث العالم حضرت محبوب یزدانی
اویسائے روئے زمین کے سردار تھے اس لئے اُپ کے فرمانے سے حضرت کبیر پچیس برس کی
عمر میں بوڑھے ہو گئے۔ اب اگر جوان ہوتے تو اسی وقت مر جاتے۔ اسی لئے اُپ کی حیات
استغذال نے برکت دی کہ حضرت حاجی چراغ ہند ظفر آبادی کے انتقال کے بعد پانچ برس
اور زندہ رہے۔

حضرت محبوب یزدانی جناب غوث پاک قدس سرہ کے حالات تقریباً نقل فرماتے
تھے کہ ابوالمظفر حسن ابن تیم بغدادی سوداگر حضرت شیخ حامد باس قدس سرہ کی خدمت میں
گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے حضرت ایک قافلہ تمام کو جاتا ہے اور میں بھی ساتھ سفر فرماتا
کمال تجارت خرید کر اسی قافلہ کے ساتھ جاتا ہوں۔

شیخ نے فرمایا کہ اگر اس سال تو سفر کرے گا جان سے مارا جائے گا اور مال بھی
تلف ہو گا۔

سوداگر شیخ کی خدمت سے نہایت اندواگیں واپس آیا۔ راستہ میں سیدی اور مولائی
شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ملے۔ یہ جناب غوث پاک کا شروع نماز تھا سوداگر نے عرض
کیا کہ شیخ سے میں نے یہ گزارش کی انھوں نے یہ جواب دیا۔ مجھ کو سخت رنج ہے کہ کیا کروں
اُپ نے فرمایا جا مسافرت کر۔ جان سلامت آئے گا اور مال میں نفع آئے گا۔

وَالضَّعَافُ نِیْ ذَالِکَ عَلٰی۔

سوداگر بموجب ارشاد شام میں گیا اور بڑے منافع سے مال فروخت کیا اور کچھ جواہر
اور سونا خرید کر بمبائی میں رکھ کر کمرے باندھا۔ راستہ میں قضائے حاجت انسانی کے واسطے

ایک سقاوہ ملک شام میں گیا جو حلب میں تھا۔ ہمیشہ زرد و جواہر مکر سے کھول کر سقاوہ کے طاق پر رکھی جب حاجت سے فارغ ہوا ہمیشہ وہیں بھول کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔ نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ میں راستہ میں جا رہا ہوں اور ڈاکوؤں نے ہمارے قافلہ میں لوٹ مچا دی اور مجھ کو پٹے لگے اور میری گردن پر چھری پھیر دی۔ اس خواب کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ کچھ زخم خفیف کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ جب اپنے مال کو تلاش کیا تو کمر میں نہ پایا۔ سقاوہ میں جا کر جستجو کی تو بدستور طاق پر رکھا پایا۔ اس وقت ابن تیم کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ بغداد شریف میں پہلے شیخ حضرت حماد کی قدم بوسی کروں یا حضرت غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوؤں۔

جب بغداد شریف کے بازار میں پہونچا حضرت شیخ حماد باس کو دیکھا۔ ان کے قدم چومنے لگا۔

فرمایا مجھ کو کیا دیکھتا ہے۔ جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر قربان ہو کہ ان کی دعائے تونج گیا۔ انھوں نے ستر بار خدا کی بارگاہ میں تیرے واسطے دعا کی کہ تیرا خون بیداری سے خواب میں بدل گیا۔ اور تیرا کف شدہ مال سقاوہ کے نسیان میں بدل گیا۔ بعض مشائخ نے منقول ہے کہ ستر بار حق تعالیٰ کے دربار میں حضرت غوث پاک نے اس شخص کے لئے دعا کی تھی۔

دعائے غوث میں حق نے اثر بخشا ہے اے بارو دعا سے ان کی تقدیر الہی بدل جاتی ہے وہ راز نہاں ہے جس کو بد مذہب نہ سمجھے گا دعا سے ان کے تقدیر الہی بدل جاتی ہے جب اس قسم کے آثار اور انوار حضرت محبوب یزدانی کے مشہور ہوئے شیخ حاجی چراغ ہند کو اور زیادہ تعصب بڑھا۔

کرامت ۲

ایک دن حضرت محبوب یزدانی مسجد نذر خاں میں بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب حضرت کے حلقہ میں شامل تھے۔ ایک بار حاضرین کو ایسی سخت گرمی معلوم ہوئی کہ جیسے مسجد میں آگ برس رہی ہو۔ ایک دم سب نے سکوت کیا آخر تاب نہ لاسکے۔ سب نے باری باری مسجد سے باہر نکلنا شروع کیا۔ سامنے کوئی باقی نہ رہا

حضرت محبوب یزدانی نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ آتش چراغ سے ہے اس کا بجھا دینا آسان ہے۔ تھوڑی دیر میں سرد ہو جاتا ہے۔ ایک خادم سے فرمایا کہ پانی کا ٹوٹا لاؤ کہ تم لوگوں کی زحمت جاتی رہے۔

بموجب فرمان خادم نے زمین پر پانی گرایا۔ حضرت حاجی صاحب پانی میں غرق ہونے لگے۔ اپنے پر کو یاد کیا اور انھوں نے اپنے پر کو۔ درجہ بدرجہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ روحانیت پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرمان صادر ہوا کہ:-
”تم کو مناسب نہ تھا کہ مہمان کے ساتھ یہ ادائے مخالفت کرو۔ اگر کچھ نہ تھا تو اتنا تو سمجھتے کہ میرا فرزند تھا اس کی رعایت تم کو کرنی چاہیے تھی۔ اب اٹھو اور جاؤ اور ان سے معذرت کرو اور قصور معاف کراؤ۔“

حضرت حاجی چراغ ہند ادھر اپنے گھر سے نکلے ادھر حضرت محبوب یزدانی کے پاس تمام اکابرین کی روحانیاں تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ان کی ولایت میں قیام کرنے کا نہیں ہے۔ تمام روحانیہ اکابر سے آپ نے معذرت کی اور یہ فرمایا کہ درمیان خاندان چشت اور سہروردی جہاں کہ ہیں ایک حد مقرر کی جاتی ہے۔ بس اب درمیان جانبین دریائے گوشتی حد فاصل قرار دی جاتی ہے کہ کوئی اپنی حد سے متجاوز نہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد سے نکل کر حضرت حاجی چراغ ہند کے پاس جانا چاہتے تھے ادھر سے وہ تشریف لاتے تھے۔ راستہ میں دونوں صاحبوں کی ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ ہوا۔

بیت

نہ کورت رہی رہا نہ ملال نہ کوئی گفت گو نہ قیل و قال
پھر حضرت حاجی چراغ ہند نے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور انھیں اپنے گھر لے گئے۔

حضرت محبوب یزدانی ایک دن قصبہ چاندی پور بڑھڑ میں بغرض ادائے نماز جمعہ تشریف لے گئے۔ اس قصبہ ایک ترک تبت ناہد

کرامت ۳

نام عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی یہ کرامت نہایت مشہور تھی کہ اکثر رات کو حجرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ جب لوگ آپ کو تلاش کرتے آپ کو دریائے سرو کے پانی پر مصلیٰ بچھائے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ اسی کرامت کی شہرت سے جو اردو دیار کے آدمی انہ ان کے معتقد تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بھی شیخ زاہد کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ آپ دریا کے درمیان مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی بھی دریا کے اوپر پہنچ کر کھتے ہوئے شیخ زاہد کے مصلیٰ کے پاس پہنچے اور بمقتدار شفقت بزرگانہ ان کی بیٹھ بہت دست شفقت پھرانے لگے۔ اور فرمایا کہ تجھ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو کہ عرفان اور راستگی تم نے اس قدر ہم پہنچائی جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہوتا ہے۔

شیخ زاہد بھی اپنی پیروی اور نہد پر نازاں تھے وہ بھی حضرت محبوب یزدانی کی پشت مبارک پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اور کلمات دعا کہنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی کو ان کی یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ فرمایا کہ ہندستان کے آدمی عجیب گستاخ ہوتے ہیں تھوڑی کرامت میں مغرور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ چند روز میں گم ہوجاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں زاہد غائب ہو گیا۔ کسی نے نہ جانا کہ کیا ہوا، کہاں گیا۔ ان کی قبر کا بھی نشان نہ رہا۔

زبان مبارک سے اس وقت حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تیری قبر گدھوں کی چراگاہ میں ہوگی۔ سنا گیا کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے جب گم ہو جاتے ہیں تو دھوبی اس طرف تلاش کو نکلتے ہیں جدھر زاہد کی قبر بے نشان تھی۔ اور یہ بات بھی زبان مبارک سے نکلی کہ یہ قصبہ بھی آباد ہوگا اور کبھی ویران ہو جائے گا۔ یہ بات انمٹان لی گئی۔

کرامت ۸ قصبہ نظام آباد کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام دوہٹیہا ہے۔ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں آباد تھے۔ اور اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ خود مسلمانوں کی مسجد میں اتارے اور اہل

کے واسطے بیرون مسجد نیچے نصب ہوئے۔ گاؤں چھوٹا تھا اور بازار میں نہ تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے کم ہمتی کی حضرت کی دعوت کا کچھ سامان نہ کیا۔ حضرت کے ہمراہی رات کو بھوکے سو رہے جب صبح ہوئی دوسرے فرقہ ہندو میں سے جو غریب تھا ایک شخص کو معلوم ہوا کہ رات کو فقرائے نے فاقہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آکر نہایت عاجزی کیساتھ عرض کرنے لگا کہ اگر تھوڑی دیر حضرت ٹھہر جائیں تو میں کچھ ناشتہ کا سامان کروں۔ حضرت نے اس کی استدعا قبول کی۔ وہ شخص گیا اس کی صرف ایک گائے تھی اور کچھ اس کے پاس نہ تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لاکر کہا کہ اس کو ذبح کر اگر ہم اہیوں کے واسطے ناشتہ کچھ ایسے اور بڑی کوشش اور تردد سے تمام ہندوؤں نے باہم مل کر دو تین من اٹھائی ٹھہرنا چاہا۔ دودھ وہی گھی مصالحہ بھی لاکر باورچی کو دیا۔

باورچی نے جب کھانا تیار کیا جلد پانچ سو درویشوں کو تقسیم کیا گیا لیکن کھانا کم نہ ہوا۔ کھانے کے بعد ہندو آیا اور ادب سے کنارے کھڑا ہوا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرقہ مسلمان کی دولت ہم نے تجھ کو دی اور تیرے سات بیٹے پیدا ہوں گے۔

تھوڑی ہی مدت میں حضرت کا فرمان ظاہر ہوا۔ جماعت مسلمان بوجہ افلاس لے کے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فائل ۵: فقیر اثرنی جامع رسالہ ہذا جب ضلع اعظم گڑھ اور اطراف قصبہ نظام آباد میں گیا اور اس گاؤں کے ایک زمیندار سے جس کا نام پتئی راؤ تھا ملا اور کیفیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ ابھی تک تو ہم لوگ حضرت کی دعا سے کمال فارغ البالی بسر کرتے تھے مگر اب ہم لوگوں پر ایک خطا کی وجہ سے ادب ادا کرنے لگا۔ وہ یہ کہ جب حضرت محبوب یزدانی ہمارے گاؤں میں ٹھہرے تھے بڑی شاخ سے ایک مسواک کی اور اس کو زمین میں دبایا اور یہ فرمایا کہ یہ ہماری مسواک تمہارے گاؤں میں ہماری نشانی ہے گی چنانچہ اس مسواک سے ایک عظیم الشان بڑا درخت پیدا ہوا اور اس کی شاخوں سے جہاں جہاں ریش زمین تک لٹکی اس میں جڑ ٹنکل آئی۔ بڑھتے بڑھتے یہ درخت بارہ

بیگھا کے حلقے میں پھیل گیا۔ ہماری قوم والے اس درخت کے پتے تک نہیں چھوتے تھے۔ اب ہماری قوم والوں نے اس درخت کی لکڑی کا ٹٹا شروع کی۔ پانچ بیگھا تک کاٹ کر صاف کر دیا اور اس جگہ میں کھیتی کرنے لگے۔ اس وقت وہ درخت سات بیگھا کے حلقے میں موجود ہے۔
یہ واقعہ ۳۲۶ھ میں فقیہ نے اس کی زبان سے سنا۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں سے بڑی غلطی ہوئی جب حضرت نے تم کو گاؤں بخش دیا تو جہاں تک درخت حضرت کی مسواک کی نشانی تھی اس کو نہ کاٹتے۔

اور اعظم گڑھ میں ایک مغیر شخص کی زبانی فقیہ نے سنا کہ اعظم گڑھ کے ایک کبوتر نے تھوڑی زمین موضع دو بیتھائی نیلام کے ذریعے سے خرید کی۔ ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ وہ ایسا تباہ ہوا کہ کہیں اس کے مال و دولت کا پتہ نہ لگا۔

نشان کرامات مردان حق سے لیتے ہیں اہل جہاں سب سبق جو منکر ہے ان کی ولایت کا یار وہ ہوگا جہاں میں ذلیل اور غوار

کرامت ۹ حضرت محبوب یزدانی خطہ جو پور سے چل کر موضع سرس جو اسٹیشن شاہ گنج کے قریب ہے آئے اور وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین سری رہتے تھے۔ صاحب کمالات عالی مقام تھے۔ اس جوار کے آدمی آپ کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے۔ انھوں نے ایک خانقاہ بھی بنائی تھی۔ حضرت محبوب یزدانی جب ان کی خانقاہ میں اٹھ کر کسی قدر حضرت کی خدمت گزاری میں کم تو بھی کی جس سے خاطر نازک میں ملال پیدا ہوا فرمایا کہ جس گاؤں میں ایسے درویش رہتے ہیں آگ کیوں نہیں لگتی۔ زبان مبارک سے یہ بات نکلتا تھی کہ گاؤں میں آگ لگ گئی اور حضور گاؤں سے باہر تشریف لائے۔ تمام گاؤں جل گیا۔ شیخ سری حضرت کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک کوس تک گئے۔ حضرت کے سامنے بہت عاجزی کی اور واپس لائے۔ دو تین گھر جو جلنے سے بچ گئے تھے وہاں ہی حضرت کو ٹھہرایا اور سامان ضیافت کیا۔ تھوڑی دیر میں جب کھانا تیار ہوا اور حضرت کے سامنے دسترخوان بچھایا حضرت کے چہرہ مبارک آثار خوشی ظاہر ہوئی۔ شیخ سری نے بہت کچھ معذرت کی۔

فرمایا کہ یہ امر اتفاقاً حب مری خدا واقع ہوا۔ جس مقام پر آگ لگی ہے وہاں بڑی کوئی

آباد نہ ہو۔ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر آباد ہوں۔
فائل کا : فقیر انٹرنی جامع رسالہ ہذا جب شاہ گنج میں حاجی الہی بخش رئیس کے مکان پر فروکش ہوا۔ موضع سرس وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت شیخ سری کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ آپ کے مزار پر ایک تنگی درخت جمابہ ہے۔ جس کا پھل نہایت شیریں ہوتا ہے اہل دیہات اس کو تبرک لکھاتے ہیں۔

وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ بعد رخصت ہونے حضرت محبوب یزدانی کے حضرت شیخ سری اپنے ٹی کے بدنی کو سات ٹکڑے کر کے سات مقام پر ڈالا۔ اس وقت اسی سات مقام پر موضع مذکور کے سات پورے آباد ہیں۔

ولی اللہ میں شان جلال اللہ ہوتی ہے مگر بد مذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے

کرامت ۱۰ دربار ٹونس کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد تھا۔ مکانات اور عمارت اس میں ایسے تھے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا گذر مع قلندر ان ہمراہی متصل بازار قصبہ نزول ہوا۔ ہمراہیان حضرت ہر گوشہ میں لکڑی برتن جنس کی جستجو میں نکلے۔ بازار میں ایک شخص نے آپ کے ہمراہی قلندروں سے سخت گفتگو کی۔ باہم مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت کے ہمراہی قلندر کے منہ سے چوٹ کھا کر خون نکل آیا۔ جب نظر مبارک حضرت محبوب یزدانی کی اس فقیہ کے منہ پر پڑی جنگ وجدل کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ واقعی حال تھا فقیہ نے خدمت عالی میں عرض کر دیا۔

فرمایا سبحان اللہ جس مقام میں فقیہ کے منہ سے خون نکلا جائے تعجب ہے کہ وہ مقام آباد رہے۔ تھوڑے دنوں میں حضرت کا فرمان ظاہر ہو گیا اور وہ قصبہ ویران ہو گیا۔

اشعار

مولوی معنوی نے کہا شیخ کا فرمان ہے فرمان خدا
کان دعائے شیخ نے چوں ہر دعاء فانی است لغت او گفت خداست

کرامت ۱۱

حضرت محبوب یزدانی نے جس وقت برادرہ سفر کن تشریف لے جاتے تھے۔ اشارہ میں بمقام کاپی ٹھہرے حضرت کے ہمراہیان کو وہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ عرض کیا کہ حضور چند روز یہاں ٹھہر کر آرام لیجئے۔ حضرت نے ان عزیزوں کی خاطر سے چند روز قیام فرمایا۔ آپ کے اصحاب خصوصیت آپ میں ایک شخص کو رعوت پیدا ہوئی اور ان سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہوا۔ حضرت نے فرمایا اس نواحی کی عجیب آب و تاب ہے کہ ایسے معتقد اور مخلص سے ایسا فعل سرزد ہو جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہو۔ اس کے بعد زبان مبارک سے نکل گیا کہ جو کوئی اس زمین میں رہے گا اپنے بادشاہ سے بغاوت کرے گا۔

قطع

کرمے مرید خطا آئے سپہر کو جو جلال کہیں جہاں یہ خطا کی وہاں پہ آئے زوال سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ اس میں تھا کیا راز اسے وہ جانے جو ہووے جہاں میل ہل کمال حضرت محبوب یزدانی سفر کن سے لوٹ کر بہ نواحی احمد آباد گجرات قصبہ دمرق میں قیام فرمایا۔ وہاں کی آب و ہوا پسند خاطر ہوئی چند روز قیام فرمایا۔ اس قصبہ کے رہنے والوں میں سے کسی نے حضرت محبوب یزدانی کی نسبت کوئی بات نامناسب کہی۔ جب حضور کے گوش مبارک تک یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ جس مقام پر ایسے آدمی رہتے ہوں تعجب ہے کہ یہاں ہر مہینہ میں آگ کیوں نہیں لگتی یہ بات زبان ملک سے نکلنا تھی کہ قصبہ میں آگ لگ گئی اور سارا قصبہ جل گیا۔ پھر تو ہر مہینہ میں آگ لگنے کا معمول ہو گیا وہاں کے آدمیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو سکونت کے واسطے پتھر کے مکان بنانے لگے۔

دلی اللہ بے شک مظہر شان الہی ہیں جو ان کے مزے سے نکلے عین فرمان خدائی ہیں اس سفر میں حضرت کا نزول قصبہ کوٹلی میں ہوا۔ وہاں ہر سال دریا کی طغیانی سے لوگوں کی کھیتیاں خراب ہو جاتی تھیں مخصوص اس سال میں جب حضرت تشریف لے گئے ہیں دریا کی طغیانی حد سے زیادہ ہوئی۔ وہاں کے

مسلمانوں نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ ہم لوگ کاشت کار ہیں۔ ہماری کھیتی کا طغیانی دریا سے بہت نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا تنہاری کس قدر اراضی غرق آب ہوتی ہے۔ عرض کیا ایک ہزار جریب یا کچھ زیادہ۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک پارہ کاغذ طلب کیا اور اس پر دست مبارک سے لکھا اے آب دریا! عبداللہ اشرف سمنانی کی طرف سے تجھ کو معلوم ہو کہ اگر تیری طغیانی حکم خدا سے ہے چاہیے کہ حکم خدا جہاں تک حد مقرر کی جائے اس سے آگے تجاوز نہ کرنا۔ حضور کے ایک خادم نے وہ رفیعہ جا کر دریا میں ڈال دیا اور حد پر نشان لگا دیا اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے یہاں سے آگے نہ بڑھنا اور ان حدود پر لکڑی یا پتھر نشان کے لئے گاڑ دیا۔

تیری دریا دلی پرگو ہر جاں ہم کرب قرباں تو ہی ہے بحر لاساغل فدا تجھ پر جن و انساں تمامی بحر و بر میں تیرے ہی احکام جاری ہیں جدھر دیکھو نظر آتے ہیں سائے تابع و فرماں پیر علی بیگ ایک مہم کے واسطے شکر لئے جاتا تھا۔ حضرت سے درخواست دعا کی۔ آپ کی دعا سے اس کو فتح حاصل ہوئی۔

کرامت ۱۲

جب بعد فتح پیر علی بیگ واپس آیا اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا۔ اس نے نہایت حرمت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہنچے ہوں گے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

حضرت نے فرمایا آؤ۔

وہ شخص آیا۔

حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ۔

بغور اس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور مناسک حج ادا کی اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا۔ اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہنچا دیتا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی کو وہاں دیکھا۔ قدموں پر گر پڑا۔
فرمایا کہ جاؤ۔
سراٹھایا تو اپنے گھر وطن میں موجود تھا۔ سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقہ ہے۔

نظم

شرف حج سے مشرف ہوا کعبہ میں جا دم میں حضرت کے تصرف سے وہاں جا پہنچا
وہ تو تھا خانہ خراب کا، تھی تما جس کی یہ اگر چاہتے کرتے اسے واسل بخدا
حضرت محبوب یزدانی جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحا سیر کو چلے گئے۔ ایک باغیچہ میں گذر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا۔ اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مرتبہ دیکھا گیا۔
حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔

ایک شخص نے کہا ذرا بت خانہ کے اندر جا کر دیکھو جو نگار خانہ چین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہیں۔

سب لوگ بت خانہ میں دیکھنے گئے۔ مولانا گلشنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانہ میں گئے ایک عورت کی تصویر حسین مرتبہ حسین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے۔ بت کا ہاتھ کپڑا لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

ہر چند یاران محبت نے نصیحت کی ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حضرت مولانا دوم فرماتے ہیں :-

عاشقی پیداست از ناری دل نیست بیماری چوں بیماری دل
حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و حیا سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب و دانہ اس بت ناز میں کا ہاتھ کپڑے ہوئے کھڑے

ہے۔ جب اس حالت پر عرصہ گذر گیا حضرت محبوب یزدانی کے خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی۔

فرمایا میں خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا۔ جب تشریف لے گئے بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے۔ جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلشنی پر پڑی۔ عجیب حالت بیخودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمہ عشق سے نہ ہو۔

مولانا کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر اس صورت سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سبحان اللہ سبحان اللہ بلند کیا اور کہا کہ مردوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلا دیتے تھے۔ حضرت کی یہ کرامت اعجاز عیسوی کی نظر ہے۔

قطعہ

اعجازِ سما سے توحی اٹھتے تھے مرنے بت سنگین کو جلا دیتے ہیں کیسے
خاصانِ خدا کی ہے عجب شانِ نرالی یہ طرفہ کلامت دکھائیے ہیں کیسے
حضرت محبوب یزدانی نے مولانا گلشنی کا نکاح اس بت ناز میں سے کر دیا اور ولایت گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرت مولانا نظام الدین مینی جامع لفظ لطف اثر فی فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوئی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گرہ پتھر کی پیدا نشی ہوتی تھی۔ یہ علامتِ سلِ مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

قطعہ

زبان اولیاء اللہ میں تاثیر کامل ہے جو یہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہوا ساں انکو مشکل ہے
ہم ان پر جان و دل قرباں کریں یہ شرم آتی ہے کہ میری جان کیا ہے کس حقیقت کا مراد ہے

کرامت ۱۸

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محبوب الہی کے سچے عاشقوں میں سے تھے جن کا لقب سلطان الشعراء تھا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ احمد خلیل بھی ملک سنواری کے تاجدار تھے۔ آپ کے ایک صاحبزادے نہایت کند ذہن تھے۔ ہر چندان کی تعلیم میں کوشش کی مگر ان کی طبیعت میں شعر گوئی کی قابلیت نہیں پیدا ہوئی۔ جب حضرت شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کی ضیافت مع جلد مشائخ شہر کے کھانا کھانے کے بعد حضرت شیخ احمد خلیل نے اپنے بیٹے کو حضرت محبوب یزدانی کے سامنے حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ لڑکا نہایت کند ذہن ہے۔ ہر چند اس کی تعلیم میں کوشش کی مگر ذرا بھی قابلیت اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ حضور کی تاثیر نظر کا امیدوار ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی تھوڑی دیر خاموش رہے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر اثر حالت نمایاں ہوا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کند ذہن کون کہتا ہے۔ یہ تو باپ سے بڑھکر قابل نظر آتا ہے یہ بات زبان مبارک سے فرماتا تھا کہ اس لڑکے کو قابلیت شاعری پیدا ہو گئی۔ اہل مجلس کو اس لڑکے کی باتوں سے ثابت ہو گیا کہ اب یہ لائق و فائق ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب شعر و سخن کہنا تمہاری میراث خاندانی ہے۔ تم شعریوں نہیں کہتے۔ اسی وقت یہ قطعہ صاحبزادہ نے تصنیف کر کے پیش کیا۔

قطعہ

آفریں بر خلیق طبع کز دو گوہر انگیز و جوہر افشانیم
اثر تربیت بود کز دو ہم سخن گویم و سخن دانیم
اہل مجلس سے ایک شور حسین بلند ہوا شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس لڑکے نے یہ قطعہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا۔

قطعہ

زہ نصیب زمانہ کہ مردہ طبعے را حیات شعر بہ بخشید وہم رواں گوئی

چوں آب خضر کہ از ظلمت طبیعت او روانہ کرد بہر سو رواں رواں گوئی
یہ قطعہ بھی اسی وقت جربہ حضرت کی مناقب میں اس لڑکے نے کہا تھا۔

کرامت ۱۹

حضرت محبوب یزدانی جب روم میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص آپ کی مخالفت کرتا تھا۔ پس پشت آپ کی غیبت کرتا تھا۔ جب آپ کی مجلس میں آیا تو حضرت شیخ قطب الدین رومی نے اس کی نسبت حکایت فرمائی کہ کل رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین کی طرف ہاتھ میں پھاڑوا لئے ہوئے پکار رہے ہیں ”دور رہنا دور رہنا“ اور زمین کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور اس شخص کے گھر جاتے ہیں جس نے حضرت محبوب یزدانی کی غیبت کی ہے اور آپ سے انکار رکھتا ہے۔ اور اس لئے جاتے ہیں کہ اس کے ایمان کی جڑ کو زمین اسلام سے کھود کر بھینک دیں اور اس کی حیات کی جڑ کو دنیا سے کاٹ دیں۔ مولانا روم نے انشوی میں فرمایا ہے :-

ثنوی

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنے پا کاں برد
ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب اہل دل نفس
تیغ براں ست کا نفاس دروں از دروں براں بر آید تا بروں
پیش این الماس بے سپر میا کز بریدن تیغ را بنود حیا
حضرت محبوب یزدانی سفر گلبرگ سے لوٹ کر احمد آباد گجرات میں باپس خاطر بعض احباب مثل حضرت شیخ مبارک و شیخ الاسلام کے ٹھہرے اور مع دیگر احباب چند روز حضرت نے وہاں قیام فرمایا۔

کرامت ۱۹

ایک روز حضرت محبوب یزدانی بعد از چاشت آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ السلام و حضرت شیخ مبارک اور دیگر چند اعزہ کے درمیان ایک مسئلہ توحید میں اختلاف پڑا۔ جانہیں

سے دلائل اور براہین پیش ہوتے تھے مگر قول فیصل نہیں ہوتا تھا۔ آخر یہ بات قرار پائی کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ حل کرنا چاہیے۔

قطع

پیش آئے کسی کو کب مشکل
جب ہو مشکل کشائے صاحبِ دل
کیا غرض کوئی غیر سے پوچھے
جب ہو موجود مرشدِ کامل
ہر ایک احباب اپنی مشکل حل کرانے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کو خواب میں آرام فرماتے دیکھا سب لوگ انتظار میں خاموش بیٹھ گئے کہ جب حضرت بیدار ہوں گے حضرت سے مسئلہ حل کیا جائے گا۔
حضرات ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ دفعتاً محبوب یزدانی کے ہاتھ کی چھنگلیاں کو جنبش ہوئی اور اس مشکل مسئلہ کو اپنی تقریر دل پذیر سے بترج تمام حل کر دیا۔ سب لوگوں کو تسکین ہو گئی اور حضرت کو خواب سے بیدار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شعر

لکھلا یہ راز ہم پر ثم وجہ اللہ کی آیت سے
ولی کا جسم سارا منظر شانِ حقِ رالی ہے
علاجِ قطرہ دریا میں تو پھر دریا بنا قطرہ
وہی سمجھے گا اس کو جس کے دلبیں کچھ صفائی ہے
حضرت محبوب یزدانی جب روم میں مقیم تھے شیخ الاسلام روم
کرامت منہ کے دل میں خدام والا کی طرف سے مخالفانہ خیال پیدا ہوا اور پس
پشتِ حضور پیکرِ چینی کی رکاب حضرت اقدس کے ہمراہیاں سے کوئی بات خلافِ شریعت
نہیں سرزد ہوئی تھی مگر وہ لوگوں سے یہی بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص سے ایسی اور ایسی
بانیں صادر ہوئیں۔ اکثر اس قسم کی غیبت کی مجلسیں قائم کیں۔ حضرت کے بعض معتقد لوگ اس خبر
کو گوشِ مبارک تک پہنچاتے تھے مگر حضور یہی فرماتے تھے کہ خیر کہنے دو بہت جلد تنبیہ
ہو جائے گی۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی نماز فجر پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ اچانک
شیخ الاسلام ننگے سر آئے اور معافی مانگتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا۔
حضور نے فرمایا کہ یہ تو بناؤ کہ یہ تمہاری معذرت کس سبب سے ہے۔

عرض کیا حضور پہلے معاف فرمادیں اس کے بعد مجھ پر جو گندرا ہے عرض کروں۔ مجھ
پر وہ گندرا ہے کہ خدا نے کسی مخلوق پر گندرا ہے۔ میں اپنے کوٹھے پر بٹھا اور جاگ رہا تھا۔
کوٹھا ایسا تھا کہ جس میں چوٹی کا بھی گندرا نہ تھا۔ یکایک دس آدمی ننگی تلواریں نکلے پہنچے
اور میری نسبت کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو میرے سید اشرف جہانگیر کی غیبت کرتا ہے۔ ابھی
اس کا سر تن سے جدا کروں گا۔ مجھ کو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے مجھ کو ذبح
کیا چاہتے تھے کہ اسی وقت ایک سفید داڑھی والے بزرگ ایک طرف سے آئے اور مجھ
کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ہزاروں خوشامدی کر کے چھڑایا اور فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں
کیوں کہ اس کے گناہ کی معافی میں نے حضرت سید سے مانگ لی ہے۔

وہ لوگ چلے گئے تب وہ بزرگ مجھ پر بگڑے کہ مردانِ خدا کے متعلق ہرگز ہرگز نہ چینی
نہیں کرنا چاہیے۔ فوراً جاؤ اور حضرت کے قدم پاک کو اپنا سرتاج بناؤ۔ میں نے تمہاری خطا کی
معافی حضور سے مانگ لی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کثیر ادا و ادم دبا خدا تھا۔ یہ اسی کی
روحانیہ دیکھی گئی ہے جس نے تیری سفارش کی۔ ابھی کسی درویش کے خلاف خیال نہ کرنا۔۔۔

مثنوی

چاہتا پردہ دری ہے جب خدا
طعنہ پاکاں ہیں کرتے بر ملا
ننگے تیں یاں تیغ فولادی سے تیز
گر نہیں رکھتا سپر کربا اگر یز
بے سپر اس تیغ کے اگے نہ آ
کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا
حضرت محبوب یزدانی نے حضراتِ خلفائے راشدین کے مناقب
میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا جس میں حضرت مولا علی مرتضیٰ

کرامت ۲۱

یہی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کسی قدر زیادہ تھے۔ کم استعداد علماء کا گمان آپ پر فیضی کا ہوتا تھا۔ جب حضرت محبوب یزدانی جانب بنگالہ سے بعد ملازمت حضرت قدوة الابرار وزبدۃ الامرار حضرت شیخ عطار راجی والدین گنج نبات قدس سترے واپس ہو کر انفاقاً قصبہ محمد آباد کہنے میں نزول فرمایا۔ بیرون قصبہ ایک باغ میں حضور کے خیمے کھڑے ہوئے۔ علمائے قصبہ آپ کی ملازمت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ذکر مناقب خلائے راشدین درمیان میں آیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے مطابق عقیقت اندہ امت و جماعت فضائل خلفائے راشدین بیان فرمائے۔ سب نے آفریں اور تحسین کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیر نے بھی مناقب خلفائے راشدین میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کی خواہش ہو تو دکھلاؤں۔

سب نے کمال شوق سے اسناد عالی۔

مولانا بابا حسین حافظ کتب خانہ سے رسالہ مذکور منگوا یا۔ قاضی سید ظہیر الدین احمد اور بہت سے علماء مطالعہ رسالہ ہذا میں بغور تمام مشغول تھے اور حضرت محبوب یزدانی کی تشریف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب قاضی احمد تھے جو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر عرض ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی سے بحث کرنے لگے۔ حضرت نے جواب باصواب دئے۔ مگر اپنی نفسانیت سے زمانے۔ دیگر علماء ہر ایسی بھی ان کے کلام کی تائید کرنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت محبوب یزدانی کی غلطی اور خطا پر استغفار کھنچا جاتے تھے۔ اور یہ ارادہ رکھتے تھے کہ کل بعد اوائے نماز جمعہ جامع مسجد میں استغفار کے مطابق ملازمان عالی سے تعرض کریں۔ اس خبر سے حضرت کو کسی قدر تردد ہوا۔

دوسرے دن جب جمعہ کا وقت قریب پہنچا اس قدر زور سے بارش بکرت ہوئی گو یا طوفان نوح کا نمونہ تھا۔ سکنائے قصبہ کے گھروں میں سیلاب پہنچ گیا۔ کوئی جامع مسجد میں نہ آسکا اور اس گروہ کی جمعیت میں تفرقہ پڑا۔

مولانا سید جان ایک بڑے فاضل اور سرآمد فضلاء زمانہ تھے۔ انھوں نے شب

کو خواب میں دیکھا کہ اشرف جہانگیر ایسا شخص نہیں ہے جیسا تم نے خیال کیا ہے اور تم اس کے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے۔ اگر اپنے دونوں جہاں کی نیریت چاہتے ہو تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرو اور معافی چاہو۔

صبح کو جب بیدار ہوئے اپنی بیوی سے جو نہایت صالحہ تھی اپنا خواب بیان کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بیان کروں مگر آپ نے سبقت کی۔ اب مناسب یہی ہے کہ حضرت کی خدمت میں جاؤ اور معذرت کرو۔ خبردار خبردار شیروں کے مقابلہ میں جانا غفلتوں کے خلاف ہے۔

اشعار

نہیں اچھے لوگوں کو ہرگز پسند کریں بن میں شیردوں کے خیمے بند
مقابل ہوا شیر کے جو ذلیل ہوا کہ وہ جاں بر مرا بے دلیل
اور جو لوگ حضرت سے مقابلہ کرتے ہیں آپ ان سے علاحدہ ہو کر حضرت محبوب یزدانی کی طرف ہو جائیں۔ شاید اس خواب کی تعبیر جو میں نے دیکھا تھا ان بزرگ سے ظاہر ہو۔
یعنی ”کچھ دن ہوئے کہ آپ کی بیوی نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک سید بزرگ جامع فضائل و کمالات یہاں تشریف لائے ہیں اور میں ان کی زیارت کو گئی۔ انھوں نے مجھ کو چپرا آم عنایت کئے۔“

بیوی کی بات مولانا سید خاں کے دل میں جم گئی اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنے خاطر مبارک کچھ تردد نہ فرمائیں۔ ان لوگوں کا جواب یہاں دوں گا۔

آپ کے چہرہ مبارک پر آثار فرحت ظاہر ہوئے۔ فرمایا کہ اے عزیز! فقیر تو جواب باصواب دیتا ہے لیکن اپنی نا انصافی سے وہ لوگ قبول نہیں کرتے۔
عرض کیا کہ اس خادم مخلص نے ایک دوسری تدبیر سوچی ہے۔
حضرت محبوب یزدانی نے خوش ہو کر آم کے چار پھل ان کو عنایت کئے اور فرمایا کہ تم

کو چار بیٹے مبارک ہوں۔ ایک کا نام طاہر، دوسرے کا نام مہر اور تیسرے کا نام طیب، اور چوتھے کا نام محمد رکھنا۔ یہ چاروں عالم اور فاضل ہوں گے۔

جب دوسرا جمعہ آیا تو جملہ علمائے جو مسجد میں حاضر تھے مولانا سید خاں کے سامنے استغفار پیش کیا۔ استغفار پڑھ کر مولانا سید خاں نے فرمایا تم لوگوں کا اعتراف خطا کا بہ سبب مناقب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو کچھ حضرت نے زیادہ لکھے ہیں یا اور کچھ سب نے تسلیم کیا۔

مولانا سید خاں نے کہا میرے سید اگر مناقب مولانا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ لکھے تو قابل اعتراف ہے۔ مگر کوئی سید اگر اپنے ماں باپ کی تعریف غلو سے کرے تو کچھ ڈر نہیں ہے۔

علمائے کرام کہ اپنے کہنے کے مطابق کوئی روایت دکھلائیے۔

مولانا نے کتاب جامع علوم سے نقل کیا :- الناس انباء الدنیا والایلام الرجل علی حب البویہ بسدحھا۔

اس بات کے سننے سے ہر ایک خاموش ہو گیا مہجوب فرمان الہی جاء الحق وزهق الباطل تمام علماء خدمت عالی میں عذر و معذرت کرنے لگے مگر اب کیا فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان علماء کے حق میں دعا خیر کی کہ حق تعالیٰ تم کو اور فاضل جمیل الدین اور ان کی اولاد کو ہر زمانہ میں فضل و کمال عطا فرمائے۔

کیا اچھے نصیب مولانا سید خاں کے تھے جو حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں باخلاص حاضر ہوئے اور آپ کی دعا سے ان کو چار اولادیں نصیب ہوئیں۔ چاروں لڑکے سرفراز علماء زمانہ ہوئے۔ فقیر جامع رسالہ ہذا جب محمد آباد گوہرہ میں پہونچا عجیب حالت دیکھی کہ وہ عایشان جامع مسجد کے حوالی میں بالکل حضرات اہل تشیع کی آبادی ہے۔ اندر مسجد تمام تعزیر بھرے ہوئے تھے۔ صحن مسجد میں گھاس جی ہوئی تھی۔ اس صحن شکستہ پر فقیر نے مصلیٰ بچھا کر نماز عہر ادا کی۔ قصبہ ہذا کے کنارے ایک گروہ شیخ زادوں کا لکان سنی مذہب ہے مع چند سادات آباد ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ یہی لوگ مولانا سید خاں کی نسل سے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے اے دوستو کہ مسجد جو تھی تعزیر خستہ ہوئی

کرامت ۲۲

حضرت محبوب یزدانی کا معمول تھا کہ نماز جمعہ سفر و حضر میں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے جب تک کہ استاذ روح آباد میں جامع مسجد تیار نہیں کی تھی بمقام قصبہ سمجھولی جو استاذ روح آباد سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا نماز پڑھنے جاتے تھے۔ اس قصبہ میں علماء کثرت سے رہتے تھے۔ بعد اداے نماز جمعہ وہاں کے ملاؤں اور طلبہ میں سے ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں مسئلہ علم کلام پیش کیا کہ بندہ اختیار رکھتا ہے کہ بے اختیار ہے۔ اور تیسری بات درمیان میں نہیں۔ اگر اختیار کہیں تو قدر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیار کہیں تو جبریہ ہوتے ہیں۔ پس مذہب درمیان جبر اور قدر کے جو کہا ہے وہ کیا ہے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مسئلہ اگلے علماء کو بھی مشکل تھا۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اختیار ظاہری ہے اور جبر معنوی ہے۔ جیسا کہ مقدمہ یزدوی میں حضرت امام فخر الاسلام نے فرمایا ہے اختیار بالصورة وجبر بالمعنی۔

وہ طالب علم اپنے غرور علم سے دلائل نامعقول پیش کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی کے کلام کو نہ سمجھا۔ اس کی مراد اپنی علمی قابلیت ظاہر کرنا تھی اور اس کی بعض باتوں سے حد کی بو آتی تھی۔ حضرت نے ہر بات کا جواب دیا یہاں تک دلائل اور بحث کطوالت ہوئی کہ اس کوئی کلمہ خلاف ادب ظاہر ہوا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے چہرہ مبارک پر تجلی اسم القہار ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ ابھی تیری زبان کام کر رہی ہے۔

یہ فرماتے ہی اس کی زبان اس کے منہ سے لٹک پڑی پھر بات کرنے کی طاقت نہ رہی۔ تمام حاضرین مجلس اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت میں تھے اور حضرت کے سامنے معذرت کر رہے تھے۔ اس طالب علم کی ماں ایک عزیز بڑھیا تھی۔ اس خبر کو سن کر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نہایت عاجزی و احتیاج سے رورور کر عرض کرنے لگی۔ حضرت میرے یہی ایک لڑکا ہے۔ اور ہندی زبان میں وہ عرض کرنے لگی: یا میرا پوتہ بھیک دے۔

جب اس کی الحاح و زاری سے زیادہ گزری تو فرمایا کہ تیر نشانہ پر پہنچا ہوا واپس نہیں آئے۔ لیکن اس کی زبان اس کے منہ کے اندر آجائے گی مگر آثار لکنت اس کی زبان سے نہ جائے گا۔ بلکہ اس کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی ہلکی پیدا ہوگی اور کوئی عالم اس قصبہ میں زندہ نہ رہے گا۔ مولانا نظام الدین جامع لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ بعد چند مدت کے میں اس قصبہ میں گیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بے ادب مر گیا۔ اس کا ایک لڑکا موجود ہے اس کی زبان میں لکنت ہے۔ اور جو قصبہ علماء و فضلاء سے بھرا ہوا تھا ویران ہو گیا۔ بعض علماء مر گئے اور بعض کا علم فراموش ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر شخص کو بزرگان دین کی خدمت میں باادب رکھے۔

شعر

دروہا حبان حق کی شان جبروت بجلالت
رہے گرا باادب بچ جاؤ گے ہر ایک آفت سے

کرامت ۳۳۳ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کا گذر بازار دہلی میں ہوا۔ آپ عالم کیف میں تھے۔ سامنے سے ایک ست ہاتھی زنجیروں میں بندھا ہوا۔ اور پانچ مادہ فیل پر فیل بان بیٹھے ہوئے اس کے گرد تھے اور برچی اور گرجبان سے ست ہاتھی کو مار مار کر چلا رہے تھے۔ حضرت عالم کیف میں ہاتھی کے سامنے چلے جاتے تھے۔ فیل بانوں نے شور مچایا مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔ حضرت کے ہمراہیوں پر عجب خوف کی حالت پیدا ہوئی یہ جرات نہ تھی کہ حضرت سے عرض کرتے۔ بازار والوں نے ہائے ہائے کر کے شور مچایا یہاں تک کہ حضرت ہاتھی کے پاس پہنچ گئے۔ اسی طرح عالم کیف میں چلے جاتے تھے۔ ہاتھی نے ذرا بھی آپ کی طرف رخ نہ کیا اور آپ بے باک چلے گئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر اہل بازار اور شہر والے متحیر ہو گئے۔

قطرہ

میں ایسا ہوں غریب بحر وحدت
تصور میں تیرے ایسا ہوں ڈوبا

سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
بخر عالم و آدم کی نہیں ہے

کرامت ۳۳۴

حضرت محبوب یزدانی فضائل و کمالات شیخ نجم الدین کبریٰ فرماتے تھے کہ ان کی نگاہ تصرف سے کتا ولی ہو گیا تھا۔ حضرت کے خلیفہ قاضی فیض الدین کے دل میں خطرہ گذرا کہ آیا اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا ولی ہو گا کہ جس کی تاثیر نظر سے جانور ولی ہو جائیں۔

حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ ہنس کر فرمایا کہ بیشیہ اس عالم میں کوئی ہو۔

ہیبت

نہ فیروں کو سمجھنا کبھی نظروں میں خار
کیا خبر تجھ کو اس گرد میں کوئی سوار

حضرت کے مرید کمال جوگی کے یہاں ایک بی بی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی حضرت محبوب یزدانی کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی۔ فرمایا کہ کمال جوگی کی بی بی کہاں ہے میرے سامنے لاؤ۔

جس وقت اس بی بی کو حضرت کے سامنے لائے۔ حضرت محبوب یزدانی کچھ اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ کہتے کہتے ایک حالت گرم پر جوش طاری ہو گئی اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ حاضرین پر ایک ہیبت چھا گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور کے قلب مبارک سے رنج پرواز کیا جا رہی ہے۔ کمال جوگی کی بی بی کان لگا کر حضرت کے کلمات معرفت کو سن رہی تھی یہاں تک کہ اس کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے قد آدم اچھل گئی اور خود رفتہ ہو گئی۔ ایک پہر تک بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش میں آئی حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر بوسہ دینے لگی اور آپ کے گرد طواف کرنے لگی۔ اس کے بعد جب حضور کچھ کلام معرفت بیان فرماتے حضور کی مجلس میں آکر بیٹھتی اور سنتی اور جب کوئی مہمان خالقاہ عالی میں آتے تو ان کی تعداد کے موافق آواز دیتی۔ اور چچی اسی قدر مہمانوں کا کھانا پکانا اور بی بی گربہ کو بافت اعدہ دسترخوان بچھا کر ہر قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔ کبھی حضرت محبوب یزدانی اگر کسی اصحاب کو بلا نا چاہتے تو بی بی سے فرمایا جیتے۔ وہ ان کے مکان پر جا کر آواز دیتی۔ وہ سمجھ جاتے کہ حضرت نے بلا لیا ہے۔

ایک دن حضور کی خالقاہ میں جماعت درویشان مسافر آئی۔ بی بی نے بجا دینے کے بعد درویشوں کے موافق آواز دی۔ مگر کھانا بھیجنے کے وقت ایک شخص زیادہ نکلا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بی بی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج بی بی نے کیوں کر خطا کی۔ اور ایک ہمان زیادہ کی خبر نہیں کی۔

بی بی فوراً باہر گئی ان ہمانوں کی جماعت میں پہنچی۔ ہر شخص کو منگھتی تھی اور چھوڑ دیتی تھی۔ ایک شخص اس جماعت کا سر حلقہ تھا جب اس کو منگھا تو اس کے زانوں پر جاتی بھی اور پیشاب کر دیا حضرت محبوب یزدانی نے جب معائنہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ غریب بی بی کا کچھ قصور نہیں۔ یہ مرد بے گناہ تھا۔ ڈور ویش کھڑا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کرنے لگا کہ بارگاہِ بریں سے میں مذہب و ہر یہ رکھتا ہوں اور مسلمانوں کے لباس میں رہتا ہوں اور بزرگوں کی تلقینوں میں پھرتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرا نفاق ظاہر کرے تو میں اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں۔ آج حضرت کی بی بی نے مجھ کو پہچان لیا۔ اسی توبہ کرتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں۔

سمان اللہ! کیا فضل و کمال حق تعالیٰ نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمایا تھا کہ جس کی تاثیر نظر سے بی بی ولی ہو گئی تھی اور حق و باطل میں فرق کر دیتی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اس دہریہ کو کلمہ پڑھا کہ مسلمان کیا اس کے بعد اس کو ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رکھا۔ جب تصفیہ باطن میں کامل ہو گیا تو تاجِ خلافت دے کر بندگانِ خدا کی ہڈا کے واسطے شہرِ استنبول بھیج دیا۔ بعد وصال حضرت محبوب یزدانی کے چند سال بی بی گریہ حضرت نور العین صاحب سجادہ مجدد و زادہ کی خدمت میں رہی۔

ایک دن باورچی خانہ میں دیگ میں دودھ گرم ہو رہا تھا اس کی بھاپ جو چھت تک پہنچی ایک کالا سانپ دیگ میں گر گیا۔ باورچی کو اس کی خبر نہ تھی۔ بی بی گریہ بار بار دیگ کے کنارے پھر کر اشارہ کرتی۔ باورچی کہتا کہ جب دودھ نہ تیار ہو گا تب کھوٹے گا تو کیوں گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ باورچی نے بی بی کی گریہ کو سمجھ کر دیا اور سمجھی کہ باورچی میرا اشارہ نہیں سمجھتا۔ اگر یہ دودھ نفقہ میں تقسیم ہو گا اس کے زہر سے لوگوں کی ہلاکت ہوگی۔ اس لئے ایک مرتبہ کو در دیگ میں جا گری او شہیدِ محبت ہو گئیں۔ جب دودھ پھینکا گیا کالا سانپ نکلا۔

حضرت نور العین نے کہا کہ اس غریب بی بی نے اپنی جان فقیروں پر قربان کر دی۔ اس کو ایک قبر کے اندر دفن کرو اور اس کا روضہ تیار کر دو۔

چنانچہ مزار بی بی گریہ استنامہ عالیہ سے پورب جانب مقام دارالامان میں موجود ہے۔ ان کی مزار پر یہ تصرف ہے کہ اگر کسی کو جن یا شیطان تائے اور بی بی گریہ کے مزار پر جائے تو وہ آسیب زدہ چیتا ہے اور شور کرتا ہے کہ بی بی گریہ مجھ پر پنجرہ مارتی ہیں۔ میں توبہ کرتا ہوں اب پھر اس آدمی کو نہ تباؤں گا۔

رباعی

جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہو نثار
جیواں کو تیسے رفیقین سے وہ مرتبہ ملا اس کو فرشتے دیکھتے ہیں باخوبی نصرت

کرامت ۲۵

حضرت محبوب یزدانی بارادہ سفر حج روانہ ہوئے۔ حضور کے خدام مصاحبین جیسے حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالوفاء خوارزمی اور حضرت خواجہ ابوالکلام اور شیخ الاسلام اور بابا حسین اور غلغلہ تریکی اور حضرت نظام الدین عیسیٰ جامع لطائف انشرفی حضور کے ہمراہ تھے۔ بندر گاہ روم میں جب جہاز پر بیٹھے کسی قدر دریا کا راستہ طے کیا تھا کہ باد مخالف چلنے لگی۔ تین دن ہو گئے اور باد مخالف اسی طرح چلتی رہی حضرت محبوب یزدانی کو ایک عجیب و غریب حالت وجد و حال کی تھی۔ بالکل حواس کی خبر نہ تھی۔ مگر وہ پنج وقتہ نماز اور وظائف معمولی ادا فرماتے تھے لیکن ہمراہیوں کے دل میں یہ بات جمتی تھی کہ آپ آپے میں نماز ادا نہیں فرماتی ہیں بلکہ بے خودی میں۔

جہاز والوں کی بے حیہی باد مخالف سے حد سے زیادہ بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا۔ ہنس کر حضور نے فرمایا مجذوب شیرازی کا شعر پڑھنا چاہئے اور زبان مبارک سے یہ فرمایا۔

شعر

کشتی شکستہ کا نیم لے باد شرط بر نیز باشد کہ باز بیم آں یار آشنا را
ابھی یہ شعر زبان مبارک نہیں نکلا تھا کہ ہوا موافق چل پڑی اور جہاز تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ جب جہاز زیادہ راہ طے کر چکا تو حضرت نظام الدین عیسیٰ کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ معرفت دل کی شرائط سے ایک شرط یہ ہے کہ دنیا کے ظاہر و پوشیدہ حالتوں سے خبر دالہ ہو۔ یہ بار بار

حضرت محبوب یزدانی کے دل پر کھل چکا ہے۔ لیکن کوئی عارف اس زمانہ میں ایسا ہے جو دریا کے بہنے والوں اور عارفوں کی خبر دے۔

اس خطرہ کے پیدا ہوتے ہی حضرت نے اس خادم کی طرف خطاب فرمایا کہ سرزند نظام الدین اس قدر جان لینا عارفان خدا کے نزدیک گھاس کے جاننے سے بھی کم ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرد ظاہر ہوا۔ اور بولا کہ اے نظام الدین! میں ان مردوں سے ہوں جو دریا میں عبادت کرتے ہیں۔

اُس نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو۔ اور تمہارے طریقے میں مرید اور بیگم ہونے کا دستور ہے جیسا کہ خشکی کے اولیا میں ہے؟ بولا کہ:-

دریا میں ایک شہر ہے اس کو مدینۃ الاشراف کہتے ہیں۔ اس میں ایک بزرگ ہیں جس کو شیخ دہلوی کہتے ہیں اور اپنے کو کمترین خلفاء اشرافی سے کہلاتے ہیں۔ دس ہزار آدمی ان کے مرید ہیں۔ جو طالبانِ صادق سے ہیں ان میں سے ایک میں ہوں۔ میرا نام کیکل ہے۔

حضرت نظام الدین یسین نے کہا کہ تمہارے پرچم حضرت سے اپنے کو منسوب کرتے ہیں وہ اسی جہان پر تشریف فرما ہیں۔

اس بات کے سنتے ہی وہ دریا سے نکلا اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھا کہ جو پریوں کے لباس سے مشابہ تھا۔ شرف قدیموسی سے مشرف ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی سے بہت سی باتیں بات۔ قریب ایک پہر کے باہمی گفتگو رہی۔ حضرت کے ہمراہیوں میں سے کوئی بھی ان کی بات نہیں سمجھتا تھا۔

شعر

ہم نے کم دیکھا کسی کے حال میں جس کے خادم زیر دریا بستے ہوں
کچھ تعجب کی نہیں یہ میری بات زیر دریا بھی ولی کے رستے ہوں

حضرت محبوب یزدانی ایک سال رمضان شریف میں شہر دمشق کے محلہ صاحبیہ خانقاہ جامع شیخ اکبر میں مختلف تھے اور صوفیوں اور عارفوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی اور اکثر مسافرانِ سیاح

کرامت ۳۶

اور علماء اور فضلاء بگروہ تراویح ادا کرنے میں موافق اس کے کہ۔ من صلی خلف امام تقی فکانا خلف امام الدین۔ یعنی جس نے کسی پر امیر گار امام کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا نبی امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی کی اقتدا کرتے تھے کسی ایسا ہوتا تھا کہ رات میں قرآن ختم فرماتے تھے بعض آرام طلب قیام کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے۔ ایک معین ختم سن کر باہر آجاتے تھے لیکن جو لوگ سختی تھے وہ اس قسم کے قیام کو معراج کمال سمجھتے تھے۔ تقریباً ایک سو آدمی ارباب کمال تھے جو اسی جامع میں حاضری دیتے تھے۔ جب عید کے چاند کی رویت ہوئی لوگوں نے اپنے کاروبار کی بند یا رکھی اور ہر طرف سے ڈنکا اور نقارہ بجانے لگے جیسا کہ شہر والوں کا قاعدہ ہے عام شور وغل پڑ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ایک نعرہ بلند مارا۔ ایک پہر سر کو گرہ بیان تخی میں جھکائے رہے اور دیر بے فکر میں غوطہ زن رہے۔

تخی کے دریا میں ڈالا۔ جو سر تفکر کے صحرا سے نکلے ہوئے
اس حالت سے سراٹھا کر فرمایا کہ تاریخ بیسیوں رمضان سے مجھ کو اپنے سے باہر لے گئے
اور مشاہدہ عالم غیب کے صحرا کے دریا میں ڈال دیا۔ بالکل مجھ کو بے خبری تھی۔ کچھ یاد نہیں کہ
ان دنوں میں مجھ سے کچھ ادا ہوا ہے یا نہیں۔

ساتھیوں نے عرض کیا اے حضرت کسی نماز کے فرائض و واجبات و سنن آپ سے نہیں چھوڑے۔

فرمایا کہ اللہ کا شکر کہ اشرف کا وقت شریف اکبر اور سید الطائفہ کے وقت کی طرح محفوظ رکھا۔

شعر

کچھ ایسی حالت تھی میرے شری کہ تن بدن کی نہ کچھ خبر تھی
مگر تھے محبوب ال باری اسی طرف آپ کی نظر تھی
حضرت و زیتیم نے عرض کیا کہ عالم بے خودی میں کس طرح بشر سے ظاہری افعال ظاہر ہوتے ہیں؟

فرمایا کہ ایک صورت یہ ہے کہ اعمال کے فرشتے اس سے کام کر لیتے ہیں اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جب اعضاء اور جوارح کسی کام کے خوگر ٹھادی ہو جاتے ہیں کیا تعجب ہے کہ بے خودی میں بھی وہ اپنے وقت پر کام کریں۔

کرامت ۲۷ حضرت محبوب یزدانی کے علم اور نشانوں اور ماہی اور مراتب کا نزول جامع دمشق میں ہوا اور حضور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خوبصورت عورت لاجپتی ترک بارہ سال کے بچہ کو جس کی صورت نہایت حسین تھی۔

شعر

تھا چہرہ چمکدار سورج سے بھی نقی رفت رشت مثل سرو سہی
اگر رونے چلانے لگی۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے دیکھا تو اس کی حیات سے ذرہ باقی نہ تھا
فرمایا کہ عجب کام ہے مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور مجھ کو ہرگز یہ کام
آہیں پہنچتا۔ عورت چوں کہ بے حد بے قرار تھی۔

کیا نالہ کا اس نے ایسا آغاز ہوئی زہرہ فلک سے اس کی ہم ساز
عرض کیا اولیاء اللہ جاں بخشی اور عطائے حیات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام
کے مظہر ہیں۔

شعر

رسم جاں بخشی اصول زندگی ب کو تیرے خضر و عیسیٰ سے ملی

جب اس کی بے چین حد سے بڑھ گئی اور مایوسی انتہا کو پہنچی تو حضرت محبوب یزدانی نے دیپائے
مراقبہ میں سر ڈالا اور صحرائے مشاہدہ کی راہ اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کیفیت وجد
کی حالت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ کیوں کہ تیری ماں مرے جاتی ہے
اس کا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلنے لگا۔ گویا اس کی روح جسم سے بالکل علاحدہ ہو گئی ہی نہیں
اس بات کا شہرہ دمشق میں ہو گیا۔

قطعہ

جو لوگوں نے سن پائی اس کی خبر تو دیدار کو آیا ہر ایک بشر
زیارت جو کی دیکھا ان اہل میں ملے وصف خضر و مسیح یک دگر
لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب ہجوم بڑھ گیا تو آپ نے ہر ایہوں سے فرمایا کہ سامان سفر
باندھو اور کوچ کرو۔ یہاں رہنے سے ہماری اوقات میں خلل واقع ہو گا۔

قطعہ

اے غوث عالم قطب حق ثنائین شان خیر کم مدح و ثنا میں آپ کی عقل بشر ہوتی ہے کم
کیونکہ نہ مرنے جی اٹھیں لے عیسیٰ دوراں ہرے جس دم زبان پاک سے ارشاد فرمائی کہ تم
کرامت ۲۸ حضرت محبوب یزدانی کے ایک مرید جو ہر نامی تھے ان کے بدن میں سفید
داغ ظاہر ہوا اور سب سے بڑا بیمار سفید داغ والا ہوتا ہے اللہ
تعالیٰ ہم کو تم کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ ملک خراسان میں جس کے سفید داغ ظاہر ہونا اس
کو شہرے باہر نکال دیتے۔ جو ہر نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت
ہو تو ان لوگوں کے مجمع سے باہر نکل جاؤں اور عالم گمنامی میں چلا جاؤں۔ اگر اٹھارہ ہزار عالم
کی بلائیں مجھ پر اتریں تو آسان معلوم ہوتیں۔ لیکن حضور کے قدموں سے جدائی اور آپ کے
کلام لطیف سننے سے محرومی جو ہر کے لئے نہایت دشوار ہے۔

شعر

نہیں ہے درد عالم کا مجھے غم مگر دل تیری فرقت سے ہے برم
جو ہر کے اوپر حضرت محبوب یزدانی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ یہ شخص بڑا قابل شاعر اور شریع
زبان تھا۔ جب اس نے حضرت کے سامنے اپنی بے قراری ظاہر کی تو حضور کے خاطر نازک
پر اس نے اثر کیا

قطعہ

نکلے گر آہ قلوب بے قرار سن کے ہوں سب غنے ولے الشکار

دل پہ کیا اس رنج کا گز ہو گذر
فلطے کڑے سنگ کا بھی ہو جگر
حضرت محبوب یزدانی اور آپ کے ہمراہیوں کو جو ہر کی آہ و زاری سے رقت آگئی فرمایا
خوش اسانی لاف لوگ بے آئے۔ آپ نے لعاب 'دہن مبارک' سے نکال کر اس میں ڈال
دیا۔ ہر مرتبہ تھوڑا سا پی لیا اور یقیناً بدن پر ملا۔ اسی وقت سفید داغ مٹ گیا۔ گویا کہ تھابی

شعر

سید جمال الدین خور جو مدد فرمائیں
دوسرے بھی کریں جو تھے سبھا کرتے
حضرت محبوب یزدانی نماز جمعہ ادا کر کے قصبہ سبھولی سے آتے تھے موضع
سکندر پور پہنچے۔ فرمایا کہ اس گاؤں سے زیارت کی بو آ رہی ہے۔ پھر
سید جمال الدین خور جو موضع مذکور کے زمیندار تھے حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کے لئے
آئے۔ فرمایا کہ زیارت کی خوشبو زیادہ آ رہی ہے۔ ایک مدت کے بعد بونے زیارت دماغ میں
جھونکی۔ سید جمال الدین خور کو حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے پوری حسن عقیدت اور
آگے نیاز مندی ان کے دل میں جم گئی۔ اکثر اوقات خدمت بارگاہ عالی میں آتے تھے۔ اور
سید جمال الدین خور کی دو تین پشتیں گزر چکی تھیں کہ ہر پشت میں ایک ہی لڑکا پیدا ہوتا تھا۔
اسی بنا پر حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا اور دل میں ارادہ کر رکھا کہ کبھی بزرگ سے بھی
ساحابت براری کے لئے عرض کروں گا۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کو ایک قوی حالت پیدا ہوئی۔ سید جمال الدین خور
بہر پور پہنچے۔ ہر کھڑے ہو گئے اور نیاز مندانہ عرض کیا۔
فرمایا کہ میرے کو مبارک ہو کہ بال بچے بہت ہوں گے۔ آئندہ کسی کے پاس تم نہ جاؤ
انسان کی حالت کسی سے نہ کہو اور مال بھی بہت ہو گا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سید جمال الدین خور بالکل ہم شکل حضرت نبی آخر الزماں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ جو آپ کو دیکھتا گویا کہ زیارت جمال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے مشرف ہوتا۔

شعر

جن کی صورت پر نظر آئے جمال مصطفیٰ
یکوں نہ ہو سوجان و دل سے اس پر اک عالم فدا
کرامت ۳۰
لڑکے کو لاکر حضرت محبوب یزدانی کے قدم کپڑے کہ اس کے سوا
میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ اللہ کی مرضی سے یہ مر رہا ہے۔ یہ لڑکا سب خوبیوں سے آراستہ
تھا لہذا اس کے لئے دعا کیجئے۔

فرمایا کہ مادر مہربان میں نے اعیان نامہ (یعنی لوح محفوظ) میں دیکھا ہے تیرے بچے کی
عمر کچھ بھی باقی نہیں رہی۔

اس نے کہا اگر میرا لڑکا جی اٹھتا ہے تو خیر ورنہ اپنی جان کو فرزند کے لئے حضرت کی
خدمت میں نذر کرتی ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر دی ہے
دس سال اپنی تمام عمر سے تیرے فرزند کو میں دے دیتا ہوں۔ آج کی تاریخ لکھ لے کہ وہ برس
تک تیرا لڑکا زندہ رہے گا۔ اس کے بعد دنیا سے رحلت کرے گا۔

غزل

وہ اپنی عمر گراں بایا کرتے ہیں تقسیم
اسی کو کہتے ہیں اہل جہاں سخا عظیم
ہو چاہیں دم میں کریں سا کوں اپنے عطا
سخی وہ ابن سخی ہیں کریم ابن کریم
کریں جو مردوں کو زندہ عجب نہیں اُن سے
ہم ان کو عیبیٰ دوراں ہیں کر چکے تسلیم
انھیں کے فیض کو کامل بنے تھے ابن کبیر
انھیں نے ان کو دیا تھا خطاب و تہنیم
ولی بنائیں اسے اور کامل و اکمل
جو فیض صحبت عالی میں پائے کچھ تعلیم
کسی کے دل میں جو موائس نفس پیدا ہو
عطا کریں اسے مہم حسن و قبح سلیم
جلائے گردِ مردہ کو اشرفی تیرے
کچھ ان کی ذات سے شکل نہیں برام عظیم

کرامت ۳۱

حضرت محبوب یزدانی نے زمین و آسمان میں جب گزر کیا تھا انفاذ اس کے ایک گاؤں میں اترنا ہوا اور ساتھی لوگ مسجد میں اترے اور برف کی اس قدر بارش تھی کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی۔ کمال جوگی کو رفع حاجت کا تقاضا ہوا۔ رات میں اٹھے اور ایک گوشے میں گئے۔ وہیں برف نے اس قدر سردی پہنچائی کہ بالکل حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک سانس سے زیادہ باقی نہ رہی۔

حضرت محبوب یزدانی تازہ و نوک رہے تھے اور ابھی وضو سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کو سردی معلوم ہوئی اور اس قدر زبردستی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ساتھیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ باوجود سامان حرارت اور خیمہ اور اونی لباس اور آگ اور فرش عمدہ کے اس درجہ سردی کیوں ہوئی۔ خواجہ ابوالقاسم حضرت کے خلیفہ جو کہ عارفوں کے مشرب سے خوب واقف تھے جان گئے کہ حضرت محبوب یزدانی دوسرے کے رنج سے رنجیدہ ہوئے ہیں مسجد سے نکلے اور ساتھیوں کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ کمال جوگی باہر نکلے ہیں۔ ان کی تلاش میں گئے۔ دیکھا کہ برف میں پڑے ہیں۔ ان کو اٹھالائے اور آگ سے تنپایا اور مختلف پائے پہنائے جب انھوں نے سردی اور برف کے اثر سے رہائی پائی حضرت محبوب یزدانی بھی اپنی حالت پر آئے۔ گلے لگے۔ جب وہ بالکل اچھے ہو گئے تو آپ پر بھی اثر نہ رہا۔

فقیر اثر فی جامع رسالہ لہذا کہتا ہے کہ جب مرید صادق العقیدہ مرتضائی اشخ کو پہنچ بھانا ہے تو اس کے رنج و راحت کا اثر شیخ پر پہنچتا ہے۔

کرامت ۳۲

حضرت شیخ ابوالکلام فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت محبوب یزدانی کے علم شاہی کا گذر اطراف سیلان میں ہوا۔ اس راستہ میں جا رہے تھے جو سانپوں اور انڈوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھیوں نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ راستہ پر خطر ہے۔

فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا طے کرنا آسان ہو جائے گا۔ جب حضور کے قلندر ان ہمراہی کا گذر سانپوں اور انڈوں پر ہوا، ایک انڈھا ظاہر ہوا جس کا قد و قامت ایسا تھا کہ ساری جماعت کو ننگل جائے گا۔

شعر

زمین پر آکے نکلا اثر در غبار کہ گویا اثر دہا ہے آسمان وار
حضرت محبوب یزدانی نے اپنے عصا کو اشارہ فرمایا جتنے اثر دہے اسنانپ تھے سب کو شیر کی شکل ہو کر نکل گیا۔

شعر

عصا کو شاہ نے جب کی اشارت کیا سب سانپ بچھو اس نے غارت
قافلہ میں اصحاب تصوف کے منکروں اور مخالفوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ اس عجیب کرامت کی خبر پا کر انھوں نے کہا کہ عجیب جادو ہے جو اس گروہ فقرار سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور انوکھا مکر ہے جو ان لوگوں سے صادر ہوتا ہے۔

ایک شخص نے یہ بات سن کر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہنچائی۔ فرمایا کہ جنہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر انتہام جادو اور مکر کے نہ چھوڑا بھلا مجھ کو کھچ چھوڑیں گے۔ قرآن مجید میں آیا ہے ہللا اسحٰر مٹین۔ اور جب کہ اس گروہ کو ایسے امر سے منسوب کرتے ہیں جس کی نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا تو سنت پر اس کا ثبوت سمجھنا چاہیے۔

کرامت ۳۳

حضرت شیخ اسمیل الدین سفید باز فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا پیر علی نام ہزارہ کارہنے والا۔ سلوک میں شغل رکھتا تھا بہت سے اعلیٰ مقامات اور بلند منازل کو طے کر چکا تھا لیکن ابھی اپنے اعیان ثابتہ کی سرحد تک نہ پہنچا تھا اور اس کے انجام کا نور انوار کے خاتمہ تک نہیں ہوا تھا۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے بارہ میں اس کے دل میں ایسا تردد و لاحق ہوا جو بے اعتقادی اور نافرمانی کا سبب اس کے لئے ہو گیا اور کچھ بے ادبیاں بھی اس سے ہوئیں۔ ایک شخص نے اس کو حضور کے کان تک پہنچا دیا کہ پیر علی سے ایسا ناگوار مظاہر ہوا ہے۔ فرمایا کہ وہ اس بزرگ خانوادہ اور قدیم سلسلہ سے رازدہ ہوا ہے اس کو اس دائرہ سے نکال پھینکیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو جس وقت حلالِ قہر ملال کا ظہور ہوتا تو کسی کی مجال نہیں رہتی کہ بارگاہ حضور کا محرم ہوتا۔

شعر

اگر شعلہ زن ہو چسراغ جلال پہاڑوں کی چوٹی ہوا تین مثال
جب پہر علی نے معلوم کیا تو بعض مریدوں سے التجا کی کہ اس بارگاہ عالم پناہ میں میری
خطا کی معافی چاہیں۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر کے بجائے صفائی نہ ہوئی بالآخر
سفر کے لئے کمر بستہ ہوا اور ہمدان کی طرف رخ کیا۔ جب حضرت میر سید علی ہمدانی کے پاس
پہونچا اپنی حالتوں سے مطلع کیا تو فرمایا کہ جس دروازہ کو فرزند سید اشرف جہانگیر سمنانی نے
بند کر دیا ہے ہم اس کو نہیں کھول سکتے۔ یہاں بھی جب عروس مقصود نے خلوت خانہ تقدیر
سے رومنائی مکی تو مایوس ہو کر پٹا اور جہاں گیا کچھ عزت نہ پائی۔ اور مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوا
محنت و کلفت کی منزلوں اور مرحلوں کو قطع کرنے کے بعد حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی
کے پاس پہونچا۔ عرصہ تک حضرت شیخ کی خدمت میں مشغول رہا۔ پوری کوشش کرنے پر
حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے مردود جس دروازہ کو میرے بھائی سید اشرف جہانگیر نے بند کر
دیا ہے اسے نہیں کھول سکتا۔ آج روئے زمین پر کوئی نہیں ہے جو ان کے سامنے کھڑا ہو سکے

قطعہ

نہیں روئے زمین پر آج کوئی جو ہوان کے مقابل ہے یہ تو قیر
نہیں ہمت لگائے سر کو اس سے قوی ہے یہ کندر شہباز نگیر
آخر میر علی اپنی گردش تقدیر سے پھر خدمت عالی میں بغرض عفو تقصیر حاضر ہو
سکا اور دنیا سے نامراد رویا گیا۔

کرامت ۳۴

حضرت محبوب یزدانی دار السلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرما
تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو
میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ ایک دن سلطان ولد کے صاحبزاد
نے جو حضرت مولانا جلال الدین رومی کے سجادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت
کی اور بہت مشائخ کو اس دعوت میں بلایا۔ شیخ الاسلام نے جو بڑے عالم و فاضل تھے اور

کسی قدر حضرت کے بارہ میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب
حضرت سید سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں کہ جس کے
جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت
دروازہ پر پہونچیں ناگاہ شیخ الاسلام کی نگاہ میں ایسا نظر آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں
حضرت کے جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت اس صورت سے دوسری پیدا ہوئی۔ اسی طرح مثل
حضرت کے تشکیلیں شیخ الاسلام کے نظر میں ظاہر ہوئیں۔

قطعہ

ہر وہ دل خالق کا جو ہے آئینہ لاکھوں شکلوں کی ہوا اس دل کر بنا
شکل دنیا کیا ہے اس دل کے لئے عرش سے تا فرش ہے اس میں چھپا
مخدوم زادہ رومی استقبال کے لئے دروازہ پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو بیا
اور سب سے بلند جگہ ایک تخت پر آپ کو بٹھلایا۔

شعر

مکان ہوتا ہے اس کا سب سے بڑا کہ جو ہے معدن ہر در و گوہر
بنایا جکا عالی مرتبہ خلاق اکبر نے جہاں جاتے ہیں سب چھوٹے بڑے عظیم کرتے ہیں
جلال ہیبت حق کا اثر پڑتا ہے دل میں کہ جو نگر ہوں وہ بھی اگر تسلیم کرتے ہیں
شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان میں سے کس
صورت سے تم مسئلہ پوچھتے ہو۔ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ
ہوا گویا آسمان اور زمین ٹکڑے کھا گئے

شعر

پڑی اس طرح ان کی ہیبت میں جان کہ گویا ہوئے چاک مشل کتان

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیق بنایا اور حضرت کے قدم پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمائیے۔ فرمایا چوں کہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بنا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گردہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی انکار سے نہ دیکھنا۔

غزل

نہ دیکھو ان کو تم با چشم انکار
لکھو رومی کا مستوجب ہے یہ کار
کہ ان سے ہیں بہت تن نمودار
اسی نمیشل کا لائی ہے اسرار
نہیں جب ذات میں اسکے کوئی خبر
تو یوں وحدت ہے کثرت کا اظہار
اگر تم دوسری نمیشل چاہو
تو آئینہ کو کر بالائے دیوار
ہر آئینہ کا ہو کہ مختلف رنگ
مربع منطیل و دائرہ ... دار
ہر اک آئینہ کے جو ہر جدا ہیں
کہ ہے سب سے نئی صورت کا اظہار
اسے تم رنگ سے گویاں کر دو
ہر آئینہ میں دیکھو صورت یار
جو لُصَبُ العین ہو جائے یہ نسبت
شہود اس کو ہیں کہتے اہل اسرار
تم اپنا حسن دیکھو شل اشرف
مگر اے دل نہ کہنا یہ ہے تکرار

کرامت ۳۵

حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا گوہر علی نام اور درحقیقت وہ دریائے شریعت اور ارکان طریقت کا جوہر اور موتی تھا ایک دن اس کوہری کے بازار میں گزرنا پڑا۔ ہری کی عورتیں بے حد ولفریب ہوتی ہیں تھوڑی دیر ایک عورت سے دو تین باتیں کہیں جیسا کہ طبیعت بشری کا تقاضا ہے اس سے پاک ہو کر اسی وقت توبہ واستغفار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف لوٹا اور خدمت میں آکر بیٹھ گیا آپ نے کچھ بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد نصیحت فرماتے ہوئے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اس نادان کو دیکھو کہ بازار میں پھرتا ہے اور اچھی صورت کا نظارہ کرتا ہے۔

حضرت دہقیم نے کہ لوگوں کی خطاؤں کی سزا ان کے سپرد تھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حکم کو فرمایا کہ گوہر علی کو مجلس سے باہر کر دو۔ ایک قلندر نے ان کو کپڑے کا مقام حضور سے محروم کر دیا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے تو حضرت دہقیم کو مددگار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف رجوع کی۔ قلندروں کے قدیم رواج کے مطابق جو تلوں کی جگہ کھڑا کر کے اس کی گونٹالی کرائی اور سب لوگوں نے اس کی خطائی معافی طلب کی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ گمراہوں اور بیکاروں کے پیروں اور رہنماؤں کے لئے ضروری ہے کہ طالبوں کے خطرات دل سے واقف ہوں تاکہ ان کے دل میں شریعت اور طریقت کے خلاف خطرہ نہ آئے اور اس نیت سے جس میں ہمت کی کمزوری ہو علیحدہ کر دیں۔

شعر

تھے سر بازار جب گوہر علی
روئے خواباں سے نظران کی لڑی
یاں شہ سمناس پخت ہر ہو گیا
تھا جو کچھ احوال و کیفیت پڑی

کرامت ۳۶

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا ایک سفر میں سیلان کے راستہ پر گزر ہوا اور ایسے جنگل میں سابقہ پڑا کہ چند کوس تک بالکل آبادی نہ تھی۔ دو تین دن راستہ کو بے سامان کے طے کیا۔ یہاں تک کہ بعض ساتھی بے قرار ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے دوستوں کی بے چینی سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ لوہے کا ٹکڑا لاؤ ایک قلندر کے پاس لوہے کی زنجیر تھی لا کر سامنے رکھ دی۔ آپ نے کچھ دیر اس پر نظر کی تو وہ کھرا سونا ہو گیا۔ بابا حسین خادم کو فرمایا کہ جاؤ یہاں سے پانچ چھ جریب کے فاصلہ پر ایک بازار ہے جس کو سوق المجانین کہتے ہیں۔ اس سونے کو غور دہ کر لاؤ اور ہر لایوں کی تین دن کی خوراک کے مقدار بیچو اور باقی پانی میں ڈال دو۔

جب بابا حسین سوق المجانین میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت دہقیم کھڑے ہیں اور بازار کا نظارہ کر رہے ہیں اور ان کے دست مبارک میں درہ ہے۔ بابا حسین متحیر ہوئے کہ آپ کو حضرت قدوۃ الکبریٰ ولایت اسلام اور اپنے مقام کی ٹکرانی پر در کر کے آئے تھے کس طرح

آپ یہاں آئے اور ہاتھ میں یہ درہ کیسا ہے؟

فرمایا کہ چپ رہو اور اولیاء اللہ کو نہ دیکھو کہ ان کا آنا جانا آنکھ جھپکے کوئی نادرام نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مجھ کو سوق المجاہدین کا انتظام دیا ہے اس لئے ہاتھ میں درہ لئے آیا ہوں کہ جو اس گروہ کے طریقے کے خلاف کرے اور ان کی حالت کے خلاف بولے اس کو سزا دوں اور جب کبھی مجھ کو اور اولیاء اللہ کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے تو اس سوق المجاہدین میں آتے ہیں اور جو ان کو پسند ہوتا ہے اس کو کھاتے پیتے ہیں تم جس کام کے لئے آئے ہو کرو اور جاؤ کیوں کہ حضرت محبوب یزدانی تمہارے منتظر ہیں۔

بابا حسین کو جو کچھ فرمایا تھا انھوں نے کیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تین دن کی خوراک لوگوں کی لے آیا ہوں اور بانی سوناپانی میں ڈال دیا ہے۔ مگر امیر نگر قلی نے دل میں سوچا کہ سونایوں ضائع کیا۔ شاید کسی فقیر کے کام آجائے۔ اس خطرہ کے آتے ہی حضرت ان پر جلال فرما کر فرمایا کہ تجھے کیا واسطہ جو خدا کے کام میں دخل دیتا ہے اور رحم الراحمین کو بند پوری سکھاتا ہے۔ اس درجہ امیر نگر قلی کے نسبت عنایت فرمایا کرتے تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا امیر نگر قلی شرمندہ اور پشیمان ہوئے۔ محفل شریف کی حاضری سے تین دن معزول رہے۔ آخر حضرت نور العین کو پناہ بنایا اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور قدیم عنایتوں کے مقام پر جلد پہنچ گئے۔

حضرت محبوب یزدانی بہ ارادۃ سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ التکریم و تشریفاً اتانہ روح آباد سے روانہ ہوئے۔ ہمراہیان حضرت مخیموں

کرامت ۳۷

وخرگاہ لاد پہنچا نہ چلے۔ دو تین منزل طے کرنے کے بعد آبادی خطہ اودھ میں پہنچے۔ وہاں حضرت مولانا شمس الدین صدیقی فریادرس اودھی خلیفہ خاص کی خانقاہ میں اتارے۔ حضرت شیخ شمس الدین نے مہمان داری کے اہتمام میں حد سے زیادہ پیش قدمی فرمائی۔ حضرت محبوب یزدانی کو شور یہ پسند تھا۔ اس کے پکانے کو خود کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ شور بہ پکانے میں ان کا ہاتھ جل گیا اور اس پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نگاہ جب اس پر پڑی تو دریافت فرمایا۔ بعض خادموں نے عرض کیا کہ حضور کے شور بہ پکانے میں

یہ ہاتھ جل گیا ہے جس پر پٹی بندھی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند شمس الدین اگے آؤ۔ یہ داغ ولایت ہے جو تمہارے ہاتھ میں لگا ہے کیا غم ہے۔ اور کچھ مختصری دعا زبان مبارک سے پڑھ کر اس زخم پر دم کر دیا پھونکتے ہی اچھا ہو گیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ پیر کی خدمت میں اگر کوئی سستی کرتا ہے تو مقصد تک نہیں پہنچتا کیوں کہ پیر کی راہ میں اگر جان قربان نہ کر دے تو بے ہمت ہے۔ ایک جان کیا ہے اگر لاکھ جان شیخ پر بچھا کر دے تو بھی کم ہے۔

فقیر اثرنی جامع رسالہ ہذا کہتا ہے کہ حضرت شمس الدین اودھی ایسے ہی شخص تھے جن کے نزدیک مرشد پر جان قربان کرنا آسان تھا۔

منوی

بخت یاور تھا جو شمس الدین کا
دعوت شیخ میں ہاتھ ان کا جلا
شیخ نے داغ ولایت بختا
گل مقصود عجب ہاتھ لگا
میں تو اس داغ کے قابل بھی نہیں
شمس کے درہ مقابل بھی نہیں
کاش ہو جائے عنایت شہ کی
آرزو دل کی میسری ہو پوری
مجھے گرد داغ غلامی مل جائے
لالہ سادل کاش گونہ کھل جائے
فخر ہو مجھ کو غلامی پہ تری
تاز کرتی مری تقدیر پھرے
اشرفی اشرف سمنوں پر
قدیر ہو جاؤ فدائی بن کر

کرامت ۳۸ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ایک شخص حاضر ہوا جو غایت فلاسفہ کا بھید رکھتا تھا اور ظاہر میں مسلمان کی صورت بنا تھا۔ ایک محطہ حضور کے سامنے بیٹھے ہوئے گذرا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ تو مذہب فلاسفی رکھتا ہے۔

وہ شرمندہ ہوا اور اسی وقت دل میں اپنے مذہب بد سے توبہ کی اور مذہب اہل سنت و جماعت میں آگیا۔ فی الفور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا الحمد للہ کہ اب توستی ہو گیا

پھر وہ اس مذہب سے نہ پھرتا۔
وہ شخص اٹھا اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مرید ہو گیا۔

شعر

مُصْطَفٰی اَیْنِہ ولی اللہ کا دل ہے دلوں کا راز کھل جانا نہیں کچھ انوشکل ہو
حضرت مولانا ابوالفضال نظام الدین عینی جامع لطائف اشرفی اپنا
کرامت ۳۹ حال یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام پر میرا گذر ہوا۔ اتفاقاً میری
نظر ایک خوب صورت عورت پر پڑی اور میرا دل اس کے عشق میں ایسا گرفتار ہوا کہ مجھے اس کی
وجہ سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہیں تھا۔ میں جانتا تھا یا میرا دل جانتا تھا۔
جب سب معمول حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے ہی حضور کی نظر مجھ پر پڑی
آپ تبسم ہوئے اس کے بعد سخنان معرفت آمیز فرمانے لگے اور قصہ عشق مجنون زبان پر آیا فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کئی کئی حقیقتی سے مشرف فرمایا تھا۔ دوسروں کے لئے ایسا عشق مجازی
نقصان پہنچاتا ہے۔

حضرت کے فرماتے ہی میرے دل سے میل عشق کا اس عورت کی طرف سے جاتا رہا۔ یہ
آپ کے تصرف کا اثر تھا ورنہ آتش عشق فرو ہونا محال ہے۔

رباعی

جب ام محبت میں کہیں آکے پھنسا دل پھر اس کا چھڑانا بھی ہی شخص کو مشکل
یہ اشرف سمنان کا تصرف تھا کہ دم میں کھینچا جو مجازی سے حقیقت ہوئی محال

کرامت ۴۰ حضرت مولانا قاضی محمد رومی کو جب فیض صحبت حضرت محبوب یزدانی
حاصل ہوا حضرت محبوب یزدانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور
اپنے عہدہ صدارت اور فضا کو ترک کر دیا اور حضور کی ملازمت میں حاضر ہونے لگے حضرت
محبوب یزدانی بظاہر قاضی صاحب کی طرف سے کم توجہی اور تغافل فرماتے تھے۔ سات برس

تک جب حضرت کی نظر قاضی صاحب پر پڑتی ارشاد فرماتے کہ ہماری مجلس سے ان کو نکال دو
اور سخت باتیں ان کے حق میں فرماتے کہ قاضی زادہ عجیب پست ہمت ہے کہ وہ روز کھانا
کھانے کے لئے میرے پاس آیا کرتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت محبوب یزدانی ایک
دو منزل کہیں تشریف لے جاتے تو قاضی محمد رومی آپ کے پیچھے پیچھے روتے چلے جاتے
تھے کبھی پیادہ پا چلتے چلتے قاضی صاحب کو ضعف آجاتا تھا اور زمین پر گر پڑتے تھے۔ مگر
جب ذوق و شوق دل کا جوش مارتا تھا پھر چل کھڑے ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد رومی اپنے حجرہ میں منہ لپیٹے پڑے تھے اور اپنے دل میں
یہ کہتے تھے کہ اے محمد رومی بہت اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ دولت ولایت سے محروم
ہیں، تو کبھی اپنے کو ان میں سے ایک سمجھ لے۔ محنت اور مشقت اس راہ میں جس قدر کرنا
چاہیے کسی کی اس حالت فکر و تردد میں ایک لمحہ نہیں گذرنا تھا کہ آپ کو آدمی کے پیر کی
آواز معلوم ہوئی مگر کچھ ملالت نہ ہوئے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی تشریف
لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محمد رومی فراغت سے آرام کرو کہ تمہارے کام درست ہو گئے۔
حضرت قاضی محمد رومی حالت اضطراب میں اٹھ بیٹھے اور دل میں یہ کہنے لگے کہ یا اللہ
یہ جو کچھ کہ میں دیکھ رہا ہوں محل بیداری ہے یا عالم خواب ہے کہ اپنے کو اس قدر عذاب کے
بعد ایسی نعمت سے مشرف پاتا ہوں۔ پھر جب حسب معمول خدمت محبوب یزدانی میں بہ آرنیئے
تمام حاضر ہوئے حضرت نے بکمال توجہ جملہ مقامات و منازل تصوف کے ایک چشم زدن میں
طے کرادئے۔

اسی اثناء میں حضرت حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نور العین فرزند صاحب سجادہ
حضرت محبوب یزدانی غلیل ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک میں کسی مقام پر ایسا درد ہونا تھا
کہ تمام اطباء اس کے علاج سے قاصر رہے۔ اتفاقاً ایک طبیب یونان سے آئے۔ انھوں
نے کہا کہ اگر آدمی کا مقوڑا سا گوشت مل جائے تو میں اس سے ایک روغن تیار کروں۔ اس
کے استعمال سے صاحب زادہ کا درد جاتا رہے گا۔
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم نے ایسی دوا بتلائی ہے جس کو میں کسی طرح بہم

نہیں پہنچا سکتا کسی زندہ تو تکلیف دوں گا اور نہ کسی مُردے کو۔

حضرت قاضی محمد رومی بعد تکمیل معرفت حضرت محبوب یزدانی کے سارے مریدوں میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے یہ بات سن کر چپکے سے جنگل چلے گئے اور حالت جوشِ عشق میں بے تکلفانہ اپنے ہاتھ سے بازو راست کو چھری سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور ایک برتن میں رکھ کر ڈھانک کر طبیب کے پاس لائے اور کہا کہ اس میں سے جس قدر گوشت کی ضرورت ہو تراش کر دو بلا نیلے اور خود اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے جب وہ حالت آپ کی فرو ہو گئی اور عالم شعور میں آئے تو پھر بدن کو جنبش دینے کی طاقت نہ رہی صاحبِ فرارش ہو گئے۔ حاضریِ محبت محبوب یزدانی سے معزول رہے۔ عرض کیا گیا کہ طبیب نے روغن تیار کیا اور صاحبزادہ کی مائش ہوئی اس کے استعمال سے صحت کامل ہو گئی حضرت محبوب یزدانی نے حکیم سے بطریقِ تجاہل عارفانہ پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ بغیر آدمی کے گوشت کے روغن نہیں بن سکتا پھر بتلاؤ کیوں کر روغن بنا اور کہاں سے گوشت ملا۔

عرض کیا کہ حضور کے خادموں میں سے ایک صاحب اس صورت کے میرے پاس آئے اور آدمی کا ایک ہاتھ کٹا ہوا کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور کہا کہ جس قدر گوشت کی ضرورت ہے اس میں سے تراش کر دو بنا بیٹے۔ میں نے جو اس کو دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی زندہ آدمی کا ہاتھ ہے کیوں کہ بوٹیاں پھڑک رہی تھیں اور سیلانِ خون بھی ہو رہا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کام سوائے قاضی محمد رومی کے دوسرے ہونا ممکن نہیں۔ ان کو بلاؤ جب خادم قاضی محمد رومی کو بلا نے گیا اور کہا کہ چلے حضور آپ کو بلا رہے ہیں تو قاضی صاحب کے دل میں یہ خیال گذرا کہ بفرمانِ اِنِّ الدِّیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ (الآخرہ) میں نے اپنے ہاتھ پیر اور سارے اعضا کو حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر بیع کر دیا تھا اگر حضور مجھ سے سوال کریں گے کہ ہاتھ ہماری ملک میں تھا بغیر ہماری اجازت تم نے اس میں تصرف کیوں کیا اور کاٹ ڈالا، تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس فکر میں ہانپتے کانپتے اہستہ اہستہ خراماں خراماں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی حضور کی نظر قاضی صاحب پر پڑی افسوس کے ساتھ فرمایا کہ فرزند قاضی محمد رومی تم نے پیر کے ساتھ

عشق و محبت کو بدرجہ اتہا پہنچا دیا۔ افسوس ہاتھ کاٹنے میں تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ فرماتے فرماتے آپ پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید کے بھی مریدان باخلاص ایسے ہی تھے جیسے تم ہو۔ اور جب آپ کی حالت پر جوش ہوئی تو فرمایا۔ ”کہاں ہے قاضی زادہ“ اور قاضی زادہ سامنے کھڑے ہیں اور آپ اسی طرح اپنی حالت میں پکار رہے ہیں۔

حاضرین نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے قاضی زادہ حاضر ہے۔ فرمایا قریب آؤ اور زخم کی پٹی کھلو اگر ایک مرتبہ آیہ کریمہ قال مَنْ یُحِبِّ الْعِظَامَ وَهِيَ دَمِیْمٌ بڑھ کر دم کر دیا۔ فی الفور قاضی صاحب کے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا۔ زخم کا وجود بھی نہ رہا۔

سبحان اللہ! حضرت محبوب یزدانی کی کیا شان تھی۔ ان کے خوارق و طوارق عجائب و غرائب ہوتے تھے۔

غزل

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت تو تو ایسی ہو
جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آساں
شہرِ سمنان تھے پہلے پھر ہونے کو نین کے سرور
علم ان کی جہاں گیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
کچھ ان کے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
مریدوں کی قیامت میں رہائی نادر و زرخ سے
شہرِ سمنان کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

حضرت محبوب یزدانی مسجد جو بنوریہ میں نزول فرماتے تھے اور آپ کی خدمت میں شیخ محمد کبیر عباسی اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ ابوالکلام اور حضرت خواجہ ابوالوفا قوارزی، یہ سب لوگ حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی شیطیاتِ مشائخ بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں آپ پر ایک حالت

پر جوش پیدا ہوئی۔ اس حالت میں فرمایا :-

قال الاشرف الناس كلهم عبد لعبیدی۔

یعنی تمام آدمی مرے ایک ادنیٰ خادم کے خادم ہیں۔

حاضرین اس کو سن رہے تھے لیکن اس کا افشا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ اگر بعض علماء ظاہر جو اسرار باطنی سے مطلع نہیں ہیں سب کے تو اعتراض و انکار کریں گے۔ جیسا اس پر ایک مدت گذر گئی حاجی صدر الدین علمدار کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ حضرت محبوب یزدانی نے ایسا فرمایا۔ حاجی صاحب سے یہ بات سن کر بعض حاسدوں کو حسد پیدا ہوا۔ اور اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے اس کے کیا معنی ہے۔ چنانچہ میر صدر جہاں اور قاضی شہاب الدین اس مجمع میں موجود تھے اس بات کے سنتے ہی قاضی نے فرمایا کہ درویشوں کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس حالت میں تھے جبکہ یہ فرمایا۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ اس پر اعتراض نہ کریں اور انکار سے پیش نہ آئیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود حضور سے دریافت کریں کیوں کہ وہ ایک سید عالی حال صاحب کمال ہیں۔ تصرف تمام رکھتے ہیں کسی کو آج میں نہیں دیکھتا کہ ان کا مقابلہ کرے اور کس کے بازو میں یہ قوت ہے ایک وحشی مزاج شخص کہنے لگا کہ ہمارا شہر علمدار سے بھرا ہوا ہے۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسی غرور بھری ہوئی اور جبریت انگیز بات کہے اور کوئی اس کے جواب میں اور استفسار میں لب نہ ہلائے۔ لا محذور ایک جلیل القدر عالم تھے اور بڑے بجا تھے ان کو سب نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بھیجا کہ استفسار معنی کریں۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے فرمایا کہ محمود بھیا آداب مجلس مشائخ نہیں جانتا مبادا ایسی بات کہے کہ باعث گرائی خاطر سید ہو کل میں حضرت سید کی ملازمت میں جاؤں گا اور اس معنی کی تحقیق کروں گا جو اول گذرا اور اس طرح عرض کروں گا کہ حضرت محبوب یزدانی کو ناگوار خاطر نہ ہو گا کیوں کہ حضور کا مزاج بہت نازک ہے۔ حضرت محبوب یزدانی بعد اداائے وظائف معہودہ اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ قاضی شہاب الدین تشریف لائے۔ حضرت محبوب یزدانی نے حسب معمول چند قدم ان کا استقبال کیا اور کجماں لعظیم لاکر بٹھلایا۔ چند مسائل فقہ حضرت محبوب یزدانی حل کر کے سب کو

بجھا رہے تھے رفتہ رفتہ معرفت و تصوف اور لطائف عرفان کی باتیں درمیان میں آئیں جب حضرت محبوب یزدانی معارف حقائق بیان فرمانے لگے تغیر تمام چہرہ مبارک پر نظام ہر تحفائکات صوفیہ اس طرح بیان فرما رہے تھے کہ سامعین کے ذہن میں کوئی بات نہیں آرہی تھی حاضرین اس قدر متاثر اور مسرور ہوئے کہ اپنے شعور سے بے خود ہو گئے۔ اس قدر مجلس کے حاضرین پر کیفیت وجد اور حال پیدا ہوئی کہ کسی کو شعور نہ رہا۔

حضرت محبوب یزدانی ایک پہر کے بعد عالم شعور میں آئے اور قاضی صاحب اخلاق و مدارات کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت قاضی چاہتے تھے کہ رخصت ہوں۔ حضرت محبوب یزدانی نے نور باطن سے دریافت کیا اور فرمایا کسب نزول اقدام شریف شاید کسی بات کے استفسار پر مبنی ہو۔

حضرت قاضی کمال دہشت اور ادب سے عرض کرنے لگے کہ ہاں اگر ارشاد ہو تو عرض کروں کہ اس قسم کی باتیں حضرت سید کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا اگر اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ کلمہ الناس کلہم عبد لعبدی۔ بالف دلام صادر ہوا ہے اور الف لام عہد کے واسطے بھی آیا ہے اس واسطے کہ اکثر زمانے کے آدمی بندہ ہواؤ ہوس ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ہواؤ ہوس کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے۔ اور چوں کہ اہل عالم محکوم ہوائے نفسانی ہوئے تو میرے بندے کے بندے ہوئے اور میرے محکوم کے محکوم ہوئے۔ باعتبار کثرت احکام نفسانی اس قسم کی بات فرمائی۔

حضرت قاضی نے جب مفہوم حضرت محبوب یزدانی کا سمجھا خوشی خوشی خدمت عالی سے رخصت ہوئے۔ قاضی صاحب کے جانے کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس سیاہ رونے اس راز درویشانہ کو مجلس علماء میں نقل کیا ہے۔

حاجی صدر الدین بھی مجلس عالی میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت کی بات کا اثر ان پر ظاہر ہوا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کرامت ۲۲

حضرت محبوب یزدانی مع اپنے خلفاء اور اصحاب مثل شیخ نجم الدین معری اور شیخ نجم الدین کبریٰ اور بابا نقی ترک مع دیگر جماعت خلفاء اور بعض ساکنان شہر بلخ میں بیٹھے تھے اور اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ حاضرین گوش دل سے سن رہے تھے۔ ناگاہ حضرت نے اپنا عصا مبارک اٹھایا اور چند بار غضب کے ساتھ جامع کی دیوار پر مارا۔ اس حالت غریب اور جلالت عجیب کو دیکھ کر اصحاب کو حیرت ہوئی۔ جب یہ حالت فرو ہو گئی تو حضرت نور العین نے سامنے آکر دریافت کیا۔ بہت طال بال کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس وقت میدان موصول میں دریا کے کنارے ایک تھوڑی سی رومی فوج اور جیشیوں کی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ ہو گیا اور آپس میں نہایت دلیرانہ لڑائی ہوئی۔ رومی فوج میں اس فیکر کا ایک مرید تھا۔ اس نے مدد چاہی اس فیکر کی ہمت اس کی دستگیر ہو گئی اور فرنگیوں کے ایک سو سوار میدان میں مارے گئے۔ ان میں سے ایک ابلیغ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ تلوار کے ضرب سے کٹ کر گر پڑا حتیٰ تعالیٰ نے لشکر روم کو فتح نصیب فرمائی اور دوسرے لشکر کو شکست ہو گئی۔

بعض مریدوں نے تسکین خاطر کے واسطے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی۔ چند روز کے بعد ایک زخمی آدمی اس لڑائی سے نکل کر اس جگہ آیا تو اس ماجرے کی تطبیق اور تصدیق ہو گئی۔ یہ واقعہ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ یہاں دیکھا گیا۔

غزل

اولیاء اللہ پر احوال غیب کشف ہو جاتے ہیں بے شک و شبہ
ہوئے دنیا میں کہیں جو واقعہ ان پر کھلتا ہے بنور ساطع
دور سے کرتے ہیں امداد مرید انکی خدمت میں جو رہتا ہے سعید
عالم الغیب کی ان میں شان ہے ان کا جو منکر ہے وہ شیطاں ہے

کرامت ۲۳

حضرت محبوب یزدانی مع اپنے بعض اصحاب مثل حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالقاسم اور شیخ علی سمنانی اور بابا حسین خادم اور مولانا غریب اللہ

شجرہ نویس کے جنگ صاحب قراں گیتی ستاں میں بہادر پہلوانوں کے معرکہ کا تماشا کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا کہ دونوں طرف کے پہلوان باہم مشغول کارزار ہیں۔ جب دونوں لشکروں کے بہادروں نے تلواریں کھینچ لیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں لشکر میرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہوں فتح نہ کروں اور جس کو چاہوں مغلوب کروں۔ یہ کہتے ہوئے آئین مبارک کو جھٹکا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے اور سیدھے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور دوسرے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور جس ہاتھ کے پیچھے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر غالب ہو جاتا تھا اور دوسری طرف کا لشکر مغلوب ہو جاتا تھا۔ پانچ مرتبہ اسی طرح کیا کہ جس ہاتھ کے پیچھے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر مظہر و منور ہو جاتا تھا اور یہ واقعہ نہایت عجیب و غریب تھا۔ حضرت خواجہ روز بھان قدس سرف نے اس واقعہ کی نسبت یہ رباعی تصنیف فرمائی۔

رباعی

اُمّ کہ جہاں چو حقہ در دست من است ایں قوت حق نہ قوت پشت من است
ایں کون و مکاں ہر چہ دریں عالم است در قبضہ قدرت دوا انگشت من است
فیقر اثرنی جامع کتاب ہذا نے یہ اشعار حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھے ہیں۔

غزل

اے اشرف سمناء، ہو تم فرزند شیر کیسریا زور و دوا بازو سے ترے ظاہر ہے شان مصطفیٰ
حسنی حبیبی جعفری یہ نسل عیبوں سے بری اللہ سے شان برتری ذریت آلِ عباس
مغلوب غالب ہوتے ہیں ادنیٰ اشل سے ترے بخشا ہے تیرے ہاتھ میں اللہ نے حکم قضا
زور کرامت سے ترے مغلوب ہوں اعدا مرے حارحہ میں مرے غالب ہوں ان پر سدا
دست خدا یہ ہاتھ ہو کیوں کر کہوں دست بشر جب فوخی آید بھیم ہوا قرآن میں فرمان خدا
اب کچھ توجہ کیجئے اس اثرنی کے حال پر
آئینہ دل ہو صفا عرفان حق کی بجھ عطا

کرامت ۴۴ حضرت محبوب یزدانی اول مرتبہ جب سفر ملک دکن میں تشریف لے گئے اور خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرمایا محمود خان گجراتی جو وہاں کے مشہور امیر و رئیس تھے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور خدمت عالی سے شرف پایا۔ حضرت ان کی طرف کمال عنایت اور توجہ دلی فرماتے تھے۔ جب حضرت کے فیض صحبت نے اثر کامل ڈالا بیکارگی محمود خان نے تمام مال و اسباب دنیا جو کچھ ان کے پاس موجود تھا سب فقرا کو ٹٹا دیا یہاں تک کہ قوت شہینہ کے محتاج ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس قدر خیر عیال روزمرہ کو چاہیے؟

عرض کیا کہ چار اشرفیاں خرچ روزانہ کو کافی ہوں گی۔

فرمایا کہ ایک پہاڑ ہے جو خیال نشاہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پہاڑ پر تم ہر روز جانا چار اشرفیاں تم کو ملا کریں گی۔

آپ کے خلیفہ خواجہ ابوالوفا غوازمی نے جو حضرت کے ہمراہ تھے اس واقعہ کو اس طرح نظم فرمایا:-

قطعہ

چومو دوز عیال خویش شد تنگ عنایت پیر کردش مسکراؤ را
کہ ہر روز اے برادر بہر اطفال بگیر از سیم درہ چار دینار

کرامت ۴۵ حضرت محبوب یزدانی کو کانورا جانے کا اتفاق ہوا۔ اکثر احباب منع کرتے تھے مگر تقدیر الہی وہاں جانے کے لئے تھی۔ فقیر مع

گروہ درویشان ہر اسی وہاں جا کر ٹھہرا اس وقت وہاں مسلمان بہت کم تھے۔ خوب صورت عورتیں جادوگر بہت تھیں۔ اتفاقاً آپ کے مرید قاضی حجت پر ایک جادوگر نے عورت عاشق ہو گئی۔ حضرت محبوب یزدانی قاضی حجت کو اس طرف توجہ کرنے سے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہ آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے وہاں سے سفر کی تیاری کی اسی جادوگر نے اپنے جادو سے قاضی حجت کو گائے بنا کر پوشیدہ کیا۔ جب حضرت کے ہمراہیوں نے انکو تلاش

کیا اور وہ نہ ملے۔ حضرت محبوب یزدانی کو اپنے کشف سے معلوم ہوا کہ قاضی حجت کو گائے بنا کر ایک جادوگر نے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ فرمایا وہ عورت سو رہے جس نے میرے فرزند کو گائے بنایا ہے۔ اسی وقت وہ جادوگر نے سو رہ گئی اور اس کی ماں روتی ہوئی خدمت عالی میں آکر عرض کرنے لگی۔

آپ نے فرمایا کہ میرے فرزند قاضی حجت کو گائے بنالیا ہے۔ تو جا اور قاضی حجت کے اوپر سے جادو اتار۔

جب وہ قاضی صاحب سے جادو اتار کر صورت بشری میں کر کے حاضر لائی فرمایا کہ جاب تیری لڑکی بھی اپنی صورت پر آگئی ہوگی۔ یہ فرماتے ہی وہ جادوگر نے آدی ہو گئی اس کے بعد ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی ملک کانورہ کے سفر کرنے سے نصیحت کرتے تھے۔

کرامت ۴۶ حضرت محبوب یزدانی آستانہ روح آباد میں جب قیام پذیر تھے ایک شخص بیٹلی قلندر نامی جواز روئے قابلیت علمی ممتاز اور صحبت اولیاء زمانہ سے سرفراز تھا۔ پانچو قلندروں کے ساتھ مع نشان و نقارہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ آستانہ روح آباد میں حضرت محبوب یزدانی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا مگر اس میں خود پسندی اور غرور حد سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ بعد ملازمت حضرت محبوب یزدانی کے گفتگو کے درمیان غمزدگی حضرت کے خطاب جہانگیری پر کیا کہ یہ خطاب اگر عالم علوی و سفلی اور عالم صوری و معنوی پر ہے تو ایک شخص کو یہ خطاب ملنا تعجب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ سارے اولیاء زمانہ حسب مراتب اپنی ولایت کے جہانگیر ہیں۔ آپ کی کیا تخصیص ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم شیخ الاسلام زمانہ ہوئے قاضی ہوئے محتسب اس اسرار درویشی کی تحقیق کرنے سے تم کو کیا فائدہ۔ فقرا کے راز حال دریافت کرنے سے باز آؤ

بیت

برو بکار خود اے واعظاں چہ فریاد است مرقا دول از رہ ترا چہ افت داست
قلندر نے کہا کہم خدا کا شکر ساتھ لئے ہوئے تحقیق مقامات درویشان کے لئے سفر کرتے ہیں۔ جب تک آپ کے خطاب جہانگیری کی تحقیق نہ کریں گے نہ جائیں گے۔ اگر اس خطاب سے

مُراد میدانِ دنیا ہے پس ہر مشائخ پیشوا ہر مقام کے ہیں جس کی وجہ سے قیام وجود ہے۔ اور جہاں سے مُراد اگر ولایت معنوی ہے پس بطریقِ اولیٰ ہر ولی اپنی حد ولایت کا محافظ ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فقیر کھینچ ملا زمان یا گاہ عالی حضرت مرشد شیخ علاء الحق والدین کا ہے۔ انھوں نے مجھ کو بمقتضائے اللقب تنزل من السماء جس وقت کہ حضرت کی خانقاہ عالم پناہ کی درودیوار سے آواز جہانگیر جہانگیر بلند ہوئی مجھ کو خطاب جہانگیری سے مشرف فرمایا۔ میں اس قابل نہ تھا۔

اشعار

گو کہ تھا ادنیٰ غلام اس کا ایاز خ کسار لطف سے محمود نے سردار اس کو کر دیا
کیا خطا جشتی غلام اپنے گوشہ نے لطف سے نامزد کا فور کر کے نام اس کا دھس دیا
قلندر نے کہا جس خطاب سے دنیا میں کسی ولی کو مخاطب نہ کیا ہو آپ کے لئے اس
خطاب کی کیا خصوصیت ہے اس توقیر کو جو قلندر کے درمیان میں آئی اگر پورے طور سے لکھا
جائے تو ورق بھر جائیں۔ اور وہ دلائل علمی جو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جہانگیر اس کو
کہتے ہیں جو جہان وجود پر تصرف رکھتا ہو اور یہ فرماتے ہوئے حضرت کے چہرہ انور پر آثار
غضب ظاہر ہوئے فرمایا کہ دیکھ مرا ہاتھ ایک حس ہے میں اس سے دوسرے حس اس سے کام
لے سکتا ہوں۔

قلندر نے کہا بغیر آنکھ سے دیکھے ہوئے کیوں کر یقین ہو۔

حضرت نے ایک قاب کھانے سے لبریز منگوائی اور اپنا دست مبارک اس میں
ڈال دیا۔ آپ کی انگلیوں نے سارا کھانا کھا لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیگ میں جس قدر کھانا
ہے اٹھا لاؤ۔ اس کو بھی آپ کی انگلیوں نے کھا لیا۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے اور سونگھنے
اور کلام کرنے کی قوتیں آپ کی انگلیوں سے ظاہر ہوئیں۔

باوجود ایسی کرامات عظیم دیکھنے کے قلندر نے کہا کہ ہاں یہ تصرف دیکھا لیکن یہ خطا
بے ادبی سے خالی نہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آپ کی انگلی نے یہ آواز دی کہ اے گدھے

خطاب جہانگیری پر کیا اعتراض کرتا ہے میں جان گیر ہوں۔
یہ بات جس وقت انگشت مبارک سے نکلی اسی وقت قلندر کے جسم سے روح پرواز
کر گئی اور روسیہ دنیا سے گیا۔ اس کے قلندر ان ہمراہی نے اس کا گور و کفن کیا حضرت
کے بعض خلفاء شیخ کبیر اور قاضی رفیع الدین اور شیخ رکن الدین شہباز اور شیخ اصیل الدین
سفید باز اور شیخ جمیل الدین جبرہ باز ہر ایک شخص نے اس کرامت کو دیکھ کر دانتوں کے نیچے
انگلی دبائی اور حضرت محبوب یزدانی کی تبار و صفت کرنے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا
مجلس عالی میں ایک شورش مچ گیا کہ اس قسم کی کرامت آج تک کسی ولی سے ظاہر نہ ہوئی اور
نہ سنی گئی۔

سید علی قلندر کے ہمراہی جب ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تین دن کے
بعد جو ان میں سر حلقہ تھا اس نے حضرت شیخ کبیر و حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین کے
ذریعہ سے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست فائزگی کی کہ ہمارے
پیر کا انجام آخرت بخیر ہو۔ پاس خاطر ان بزرگوں کے قلندر کی روح پر فائز ہو پڑھی اور دعا
بختیائش کی۔

غزل

جہاں گھر جاں گیر محبوب یزداں تمہیں ہو ہنر بر نستان عسفاں
ترے سامنے ٹھہرے روباہ کیونکر غنیمت ہے گروہ بچالے چلے جاں
ہوایے ادب جو حضوری میں تیرے گمے اس پر برقی اہل ہو خروشاں
ترے ذات والاوسائے جہانیں علی و نبی کی مناسباں ہوئی شاں
ادب سے رہو اثرنی ان کے در پر اگر چاہتے ہو ملے نور امیساں

کرامت ۷۴ کتاب سنوات الاتقیاء میں حضرت مولانا ابراہیم سرہندی نے لکھا
ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک میں کھجور کی گٹھلیوں
کے دانہ کی بیج تھی۔ آیام تعمیر روضہ مبارک میں ایک دن حضرت محبوب یزدانی عمارت روضہ
منورہ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دفعتاً نماز مغرب کا وقت آگیا۔ مؤذن نے اذان کہی۔ حضرت

محبوب یزدانی تیز قدم جماعت کے لئے چلے۔ حضرت کے ہاتھ میں تسبیح تھی اس کا ڈورا ٹوٹ گیا۔ دانے منتشر ہو گئے۔ بعد نماز مغرب حضرت کے مریدوں نے تلاش کر کے تسبیح کے دانے جمع کئے۔ جب شمار کیا ایک دانہ کم تھا ان کو ڈورے میں پرو کر گرہ دے دی تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے مریدوں میں سے ایک صاحب وہ ایک گم شدہ دانہ بھی تلاش کر کے لائے حضرت نے فرمایا کہ اب تو تسبیح کے دانوں پر گرہ لگ چکی مگر آپ نے اس ایک دانہ کو متصل روضہ مبارک بودیا اور فرمایا کہ میری تسبیح کی یادگار رہنا چنانچہ اس سے بھجور کا درخت پیدا ہوا۔ جب پھل لانے لگا تو ہر پھل کے گٹھلی میں سوراخ نظر آتا تھا۔ حضرت مولانا ابراہیم سرہندی لکھتے ہیں کہ جب میں آستانہ عالی حضرت محبوب یزدانی پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت بھجور موجود تھا اور ہر دانہ کی گٹھلی میں قدرتی طور سے سوراخ ہوتا تھا۔ اور اس کو حضرت کی اولاد اور دیگر معتقدین تبرک سمجھ کر کھاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مصنف سنوالات الانقیاء کے زمانہ تک وہ درخت موجود تھا جس کو آج ڈھائی سو برس کا زمانہ گزرا۔

کرامت ۲۸ حضرت محبوب یزدانی کی یہ کرامت عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کے آستانہ روح آباد میں ایک درخت بہیڑے کا لگایا تھا اور اپنی خانقاہ جائس میں ایک درخت نیب کا نصب کیا تھا جو کچھوچھ شریف سے چھ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہیڑے میں پھول نکلتے۔ وہاں نیب میں بہیڑہ پھلتا۔ جب سے آستانہ عالی درگاہ کچھوچھ شریف پر بہیڑے کا درخت خشک ہو گیا تب سے جائس کے نیب میں بہیڑے نہیں پھلتے۔ شاذ و نادر کبھی کبھی ایک دو پھل بہیڑے کے اب بھی نیب میں پھل جاتے ہیں۔ اگر کسی کو اتفاقاً وہ پھل مل جاتا ہے تو شائقین اور معتقدین سو سو دو دو سو روپے دیکر لیتے ہیں۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب قصبہ جائس میں اپنے بڑے معلم محترم حضرت مولانا شاہ علی حسن اشرفی احمدی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ اسی نیب کے نیچے حضرت محبوب یزدانی کے فاتحہ عرس کے

واسطے ایک مجمع عظیم الشان کے ساتھ لوگ بیٹھے تھے دفعتاً ایک طرف سے ایک کالا سانپ آیا اور نیب کے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت کی اس شاخ میں ایک سوراخ تھا جس میں وہ گھس گیا۔ تمام حاضرین پریشان تھے کہ اگر یہ سانپ سوراخ سے نکل پڑا تو ضرور کسی نہ کسی کو کاٹے گا۔ ادھر لوگ قفل پڑھنے میں مشغول ہوئے ادھر درخت کے اوپر جو دیکھتے ہیں تو وہ سوراخ جس میں سانپ گھسا تھا خود بخود بند ہو گیا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک بولا ہے کی گود میں ایک تازہ بچل بہیڑہ کا ٹپک پڑا۔ اسی وقت لوگ اس سے خواہش مند ہوئے کسی نے کہا کہ ہم سے دو روپیہ لے لو اور ہم کو دے دو کسی نے کہا ہم سے چار روپیہ لے لو یہاں تک کہ جب اس کی قیمت بہت بڑھی تو راجہ ہونہ نے جو وہاں موجود تھے اس کو زبردستی دیکر خرید لیا اور تبرکاً اپنے گھر لے گئے۔

کرامت ۲۹ حضرت سید مخدومی سید شاہ عماد الدین اشرف عرف لکڑ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب جذب کامل تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو ان سے تعلیم کسب وجودیہ پہنچ چکی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ ملک دکن کے ایک مولوی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مرید ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ جب قبر میں جاؤ گے اس وقت تم کو خود معلوم ہو جائے گا۔ مولوی نے عرض کیا کہ قبر میں کیا ہوگا نکیرین سوال کریں گے۔ جاہلوں کو جواب دینا مشکل ہوگا۔ عالم کو کیا دقت ہوگی جو ماہر زبان عربی ہے۔

اس بات پر چند سال گزرے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی وضو فرما رہے تھے اب وضو ہاتھ میں لے کر ایک طرف چھینٹا مارا اور یوں فرمایا کہ ”کیوں نہیں کہتا میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں۔“

یہ حالت دیکھ کر حاضرین کو حیرت ہوئی مگر کوئی دریافت نہ کر سکا۔ مگر ناز پروردہ انخوش دولت جہانگیر حضرت حاجی المحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین نے عرض کیا کہ حضور نے یہ خطاب کس کی طرف فرمایا اور پانی کیوں چھڑکا۔

فرمایا فرزند تم کو یاد ہو گا کہ ایک مولوی ملک دکن سے آیا تھا اور مجھ سے سوال کیا تھا کہ بیعت کرنے کا مدعا کیا ہے۔ میں نے اس کو جواب دیا تھا کہ قبر میں اس کا حال معلوم ہو گا اس کو اپنے علم کا غرور تھا۔ آج وہ شخص دنیا سے انتقال کر گیا۔ قبر میں پتھر پر نے جب سوال کیا اس کا سارا علم پھول گیا اور جواب نہ دے سکا۔ مجھ پر میرے رب نے اس کا حال روشن کر دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ میرا ملنے والا مبتلائے عذاب ہو اس لئے میں نے اس کے منہ پر آب وضو کا پھینٹا مارا اور کہا کہ کیوں کہتا کہ میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں جب اس کی زبان سے میرے مرید ہونے کا اظہار ہوا تو ملائکہ نے رحم کیا اور کہا کہ یہ ان کا مرید ہے جن کے واسطے ملکوت سموات پر فرشتوں نے ندا کی تھی کہ اشرف محبوب یزدانی ہے۔ غرض کہ وہ عذاب سے بچ گیا۔

سبحان اللہ! کیا شان اولیاء اللہ کی ارفع و اعلیٰ بتائی گئی ہے۔

غزل اشرفی

غلام اپنا مجھ کو بنا شاہ اشرف یہی ہے مری التجا شاہ اشرف
کہ ہے موت اور زندگی تیری یکساں مدد کرتا ہے بر ملا شاہ اشرف
بر عمر ہونے مست دین حق میں نہیں اور کچھ مدعا شاہ اشرف
میں ہوں طالب دین و دنیا نہ تم سے مجھے دے خدا سے ملانا شاہ اشرف
مددگار ہر دم تمہیں اشرفی کے نہیں اس کے شکل کن شاہ اشرف

کرامت ۵۰ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ فقیر مخیر و خرقہ گاہ اور قلندران ہمارا ہی کے ایام سرما میں یمن میں پہونچا ایک مسجد میں اترا اور وہاں کے صلحاء سے ملے اور چندے قیام کیا۔ شب برأت کے وقت ہم سب بیٹھے تھے کہ حضرت ابوالغیث یمنی میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ برادر اشرف امسال یمن میں نزول بلیات اور آفات اس قدر ہونے والی ہے جس کی برداشت کسی کو نہیں ہو سکے گی۔

میں نے کہا کہ فقیر کو بھی اپنے کشف سے یہی ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے بیان کرنے میں سبقت کی ورنہ میں خود بیان کرتا۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ دونوں محبت کے ساتھ بار اپنے اوپر اٹھالیں۔

کہا بہت خوب۔

دونوں بزرگوں نے توجہ باطنی اپنے اوپر بار اٹھایا۔

قطعہ

چہ مردانہ در راہ خداوند کہ بردارند بار بسکراں را
نشستہ بر زمیں از ہمت خویش بسرگند بار آسمان را
صبح کے وقت دونوں بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ چہرہ زرد آنکھیں سرخ تین دن تک یہی حالت رہی کہ طاقت جنبش نہ تھی۔

قطعہ

کمال اولیاء اللہ میں یہ کیسی ہمت ہے کہ وہ بار بلائے خلق اپنے سر پہ لیتے ہیں
دیوان کو خدا نے وہ تصرف اپنی قدرت سے جو پائیں طالب صادق کو سب کچھ اسکو دیتے ہیں
کرامت ۵۱ حضرت محبوب یزدانی کا یہ معمول تھا بسبب شب بیداری اخیر وقت میں نماز عشاء ادا فرماتے۔ یعنی نماز ختم کرتے کرتے تہجد کا وقت آجاتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر حج میں جا رہے تھے اور اس مرتبہ جہاز میں چھ مہینے کا لگزر گئے ایک دن جہاز طوفان میں آگیا اور تین شبانہ روز طوفان میں رہا۔ ہمراہیان حضرت بیحد پریشان دست بدعا ہو رہے تھے اور حضرت محبوب یزدانی بھی دعا و استغفار میں مشغول تھے۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے جب اس طوفان سے نجات بخشی۔ چوتھی شب کو حضرت جب نوافل اور اراذ معمولی بعد مغرب سے فارغ ہو کر ذکر معارف اور خقائق میں تیرا حصر رات کا گذر گیا تھا۔ تین شبانہ روز کے جگے ہوئے تھے حضرت کو نیند آگئی تھی یہاں تک کہ صبح

صادق طلوع ہو گئی اور آسمان شرفی نمایاں ہو گئی۔ جب لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ صبح ہو گئی۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے فقیروں کی محنت ضائع نہیں کرتا ہمازی کی چھت پر جا کر دیکھو ابھی صبح نہیں ہوئی ہوگی۔ یہ بات زبان مبارک سے نکلتے ہی سب نے جا کر دیکھا کہ تاریکی شب ظاہر ہو گئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اٹھ کر استنجا کیا اور وضو کر کے نماز عشاء پڑھی۔ خدام والا بھی سب کے سب جلدی جلدی وضو کر کے سنت اور فرض اور نوافل مع اور اعمولی حضرت کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے کچھ آرام کیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد صبح صادق طلوع ہوئی۔ سب نے جماعت حضرت کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی۔

بیت

عجب نہ بود کہ صبح صادق آنست نفس کم زن کہ صبح صادق آنست

اس روز سے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب اور خدام سے ارشاد فرمایا کہ آئندہ نماز عشاء تاخیر کر کے کوئی نہ پڑھے۔ اور حضرت نے اس کے بعد ہمیشہ تاحیات اپنی بھی نماز عشاء میں تاخیر نہیں فرماتے تھے۔

بحان اللہ! کیا شان اقدس حضرت محبوب یزدانی کی تھی۔ فی الحقیقت مردانِ ابوالوقت کے تابع وقت ہوتا ہے نہ کہ وہ تابع وقت کے ہوتے ہیں ایک ل میں ہزاروں تغیر ظاہر کر سکتے ہیں۔ عوام شانِ مردانِ ابوالوقت نہیں سمجھ سکتے۔

قطعہ

ہوئے جو بانی بالشفقت در ہیں خدائی پر بھلا کیا ناقصوں کے عقل میں یہ راز آئے گا
مگر ہاں مرد کامل کی غلامی جس نے کی بیشک وہی لطفِ خدا سے گو ہر مقصود پائے گا
ایک شخص امر لا چہین سے حضرت محبوب یزدانی سے کچھ انکار رکھتا تھا۔ ایک دن حضرت کی دعوت کی اور دسترخوان پر طرح طرح

کرامت ۵۲

کے کھانے چنے گئے۔ دو پیالہ میں چوزہ مرغ پکا ہوا حضرت کے سامنے پیش کیا ایک پیالے میں چوزہ مرغ جو جہ حلال سے خرید کر پکوا یا تھا اور دوسرے پیالے میں چوزہ مرغ جو بلا قیمت بظلم و جہ حرام سے لیا تھا۔ آپ نے وہ پیالہ چوزہ مرغ جو جہ حلال سے پکا ہوا تھا اپنے سامنے رکھا۔ دوسرا پیالہ جس میں چوزہ مرغ و جہ حرام سے تھا۔ دعوت کرنے والے کے سامنے بڑھا دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے اور تمہارے لئے مناسب ہے۔

شعر

کسے کو را خرد را محفوظ دارد برد سنگ جہا ہرگز نہ بارد
حضرت مولانا نظام مبینی جامع لطائف اشرافی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بارہا دیکھا کہ جب کسی وقت کسی نے طعام مشکوک کو حضرت کے سامنے پیش کیا تو آپ کے بائیں پیر کی جھنجھکیاں خود بخود حرکت کرتی

شعر

نہے ذات شریف سید پاک کہ پاش داشت حق ز امیر شر خاک

قطعہ

لگاؤں اپنی آنکھوں سے میں ہر دم ملے گر مجھ کو ان کی نعل کی خاک
دلوائے اولیاء عشق خردا ہے مگر شکل ہے اس کا سب کو ادا رک

حضرت محبوب یزدانی جس وقت خیر از بغرض زیارت مفت پر بزرگان قیام پذیر ہوئے اور قیام گاہ میں بیٹھ ہوئے تھے کہ ایک درویش حضور کی ملازمت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ برس سے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتا ہوں۔ اور فلاں فلاں بزرگ کی خدمت میں حاضر رہا لیکن مجھ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

کرامت ۵۳

مصرع درخت کام و مرادم بہ برہمی آید
جب وہ درویش خدمت مالی میں بکمال عجز و نسیب زواہار انکار بعد بالآخر غرض
حال کرنے لگا۔

مصرع چو گفت از دل سخن در دل اثر کرد
حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور ان کی کشود کے لئے فاتحہ پڑھا
ایک گھڑی بھی نہیں گزری تھی کہ حضرت کی توجہ سے ابتدا سے انتہا تک منازل صلوک اس کے
طے ہو گئے اور تمام اسرار معرفت اس پر کھل گئے۔

بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشت چشم بیا کنند
چنانچہ اس شخص کے اثر حالت سے تمام حاضرین موثر ہوئے۔

ابیات

اے اشرف سمن اگر مجھ پر بھی ڈالو اک نظر کافی ہے روز حشر تک میرے لئے اسکا اثر
غوث جہانگیر ولی محبوب یزدانی ہو تم اے نور عین مصطفیٰ حیدر کے ہوجان و جگر
حضرت محبوب یزدانی جب سفر جو پور سے بنارس میں تشریف
کرامت ۵۴ لے گئے اور اپنے خلیفہ خاص مولانا عبد اللہ بناری کو سرفراز
فرمایا حضرت کا خیمہ ایک بت خانہ کے متصل صحرائیں کھڑا ہوا۔ جماعت کفار بکمال اخلاص
بت پرستی کر رہے تھے حضرت محبوب یزدانی کو یہ اخلاص پرستش ان کا ایسا دل پر اثر پذیر
ہوا کہ زبان مبارک سے یہ شعر نکلا۔

شعر

اگر عکس رخ و الفت نبودے در ہمہ اشیاء مغال ہرگز نہ کر دینے پرستش لات و عمری را
ایک دن حضرت محبوب یزدانی بنظر سیر و تماشا معبد کفار میں سمت بت خانہ تشریف
لے گئے۔ تمام گروہ کفر و حضرت کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی درمیان میں تحقیقات

مذہبی کا مذکرہ نکل آیا جس سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کا اظہار ہونے لگا اور اظہار قوت
انتہا راجیہ کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اگر بت سنگین ہمارے مذہب اسلام کی
تصدیق کریں اور تمہارے مذہب کی تکذیب کریں تو اس صورت میں تم ایمان لے آؤ گے۔
سب نے اقرار کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک بت سنگین کو ہاتھ میں اٹھالیا اور فرمایا کہ
اگر مذہب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے تو کہہ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
اسی وقت بت نے زبان فصیح پڑھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
ایک ہزار ہند واسی وقت کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت محبوب یزدانی
کے دست اقدس پر بیعت کی۔

قطعہ

پڑھیں کلمہ بت سنگین میرے شہ کی کرامت سے براہے جو کوئی ایمان نہ لائے اپنی ثنات سے
ہوئی بیدار جن کی سخت وہ قدموں پر سر رکھ کر مشرف ہو گئے اسلام میں وہ اپنی قسمت سے
کرامت ۵۵ حضرت محبوب یزدانی محمد آباد گھمنہ سے لوٹتے ہوئے ایک قریہ
میں اترے جس کا نام آپ کے نام سے منسوب ہو کر اشراف پور ہوا
یہ موضع شہر اعظم گڑھ سے تین کو س سمت شمال واقع ہے۔ اسی موضع کے کنارے دکن جا
لب بٹک ایک چھوٹا سا چشمہ جاری ہے۔ یہ مقام حضرت کو پسند آیا۔ ایک چلہ قیام کر کے یاد الہی
میں مشغول رہے۔ اسی موضع کا زمیں دار راجپوت ہندو تھا۔ اس کا بیٹا ہنکار سنگھ نامی جنگل
میں لب چشمہ جہاں حضرت محبوب یزدانی چلہ کش تھے آپ کی زیارت کو آیا۔ آپ نے ارشاد
فرمایا کچھ کھائے گا۔

اس نے عرض کیا کہ اگر آپ کا پرشاد (تبرک) ملے گا ضرور کھاؤں گا۔
حضرت نے ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں جو کچھ کھانا ملے کھا لینا۔
وہاں جا کر دیکھا کہ عمدہ عمدہ قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، بریانی، قورمہ،
کباب۔ طرح طرح کے کھانے لذیذ چنے ہیں۔ خوب سیر ہو کر کھایا اور یہ کرامت حضرت کی
دیکھ کر صدق دل سے ایمان لایا اور مسلمان ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ جب اپنے

گھر گیا وہاں بھی معمولی گوشت جھٹکے کا پکا ہوا تھا۔ اس کو ناپنڈ کیا اور کہنے لگا کہ بابا جی کے پاس جو سگوتی (گوشت) کھایا یہاں وہ کب میسر ہو سکتا ہے۔ اس کے گھر والے سب سمجھ گئے کہ یہ بابا جی کے پاس کھانا کھا کر مسلمان ہو گیا۔ ان کو حضرت کی طرف سے اس قدر خوف غالب ہوا کہ گھر چھوڑ کر کہیں نکل گئے۔ ہنکار سنگھ نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر گھر کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا غم مت کھاؤ یہ موضع تم کو دے جاتا ہوں۔ آج سے مہتر را نام ہنکار خان ہوا۔ ایک دن ہنکار خان نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ یہ چشمہ جو ہمارے موضع کے کنارے جاری ہے۔ بسبب زمین عینیق کے اس کا پانی ہمارے بھیتوں کو سیراب نہیں کرتا حضرت محبوب یزدانی نے اپنا انگوٹھا داسنے ہاتھ کا زمین پر رکھ کر دیا۔ وہاں سے ایک قدرتی چشمہ جاری ہوا جو آبپاشی اراضی موضع کے لئے کافی ہو گیا۔ حضرت نے اس کا نام اشرف المار رکھا اب نہ نکل تالاب وہ مقام موجود ہے۔ اس کو گاؤں والے اشرف پوکھری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے اپنی مساوا کو زمین میں داب دیا تھا اس سے ایک بڑا درخت عظیم الشان نیم کا پیدا ہوا جواب تک موجود ہے۔ جو حضرت محبوب یزدانی کے حجرہ چلہ کشی کے دروازے پر واقع ہے۔

ایک بات عجیب اس گاؤں میں حضرت کی دعا سے قائم ہے کہ اولاد پیری حضرت ہنکار خان کے قبضہ میں اب تک وہ گاؤں موجود ہے۔ اگر کوئی اولاد دختر یا اور کسی کو اس موضع کی جائداد دیوے تو اس کو سزاوار نہیں ہوتی۔ بھٹورے دن میں لاولد ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس گاؤں کی جائیداد خرید کرے تو اس کو بھی سزاوار نہیں ہوتی۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب اس موضع اشرف پور میں پہونچا تمام خورد و کلاں مرد و عورت سب اس فقیر کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ میرا اونٹ اس نیم کی پتی کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت اس نیم سے ایام بندوبست میں ایک لالہ جی نے سواڑ لے کر استعمال کی اسی وقت وہ دیوانہ ہو گیا۔ آپ اپنے اونٹ کو روکے ایسا نہ ہو کہ کچھ نقصان پہونچے۔

میں نے کہا کہ میرے دادا کا درخت ہے۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ اگر میرا اونٹ اس نیم سے پتی کھائے تو کیا قباحت ہے۔

اس بات کو سن کر گاؤں والے خاموش ہو گئے۔

اس فقیر نے ایک بار مبارک پور ضلع اعظم گڑھ آکر موضع اشرف پور میں سو ڈیڑھ سو مریدان کی جماعت لے کر محن حجرہ میں حلقہ ذکر جہر کیا۔ عجیب لطف روحانی حاصل ہوا۔ اور کیوں نہ ہو جہاں حضرت محبوب یزدانی نے چلہ کیا ہو وہ زمین برکتوں اور نور سے معمور نہ ہو۔

شعر

برز میں کہ نشان کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

خستہ شد

العقربشارت علمہ مدلی علی الاشراف

اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ مستنیر ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق درجہ صفا مطلوب تک پہنچتے ہیں۔ رجب شریف کی تائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپ کے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ نمازیوں کا ازدحام تھا۔ اس وقت موجودہ خانقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو اگلے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی۔ نماز قروں پر اور قروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہنچائی جاسکے اور زائرین اطمینان اور فراغ قلب کے ساتھ خشوع و خضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر نماز و جمعوں و عیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام و نمود مقصود اور نہ ہی تعمیری نمائش محض خالصاً لوجہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلامی پچھا ملک کے اندرونی حصہ میں حج صاحب مرحوم کی زمین علم مخترم سیدنا حضرت و سید شاہ نظام اشرف ایڈوکیٹ و حضرت العلامة انجی المعظم المکرم المحترم مولانا سید شاہ تاجی اشرف کے تعاون سے حج صاحب کی اولاد سے اٹام بریکھا کر حاصل کی گئی تاکہ شرعی کی قسم کا کوئی نقص نہ

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عائدین قوم و ملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الشیوخ خلوت نشین زاویر بیت تارک معاملات زندگانی عامل و طائف اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالو جان عابد و زاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ بسرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد منماں کاسنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیاد کی تکمیل بعد طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا جو جوئے شیر سے کم نہیں۔

پھر شبی ہدایت کے بموجب روحانہ پاک حضرت مخدوم اجداد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ والرضوان کا فرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور نایبہ محب صادق و مکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صافہ اللہ تعالیٰ عنہ نشر کل حاسد و عین امام و خطیب جامع مسجد سکھاری جوان سال و جوان ہمت نے ہمنائی کی اور اس موسوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوس نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بجمہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلسلہ تعمیرات تک جاری رہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کب جا کر مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا و امید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمہ میں یہ التجا ہے۔

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما درہائے بستہ راز کلید کرم کش
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے
یا سید اشرف جہانگیر دست من زار و ناتواں گیر
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے
ہر کہ آمد بر درت امیدوار بر نگرود چوں نیابد مدعا
اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ نے فرزند نور البین کے فرزندوں کی ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔

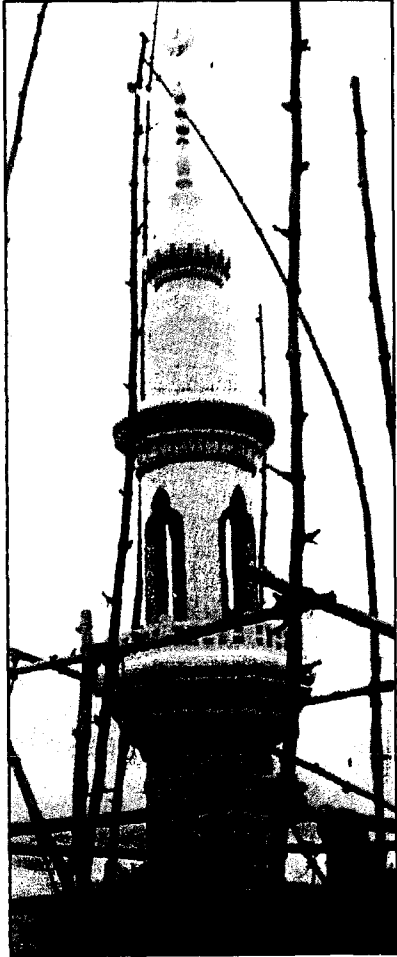
سرولاشاہا کریم دسنگیر اشرف حرمت و روح پیمبریک نظر کن سوائے ما
اے سرکار مخدوم آپ کے دربار عالی کالیک داعی بھکاری ہاتھ جوڑے پیارے عرض
کرتا ہے۔

اے ہم نیکو پسرے مخدوم
زود از درت کے محسوم
بہر اولادِ خویش اے اشرف
حاکم وقت را بکن محسوم

الغیر الغارۃ کا بیٹا علی حیدر علی الدینی
المنشی الحاجز کا حیدر آبادی الدینی



زیر تعمیر اشرف المساجد ٹرسٹ
درگاہ (رسول پور) پھوجہ شریف، فیض آباد، یو۔ پی



زیر تعمیر اشرف المساجد کا خوبصورت مینار



زیر تعمیر اشرف المساجد کے بیرونی محراب کا ایک منظر

سگ بارگاہ اشرف

سید محمد اشرف اشرفی جیلانی
۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
مطابق: ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء